

ہو مطبوع نادر یہ رسالہ
سب دنیا میں بہت تکلف قائم کہ نادر کی ہے یہ نادر تمنا

تذکرۃ النساء

یہ شاعرہ عورتوں کا تذکرہ جس کا تاریخی نام (مرآتِ خیالی)^{۱۲۹۲}
ہے اور وقت انطبوع (گلشنِ ثروتِ نادر) کا لقب ہوا

مولفہ

عج بنیاد در گارِ شاد و شہرِ شہرۂ تعلیم مالک پنجاب غیرہ منیجر
دہلی بکس ساسی انجمنِ دفترِ کلیہ امتحانِ ملی وغیرہ تاجر

بنابر پیش کش بندگانِ عالی متعالی

چھپ کرتا ہوا ہے کہ قبولِ قدر ہو جو

۱۲۸۵ء

شہرِ دہلی کے محلِ المطابع میں فخر الدین اہتمام میں چھپوایا

حصارِ سعادت پناہ تو با

1969

بیانات

یہ نا دیکھ کر کوئی شام
نہ تادورہ پرندہ لایا

میری ثنا
ہو یہ مقبول
کر خون دل بہتے
میں چہ کویا

ترجمہ عبداللطیف

دولتِ عمرتِ فزون باد



سوال کا قدر

خاتمہ بالبحیرہ مویار

بسم الله الرحمن الرحيم

جو ہے سونا بورد ہے

خدا یا تو معبود و مسجود ہے

حمد و نعت کے بعد شعر و سخن کے مرثیہ

نیست بکر ماجیت مطابق شہادۂ عیسوی

تذکرہ ان

تیار ہوا تھا۔ جسکا پہلا حصہ ملقب بہ گلشن باب سال بعد عایطہ طبع سے آراستہ

اُس کے دو برس بعد دوسرا حصہ بنا۔ اسکا زریور طبع سے پیراستہ ہوا۔ مگر میر

دل چاہتا تھا کہ۔ دونوں ایک ہی ہوتے تاکہ فارسی و اردو شعروں کا

ذوق اور ابتدائی مضمون کا شوق ایک ہی ہوتے ہی لطف دیتا۔ اسی سبب

اب انکو بہ ایزادی ضمیرہ حصہ ثانی و تیسرا حصہ اول۔ مع ان تقریظوں اور تازیانوں

کے جو وقائع و حقائق حاصل ہوئی تھیں کہ ان کے شایع کرتا ہوں۔ اللہ بس ماسو بوس

تہیدی مضمون جسکا تاریخی نام - ریاض الفیض ہے

مخلبندی چمنستان مضامین معانی
در بیان آرائش پر گلشن پیر جاوانی

اے اشرف زمانہ زبانی کرم غا | درساے بستہ را بجلید کرم کشا

کیا خدا کی قدرت کا مدہ ہے کہ - اُسے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور تعلیم اور
تعلیم کو شرف کے حاصل کرنے کا ذریعہ ٹھہرایا۔ الا اکثر اس زمانہ کے مردوں نے اپنا اتھا
زیادہ کرشکل نیست عورتوں کو تعلیم کہنا پسند کیا۔ ورنہ دیکھو ہندوؤں میں ہری پابھی
کو ریہ تاجی وغیرہ مسکرت دارا بہت سی عورتیں گزری ہیں۔ بلکہ بعض کتابتیں سیغے
شاعری بھی کر گئی ہیں جسکا حال مقدمہ کی فوسری فصل میں لکھا جائیگا +

پر اکر تلبہا شا جسوقت سے جارتا ہوی مسوقت تک بھی ہندوؤں کی عورتیں لکھنا
پر ہما کہتی رہیں۔ بہوج پر بندہ میں کہ - اُس راجہ کی قلمرو میں زنانے سے جاری
تھے۔ ہر رگنہ میں علمی مجلس مقرر تھی +

بالفعل سرکار کی بدولت جو ہنسنیں۔ رسوسائیان انعقاد دیا رہی ہیں انہیں کانوینشن
اس زمانہ کے بعض بعض شریعت خاندانی ہندو ایسا تو بیشک کرتے ہیں کہ۔ بال بڑ
یا نوجوان راہنمورت کو ناگری خواہ اگر کبھی کے حروف سکھا باشن سہل علم گیت
یا آنکہ سکھنی چپ جی وغیرہ پڑھا دیتے ہیں۔ اسکا سبب یہ ہے کہ بیوہ عورت پر عبادت
معبود زیادہ تر فرض ہے۔ سہاگن اپنے ناوند بھی کی فرمانبرداری کو عین عبادت
سمجھی اور ظاہر ہے کہ یہ تعلیم نتوان خدا را شناخت + کا مقولہ بہت درست ہے۔

پس حیوانوں کو خا شناسی کے لئے علم سکھایا جاتا ہے۔ تو خاوندو ایون کو اس
نظر سے پڑانا واجب ہے کہ وہ اپنے خدائے نگہداری کے حق اپنے شوہر کی نسبت سمجھیں

نیشانی
نیشانی

اور اپنی عصمت کے نگاہ رکھنے کی خوبیاں جائز اور گناہوں کی سزا کو دیکھ کر دیر
جیسا نشی بہن لال صاحبے ایک سالہ سہمی حقوق زن و تنہا ہرین شفیق
قول ترجمہ کر کے درج فرمائے ہیں ۛ

بہن عورت خواندہ ہوگی تو اپنی اولاد کو علم کے زیور سے خوب راستہ کرے گی۔ ورنہ
جہلا کی طرح زیور طاہری طلائی و نقری سے انکو پیراستہ رکھے گی۔ جسکی بذلت اکثر
بچوں کی جان ہی تلف ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ۔ اس قسم کے مقدمے اکثر اخبار میں
طبع ہوتے رہتے ہیں ۛ

مرا فوس کہ۔ ہمارے ابنائے جنس اس طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور زیادہ تر افسوس
کا مقام ہے کہ۔ اگر کوئی ہندوستانی علی الخصوص ہندو بہائی اس باب میں گفتگو
ہی کرے۔ تو سامعین ناراض ہوتے ہیں۔ گو بظاہر خاموش ہی رہیں۔ اور بولیں
تو یہ جواب نا صواب ہیں کہ۔ اچھا صاحب اپنے خاندان میں تو اس سلسلہ کو جاری فرما
پھر شاید کہ۔ دیکھا دیکھی کسی اور کو بھی شوق ہو جائے ۛ

میں عرض کرتا ہوں کہ ۛ شوق در ہر دل کہ باشد رہبری در کافیت ۛ اور اگر بغیر حقیر
کے نہیں مانتے تو تحقیق کر لو کہ۔ غدر سے پہلے قصہ کوئل اغیر علی گڑھ میں ایک کہتری
صاحب شریف الاصل نجیب النسل باشندہ بنارس کی زوجہ فارسی زبان کے سیاق
و سباق سے اس قدر بہرہ ور تھی کہ اپنے گھر کا حساب کتاب خطوط نویسی خود کیا کرتی
تھی۔ اہل برادری سے کوئی آنپٹھنہ زن بھی نہ تھا۔ پرنہیں معلوم کہ۔ یہ طرفہ انیتہ
آگے کو جاری کیوں نہوا ۛ

اور سنئے یہاں کا یہیں تحقیق فرمائیے کہ۔ بہت سی کہترانیاں باہنیاں ناگری و
گوہمی دان موجود ہیں۔ کایتہنیاں فارسی بولی ہوئی زندہ اپنی برادری کی رونق
افزائیں۔ بلکہ آج کل تو انگریزی کا چرچا بھی اس قوم میں ہوتا چلتا ہے۔ اور کیوں

سہمی
ایک
کا

کایتہنیاں

نہو کہ فارسی کی۔ نہ ہندوئی ہی اوائل میں اسی قوم میں آئی۔ انگریزی خوانی میرا
 بھی اسی فرقہ نے سبقت فرمائی۔ پس تعلیم نسوان میں بھی اگر یہ ہی مبادرت نکیرین متو

کون کرے ؟

مسلمانوں کا حال کیا بیان کیا جائے آئیں گے ہاں تو شرعاً حکم ہے کہ عورتوں کو
 بھی پڑاؤ اور لکھنا خوانی عورتیں انہیں خواندہ ہی ہوتی ہیں۔ اگر زیادہ نہ ہو تو چار پر
 چار بیٹھے چاروں کے بچہ کی بسم اللہ کروا۔ کلام اللہ ضرور پڑھا دیتے ہیں۔ اور
 یہ حکم اس حدیث نبوی سے ثابت ہے أُطْلِقَ الْعِلْمَ فَرِيضَةً عَلَى كُلِّ مَسْلُومٍ وَمُسْلِمَةٍ
 اس فقرہ کی عورتوں نے تو عربی فارسی اور اردو کی شعر گوئی کو بھی حکم
 پر پہنچا دیا۔ چنانچہ آئندہ کی فروغِ حراۃِ انخیال کا آخری حصہ جو اہل العجائب تمام
 کلمات الشعر و منتخب اللطایف و گلستانِ مسرت لاحت مقال خریطہ جواہر و ریاض
 وغیرہ فارسی کے تذکرہ میں جبتہ جبتہ مستورات کا کلام موجود ہے۔ اور اردو میں
 حکیم قاسم کا تذکرہ حسب موقع گلدستہ یازنہندان کا جزو اخیر گلشنِ نیکار و گلستانِ سخن
 و طبقات الشعر و افادہ الاذکار وغیرہ کہیں کہیں سے۔ اور بہارستانِ نازک و سخن
 کا آخری جزو بعض بعض صفحہ تاریخ شعر اسے عرب کی جھین عبارتِ اردو و شعر عربی
 کے بین مستورات کے شعروں سے آراستہ و پیراستہ ہیں +

ان سب کو دیکھو کہیں کسی ہندوئی کا نام نپاؤ گے۔ ہاں کہیں شاد و نادکھی محبتی
 یا پاترا کا نام آجائے تو عجب نہیں۔ پس وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ کیونکہ
 یہ ہر جا ہی ہندی متغنی ہوتی ہیں +

الایہ بات تحقیق طلب ہے کہ آیا مسلمانوں میں عورتوں کو شعر کہنا جائز ہے یا نہیں یہ
 کیونکہ مرد و عورت کی شعر گوئی کا مباح ہونا و نہ ہونا اپنے تذکرہ فادہ الاذکار میں حدیثوں
 اور روایتوں اور مثالوں سے ثابت کر چکا ہے +

فارسی و
 زبانِ ہندی
 کے نام جن
 پر مذکور
 ہے
 لکھا گیا
 ہے

۱۰۔ اگست ۱۸۸۷ء کا شمار اخبار جلد و بند ۳۰ تا ۳۱ ستمبر ۱۸۸۷ء کا شمار ہے۔
 ۱۱۔ اگست ۱۸۸۷ء کا شمار اخبار جلد و بند ۳۰ تا ۳۱ ستمبر ۱۸۸۷ء کا شمار ہے۔
 ۱۲۔ اگست ۱۸۸۷ء کا شمار اخبار جلد و بند ۳۰ تا ۳۱ ستمبر ۱۸۸۷ء کا شمار ہے۔

جواز شعر کوئی عورت

حجرات العجائب الہ ابوالیث فقیہ مخاضب برہان حقیقت ثانی کی کتاب بوستان سے نقل کرتا ہے کہ ایک روز حضرت عائشہؓ اپنے یگانہ زمین جہان لگیں۔ وہاں سے آپس آئیں۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے واسطے کیا تحفہ لائیں؟ ارشاد ہوا کہ میں نے اب سے لئے وہاں ایک شعر کہا تھا۔ حکم ہوا کہ سننا۔ انہوں نے یہ شعر پڑھا۔
اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ فَيَا بَاطِلٍ **اَفَلَا تَعْلَمُونَ السَّوَادَى الْاَلْبَاوَادِ**

آنحضرتؐ نے کہا کہ اگر دوسرا مصرعہ اس طرح ہوتا تو خوب ہوتا۔

اَفَلَا تَعْلَمُونَ السَّوَادَى الْاَلْبَاوَادِ

ان تینوں مصرعوں کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم تمہاری خاطر سے آئیں ہیں پس تم بھی اپنے دستور کے موافق ہمارے حق میں دعا فرما کر دو۔ اگر ہم کو تمہاری طعنہ زنی در سخی غنی کا فتنہ نہ تھا تو ہم ہرگز نہ آتیں یہ اگر خوش آؤں گے ملاپ میں خاکم نہ ہو تو ہم ہرگز نہ آتیں در سنیہ کے خیر النساء حضرت فاطمہؓ زہراؓ نے خود آنحضرتؐ کا مژدہ موزوں کیا۔ جس کا ایک شعر ہمارے نزدیک سے لکھا جاتا ہے۔
اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ فَيَا بَاطِلٍ **اَفَلَا تَعْلَمُونَ السَّوَادَى الْاَلْبَاوَادِ**

اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ فَيَا بَاطِلٍ **اَفَلَا تَعْلَمُونَ السَّوَادَى الْاَلْبَاوَادِ**

ترجمہ مجہد پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں ہو جاتے۔
 زنا مفید النساء والہ لکھتا ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ وسماءؓ زبیدہؓ خاتون سکونہ مار بن رشید خلیفہ عباسیہ شاعرہ گزری ہیں۔

اس سے بڑھ کر جواز شعر کوئی کی اور کیا دلیل چاہئے؟ کہ خود آنحضرتؐ کی منگو حضرت علیہ رضی اللہ عنہا نے شعر کہے۔ آپ نے اصلاح دی۔ آپ کے جانشینوں کی بیویاں شاعرہ ہوئیں۔ ان میں شمر ہے کہ اشعار ملنا جاتی توحیدی لغتی نقشبندی

مومن عشقیہ نہون

جانب

جانب

جانب

الغرض اس گروہ کی چند شاعروں عورتوں کے نام سے شاعری لکھی گئی ہے۔
یا انحضرت کے دربار عربی زبان کے شعر کہتی تھیں مقدمہ کی پہلی فصل میں لکھا گیا
اور ان کے پہلے کہنے کا سبب ہے کہ۔ مجھے فارسی اور اردو شاعر اور مرثیہ
لکھنا ہے اور زبان اردو فارسی کی بچی ہے اور فارسی عربی کے تابع۔ زبان
پس عربی کو مقدم رکھا۔ ورنہ تقدم زمانہ کے اعتبار سے مسند کرت والیوں میں
پہلے لکھتا۔ اور اسی اعتبار سے اس نے بیجاہ میں ہندو کا حال پہلے گزارش کیا
اور ہندوؤں میں تعلیم بہت کم ہے۔ اس نظر سے بھی اس موقع پر انکو پہلے رکھا
ہے کہ ہندو بھی اس مضمون سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔

سبب تالیف مرآت خیالی

مرآت خیالی میں حکیم محمد نصیر الدین صاحب پنج رئیس میثیلیہ نے ایک
بعض تذکرہ شاعروں عورتوں کے بیان میں بنام بہارستان ناز چھپوایا۔ پھر چار سال
کے بعد مرآت میں اسکی ترمیم کر دوبارہ مشہر فرمایا۔ الایچ ایم نے دونوں کو نظر
لیکھا۔ تذکروں مذکورہ الص سے ملایا۔ تو مقابلہ میں بڑا فراق پایا۔ بلکہ اکثر
اور تذکرہ نویسوں نے بھی بعض بعض کے بیان میں اختلاف کیا ہے۔ ایک
نے دوسرے کی منافی لکھ دیا ہے۔ پس مل تحقیق منزل میں یہ سمایا کہ اگر ایک
رسالہ مختصر تو بھی اس بیان میں اپنے نامہ اعمال کی مانند سیاہ کرے۔ تو
فائدہ سے خالی نہ ہو۔ نیز جو دہلی پانچ شاعر صان تذکروں میں نہیں پائی
جائیں۔ اور تیرے پاس انکا کلام موجود ہے۔ اس لیے سے قید کتابت میں
آجائیں۔ وہ بیچارے ابھی شعاعوں میں شمار ہو جائیں گے۔

اب خدا کو سخن آخرین کے فاصل سے چار برس کی محنت میں یہ رسالہ نادر و نایاب ہو گیا

مرآت خیالی میں پہلی ترمیم فرما کر شائع کیا ہے۔

پہلے بندہ نے اسکا نام تاریخی غیرت بارناز رکھا تھا۔ اور اسکے دو حصے کئے
تھے۔ ہر حصہ کا نام تاریخی میان بہاء الدین عرف عبداللہ شاہ صاحب بشیر خوش
تقریر نے ایک باغ اور تیرہ کیسات اور مقرر فرمایا تھا۔ اور مثنوی بنارس اور اس
صاحب غنکین نے ستم بکرا جیتی یون نکالے تھے +

اس کے مقدمہ میں پہلے عربی زبان کی چند شاعرہ عورتوں کا نام ہے۔ پہنچ کر
اور بہاشا کی فاضلہ شاعرہ کا کچھ ذکر ہے۔ انگریزی کی فاضلہ عورتوں کا بیان کرتا
اس لئے فضول سمجھا کہ وہ ان ناخواندہ تو شاید زونا درہی کو بھی ہوگی۔ اور شاعرہ
اکثر ہوگی۔ اس کے علاوہ اردو زبان میں انکی بیان کا کوئی رسالہ نظر سے نہیں گزرا۔
انگریزی سے بندہ خود بے بہرہ ہے۔

اس کتاب میں کہاں کہاں کی مستورات کا ذکر ہے

ورنہ اسکا بھی حوالہ دیتا۔ سائی ہیریا چینی تاتار و مشیو کا ملک ہے۔ ان اپنی بولی
میں ضرور وہ بھی کچھ کچھ کہتی ہوں گی۔

اہل ہند کو ترغیب تعلیم نسوان کی طرف

غرضیکہ ہندوستان جنت نشان کی شایستگی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ ولایات و وزرا
میں اسکا مذکور ہے۔ پس یہاں کے باشندوں کو اپنی نام آوری قائم رکھنے کے
لئے تعلیم نسوان کی طرف بالضرورت توجہ ہونا چاہئے۔ اور اپنا توجہ یہ حال ہے کہ ہر
یادِ غایت باد بس +

مقدمہ

چمکن اُبی خامہ عنبرین شمامہ تسوید آسامی چن شاعر اُبرنی
لسان - خمد جاہایت - وایام شیوع اسلام خبشتان

شعر کی فضیلت اور اسکے معنی لغوی و اصطلاحی اور بتائے شعر گوئی و اقسام شعری
اور شاعری کے دہنگ کو سچ آن بیانوں کے جنکی واقفیت شعر گوئی و شعر نہی کے

واسطے ضرور ہے (مثلاً علم عریض علم قوانی صنائع بدائع بیان) سہ رقات
شعری وغیرہما) اپنے تذکرہ ناظر الاذکار میں میں نے مفصل درج کر دیا۔ اب کمر

نویسی طویل فضول ہے۔ کیونکہ تذکرہ مذکورہ کے ملاحظہ سے ان سب فنون کا
بما حصول ہے۔ اور اہل اسلام کی روایات سے عورات کی شعر گوئی سباح و حایز

بھی ثابت ہو گئی ہے۔ اب بان عرب کی چن شاعرہ عورتوں کا نام لکھا جاتا ہے۔
واقع ہو کہ نبی اسرائیل کے زمانہ کا ذکر ہے۔ زمینا نے حضرت یوسفؑ کی شانِ نمایان

میں شعر کہے فرعون کی بیوی آسیامی بڑی فاضلہ تھی۔ دُبامی شہزادی زمانہ
جاہلیت شعرا سے عرب میں بڑی نامی شاعر گزری ہے۔

امیہ دختر عبدالمطلبؑ کی جو آنحضرتؐ کے دادا سے مع اپنی اور بہنوں کے

سہ چمن ہمارے شعر میں چین کا بیان لکھا گیا ہے، "منہ عفی الذعہ"

بینی
حکیم
توبی
ترجمہ

چنانچہ سبکے حسب خواست اپنے والد کے اسلمی حالت نزع میں فوسے کے۔
سوقت آنحضرت نے بمرثت سالگی وہ تمام اشعار سنے تھے +

قتیلہ بنت نصر بن حارث شعرائے عرب میں شہور تھی۔ جب انجکا جنگ
بر کے قیدیو یمن میں اگر قتل ہوا۔ تو اسے چند شعر کہے۔ جنکو سکر آنحضرت نے

فرمایا کہ۔ اگر میں یہ شعر پہلے سنتا تو اس کے باب قتل سے امان دیتا پس دیکھو
شاعری کا کیا رتبہ ہے۔ اور موزون کلام کس قدر موثر ہے + ام سلمہ اپنے سلم

کی والدہ نے جب سلم جنگ جمل میں مارا گیا۔ اسکا مرثیہ موزون کیا۔ اور نیز اسی
لڑائی میں ایک عورت نے جو عبد القیس کے قبیلہ کی تھی۔ اپنے خاوند کو مقتول و فتن

دیکھ کر اشعار مرثیہ کے طور پر کہے تھے۔ حالکہ بنت عمرو بن نفیل زور مرثیہ نے ہی
اپنے خاوند کا مرثیہ کہا تھا۔ یسوع شکیلہ جمیلہ و جوعادیہ الہ یزیہ پشی عہہ ہی +

بنت الحجرت عدی کنذی مصری جو کوفین آ رہی تھی جب سلم کے باپ کو معادیہ
کے لوگوں نے گرفتار کیا۔ اسنے چند شعر مرثیہ کے کہے انجام کو اسکا باپ اس

علت میں کہ حضرت علی سے محبت کہتا ہے۔ فرج کیا گیا۔ عایشہ زور عبد اللہ
نے اپنے بچوں کے فرج ہونے پر فوج کہا تھا۔ جنکو بستر نامی معادیہ کے سردار نے

قتل کیا تھا۔ بنت معقل نے چند شعر کا مرثیہ اسوقت موزون کیا تھا جبکہ حضرت
امام حسین کا سپر پیہ کے پاس آیا تھا تقیہ باشندہ صوینیا سو باجی ہجری

میں پیدا ہوئی اور پاسو اناسی میں مر گئی۔ اس شاعرہ فاضلہ کے اپنے اپنے
قصایا اور قطعے مشہور ہیں +

اس بیان سے عورتوں کی شاعری کی اباحت اور درازی زمانہ معلوم ہو گئی۔
ہاں اگر میری اس تحریر کی مسند و کار ہو۔ تو تاریخ شعری عمر موافقہ ولوی کریم الدین

صاحب طبعی پتی جو درین الامرت سر کے ضلع میں دسٹرکٹ ان پکٹر وارس میں
پہنچا تھا تب مسندہ ہر عام لاہور آمد سے یمن سے رہا اس کے کامر ہا ہے اسندہ

بنت نصر

ام سلمہ

بنت الحجرت

عایشہ

بنت معقل

امام حسین

ملاحظہ ہو۔ اُس میں ان سب عورتوں کے شعر عربی ہی موجود ہیں + روشنی ہے
 کلا جواہر سلک بر قوم ہنویہ جواہر علم آموزی عوات حبیب م
 رواج این فرقہ صاحب کشف کرامات + اب اور مطلب کی طرف
 رجوع کرتا ہوں۔ یعنی ہند کی شاعرہ عورتوں کا بیان لکھتا ہوں + یہ تو بندہ کو ثابت
 نہیں ہوا کہ۔ اردو زبان میں پہلے پہل کس عورت نے شعر کہا۔ کیونکہ بعض لوگوں
 نے لکھا ہے کہ نور جہاں حرم جہانگیر نے اردو شعر لکھا۔ بلکہ یہ شعر اُسکی
 طرف منسوب کرتے ہیں +

نور جہاں

یہ طغی ہے۔ یہ ہے تفصیر اور میں	سل جو تم یہ کہتے ہے۔ شمشیر اور میں
چمن میں ہے جویہ منی سی بوٹی	دیگر ننگہ کے بوجھ سے جاتی ہے ٹوٹی
ظہر میں میرے حال کو سرسبز خا نو	دیگر پوشیدہ جگر کہتی ہوں مانند خا کی

الایہ قول پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اسکا حال تذکرہ نادرا لاذکار میں مفصل
 لکھا گیا ہے۔ اور کچھ نور جہاں کے بیانیہ آجائیگا۔ مگر ہاں یہ تحقیق ہے کہ
 سب سے پہلے عورتوں میں اردو زبان کی صاحب یوان چندارندی دکنی ہوئی
 دیکھو کیا خا کی شان ہے کہ۔ مردوں میں بھی صاحب یوان سب پہلا دلی دکنی
 ہی ہے +

پرتو

سنسکرت و بھاشا یعنی ہندی زبان میں اردو فارسی زبانوں کے سے تذکرے
 نہیں ہیں۔ جو ہندو عورتوں کا حال مفصل لکھا جائے۔ الایہ بات سنجوئی نا
 ہو گئی کہ ہماری بزرگ زادیان نوشہرہ سے بہرہ ور تھیں + ان کی چند فاضلہ عورتوں
 کو نام لکھتا ہوں +

کارگی نامی ایک عورت نے یاگی لکشی سے راجہ جنگ کے وقت میں خوب
 مباحثہ علمی کیا۔ گوا انجام کو بار گئی۔ مگر داد فضا حست بلاغت دی گئی مردوں

کارگی

مین نام کر گئی۔

مند و درمی لٹکا کے راجہ راون کی بیابتا بیوی اسی عقل تھی۔ کہ جسے شطرنج بازی کا کھیل اختراع کیا۔ بندہ اپنے رسالہ شطرنج مسئلے بہت نشہ مین اپنی بی کا حال بہت مفصل لکھ چکا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ حال اُس سالہ کے چہنپے کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ لہذا یہاں مختصر بیان کرتا ہوں +

اگرچہ بہت سی قومیں اس بازی جمیلہ کے اختراع کا دعویٰ کرتی ہیں۔ مگر فرلیم جو نرخصا صاحب انگریز نے خوب تحقیق کر کے لکھا ہے کہ یہ۔

ہیل ہندون ہی نے ایجاد کیا۔ اور ہندو اسکونڈوری مذکور سے منسوب کرتے ہیں۔ اصل میں اسکا نام چترنگ تھا۔ پتر چار درنگ حصہ۔ ان دونوں سے یہ نام بنایا گیا ہے۔ قدیم زمانہ میں ہندون کے لشکر میں رتہ ہاتھی گھوڑے تو سواروں کے لئے ہوتے تھے اور پیادوں کی فوج ہی انکے ہمراہ رہتی تھی۔ پس ابتدا میں اس کھیل کے فہرے انہیں ناموں کے اختراع ہوئے تھے پھر رتہ کی جگہ کشتی کا لفظ مقرر ہوا۔ چنانچہ اب تک پڈت گو رخ کو نو کا اپنے کشتی کہتے ہیں۔ کیونکہ جب بحری فوج کی ضرورت ہوئی تو کشتی لانی ضرور پڑی۔ بعض کے نزدیک اسکا نام شترن جی تھا۔ اسکا ترجمہ دشمنوں پر فتح ہے۔ کیونکہ شتر دشمنوں جمع کی علامت ہے فتح۔ اسکی تشریح سے یہ لفظ بنا۔ بگڑ کر شطرنج ہو گیا +

ہاں اس طرح بنگالہ کی عورتوں نے مغل یہاں کا کھیل ایجاد کر کہا ہے۔ جو میرزا بابر کے وقت میں اختراع ہوا ہوگا +

خیر یہ بحث اپنے مطلب کی منافی جانکہ عرض کرتا ہوں کہ ایک عورت بگیا نامی دکن کی زوجہ چندر ہاس جو کوتوال کا راجہ ہو گیا تھا بڑی زبردست سنسکرت کی

پندرہ سو ساٹھ عیسوی میں اکبر شاہ نے آدم خان لہا اور ہم خان اور پیر محمد خان کو باز بہادر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور باز کی فوج بہاگ گئی۔ ناچار یہ بیچارہ بھی بے گنج ہو کر ہوا ہو گیا۔ اسوقت اس شاعرہ مغینہ نے اپنے تئیں آپ ہلاک کر ڈالا اسکے ایک گیت کا ترجمہ جسے باز بہوپ کا بیان کہتے ہیں۔ ماہ اکتوبر ۱۷۷۷ء کے رسالہ تالین پنجاب سے نقل کیا جاتا ہے۔ دہوا ہذا۔

کرنے دو فخر آنکو جو میں صاحب دل	سرمایہ نشاد ہے یہاں عشق بیدار
مضبوط قفل و لکاسے اس گنج پر لگا	اسکو نگاہ رکھتی ہوں میں جان کر سوا
محفوظ چشم غیر سے ہے اور بے نظر	گنجی ہے اسکی بس میں میرے قصہ قصہ
سرمایہ ہوتا جاتا ہے ہر ذرہ کچھ سوا	اس گنج شایگان کو ہر گھنٹے سر کام کیا
اب لمین نہاں لی ہے کہم نفع یا ضرر	دنیا ہے ساتھ باز بہادر کا عمر بہر

اور بتا اسے عشق میں جو گیت اسنے بنایا تھا وہ خاص اسیکی بولی میں ہے

پاپی پران بہت گھٹ بہتر	کو چاہت سکھہ راج
روپ متی پیا ہمسی دکھیا	گھیا بھادور راج

اور مرتے وقت اسنے یہ کہا تھا۔

تم بن جیوا بہت نہیں لگتے سکھہ راج	روپ متی دکھیا بہمی بنا بھادور راج
-----------------------------------	-----------------------------------

ایلیا بابائی یہ مرثیہ رانی عاتقہ امین سیندھیکہ خاندان میں پیدا ہوئی میانہ اندام سبزہ رنگ کہری بدن کی تھی یہ عورت اپنے قوم کی عورتوں میں بڑی جہذب تھی۔ راج نہت کی گزرتہ اکثر اسکے مطالعہ میں رہتے تھے۔ جب رسکا شور کنہ سے راکو بن ملہر لڑ لکڑا سکھو تھیں امین کن کا چہرہ کر راہی ملک ہو۔ تو اُس نے اپنے بیٹے ملی راوا دینی میچا بابائی کی پرورش میں اپنا وقت اچھی طرح صرف کیا۔ ملہر راکو کے بعد ملی راکو صرف نو چینی سلطنت کر کے بغاوت خفقان رعلت کر گیا۔ تو جو

سکھ تائیں لکھنا اور باز بہادر کا نام لکھنا اور نوٹوں میں لکھنا اور ہوا شاہ کے شاہ کو علم موسیقی میں بے نظیر ہے۔ عدلی
 قلعہ پٹی میں بمقابلہ خضر خان قاضی سلطان بہادر مارا گیا اور اسنے

نے اس ریاست کا انتظام تیس برس تک اس خوبی و خوش اسلوبی سے کیا کہ جسکا ثانی ہونا مشکل ہے۔ جیسا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان بلکہ تمام جہان میں لائقِ سبھا جاتا ہے۔ اسی طرح عورتوں میں اس عورت کو خیال کرنا چاہئے کہ اتالیقِ پنجاب کے اخیر رسالہ میں اس عورت کے بیان کے شترہ صفحہ پڑھیں۔ یہ مختصرہ کل بیان کی گنجائش نہیں کہتا پس سیکندر کافی ہے۔ اور اس عورت کی وفات شترہ میں لکھی ہے۔

یہ تمام بیان ہندوؤں کی مشہور عورتوں کا اتالیقِ پنجاب شترہ کے مختلف رسالوں سے لیا گیا ہے۔ جو پنجاب کے شترہ تعلیم سے جاری ہوتا تھا۔ جن صاحبوں کو انکا مفصل احوال معلوم کرنا ہو۔ اور نیز اور نام اور عورتوں کا ذکر دیکھنا ہو سائل کو براۓ خدمت فرمائیں۔

گلدستہ بندری قلم فیض توام۔ بہ نتیجہ عجبیہ اس باغِ حسانات یعنی در بیان احوالِ تعلیم نسوانِ زمانہٗ حال چند کلمات ہندو اور مسلمانوں کے قدیم زمانہ کی عورتوں کا حال تحریر بالا سے بخوبی ظاہر ہو گیا اور نیز میری تحریر سابقہ سے یہ بھی ہویا ہو گیا کہ۔ اہل ہندو نے اپنی عورتوں کو اسوقت سے جاہل رکھنا شروع کیا ہے۔ جب سے مسلمانوں نے اس ملک پر غلبہ پایا ہے۔ پہلے بڑی بڑی زبردست عالمہ فاضلہ عورتیں گزری ہیں۔ ہماری دیوالگیتان اور اتاروں کی بیویاں اور اجاؤں کی بیویاں اور رشیوں کی گہوالیاں سب سنسکرت اور پرکرت کی جانیوالیاں ہوئی ہیں پھر عروج پریندہ کا کچھ خلاصہ ہی پہلے لکھا ہے۔ مگر ترکہ کے خوف سے یہ سب باتیں یک سخت موقوف ہو گئیں۔ کیونکہ اُنکے ہاتھوں سے اس گزردہ نے نہایت ذلتیں اُٹھائیں ہیں۔ اب جو کہہ کر ابد پائیاں صاحبان

عالیشان کی عملداری انگلستان سے ہندوستان تک پہیلی اور ہر نوع
 کے امن و امان نے رواج پایا۔ تو پہر یہ سلسلہ بھی اس طرح قائم ہوا کہ۔ مارس
 زمانہ جا بجا کھل گئے۔ اُستانیان و پندتانیان یا بابائیان پڑانیکو مقرر ہوئیں
 اس شفقتِ شاندار و مرحمتِ ماورانہ حضورِ ملکہ معظمہ کو مین و کٹوریہ صاحبہ
 زاد اللہ سلطنتِ شاہنشہ کو تہماشاہِ ہندوستان کے کیا کہنے ہیں۔ ایسے عہد
 دولتِ مہارمین بھی اگر کوئی اپنی عارضی جہالت کو نہ چھوڑے۔ تو مجبور ہی ہے
 لبس اب میں اس مقدمہ کو ختم کرتا ہوں۔ اور اس کتاب کو
 دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ پہلے حصہ میں عورت
 فارسی گو درج ہوتی ہیں۔ دوسرے میں اردو زبان
 کی شاعرہ گنی جاتی ہیں ؎ ؎ ؎ ؎
 تحریر کا یہی دفعہ ثانی ؎ ؎ ؎ ؎
 ۵ ارجو فی سلسلہ اعمومی ؎
 مطابق ۹ رمضان المبارک
 سلسلہ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست کلید در گنج حکیم

گلشن ناز

{ حقیقہ آرائی مختارین گلستان فرخی نشان
بتطبیح حالات و مقامات اشعار انجمنی نشان }

فارسی زبان میں عورتوں کی شاعری بھی اُسی وقت گنی جاتی ہے جس وقت سے مردوں کی شاعری کوئی اختیار کی ہے۔ جیسا علم عروض کے اکثر رسالوں میں مسطور ہے۔ تذکرہ نویس بھی اسکا مذکور ہے کہ بہرام گور فارسی کا بادشاہ نے ایک زشتکار گاہ میں کشمکش کو زندہ پکڑ کر یہ مصرعہ موزوں پڑھ کر ان شیرازیانِ ہنم آن شیریلہ اُسی وقت اسکی محبوبہ غریبہ لارم ناخج جو ہمراہ رکاب تھی یہ جواب عطا کیا، نام بہرام تزداد پتہ بوجہ پتہ پس اس پر مصرعہ اور لگا کر چار گان نام دیکھا گیا تھا نیم زرد و غیرہ مقامات میں انبالس قسم کے چار گان مشہور ہیں زبان زرد نزدیک دور ہیں۔ رد و لی کی سمعہ شاعرہ کا کلام آگے آجا لگا یہ بھی اس عوسے کا مصداق سمجھا جا سکتا ہے۔ اب بہتر ہے کہ ابھی فارسی زبان کی شاعری کا حال مقالہ لکھ کر فرماؤ

فارسی زبان کے شاعر و نگاریان

آتون تخلص سے مسماة تونی آتون منکو مد ملاقاتی کا جس کا معقار میر نظام الدین علی شیر تھا۔ انھوں میں خوب مباحثہ شعری ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک روز ملازمتی زبانی کہی

یاران ستم پیر نے کشت مرا	کھاواک شدہ چو نے ازوشت مرا
از پشت بسوئے او در خواب کفم	بیدار کند بضر ابگشت مرا

آتون نے یہ دو مان سنائے۔

انجو ابلق شست رگے کشت مرا	روزی بود ازو بجز پشت مرا
قوت چخنا تکه پا تو اندر داشت	بہتر بود از پشت دو صد دست مرا

آرام تخلص لارام نام کسی بادشاہ کی بیگم شاعرہ شاعرہ بڑی علامہ تھی۔ بغیر نے اسکو جہانگیر سے منسوب کیا ہے چمن بیخیز و الاپنی مرآت العاشقین میں شاہجہان لکھتا ہے۔ ملاحظہ المقال کا مولف شاہ ایران کی منکو مد ملاقاتی ہے۔ بہر کیف کہتے ہیں کہ اس بادشاہ کے تین بیویاں اور بھی تھیں۔ جہان حیات۔ فتا۔ ایک دفعہ بادشاہ مذکور کسی آؤر ولایت کے شہزادہ سے یا سوداگر سے شطرنج کھیلنے بیٹھا اور یہ شرط بھی گئی کہ جو شخص ہارے اپنی ایک منکو مد حریف کے حوالہ کرے۔ زمانہ کوہ قار نے بادشاہ کی بازی مات کے قریب پہنچائی۔ تو شہزادہ کو یہ دھن سمائی کہ تیرے چار بیویاں ہیں ان میں سے کس کو دیگا۔ پس اسکا تصفیہ کرنے محل میں دلا دھوئے اور چاروں بیگم کو جمع فرما کر شرط کا احرا سنا یا اور فرمایا کہ کہو حریف

کے ہمراہ کس کو جانا منظور ہے۔ پہلے جہان نے یہ شعر سنایا۔

تو بادشاہ جہان جہانِ زودست مدہ | کہ بادشاہ جہان راجہان بکار آید

پھر حیات نے اپنی خوشی یوں ظاہر کی۔

جہان خوش بہت ولیکن حیات ہی | اگر حیات نباش جہان چہ کار آید

فنائے ان سبکی یوں دجیان اُرائیں۔

جہان وحیات وہمہ بیوفاست | فنا را نگہدار آخسر فناست

دلدارم جو شاہراں زمانہ کو خیال میں نہ لاتی تھی۔ حریف کو ایک ہی دو چال میں

نچ کر دیتی تھی۔ دو چار رفتار میں شہ مات کہہ نہاتی تھی۔ یوں گوہر افشاں

سہمی کہ حضور جس چال کے پنجہ میں پہنیں کر ششہ میں۔ وہ نقشہ تو لوٹا کر

بتائیں۔ شاید جانثار کوئی ایسی ترکیب عرض کرے کہ طرفانی کے چھکے

چھوٹ جائیں۔ لینے کے دینے پڑ جائیں۔ حضور کو دوبارہ نظر آئیں۔

اُسے تین کالے ہی دکھائی دیں۔ بادشاہ نے نقشہ پھرایا۔ بیگم نے بیہ

بیہ شعر سنایا۔

شاہا دور بخ بدہ دلدارم رام مدہ | پیل و پیادہ پیش کن از خشیات

شاہ نے بازیچہ خانہ میں آہی ہی چالیں چلیں۔ اور بازی جیت لی +

شاطر جانتے ہیں کہ یہ نقشہ رومی چالو نکا ہے۔ جس میں فیکہ صرف تین ہی

کہراڑ جاتا ہے۔ اور سداہ کو خیال میں نہیں لاتا۔ یہ نقشہ اپنے رسالہ شہ

سے بہشت ثمنہ میں مع حل لکھ چکا ہوں۔ جو چہپ کر مشہو ہو گیا ہے۔ اب

یہ شعر آرام کے نام کے لکھتا ہوں۔

محو از دل خود ساز بہ نقش عدم را | منزل گہا غبار کن فرمش حرم را

سرایہ عقیقی بکف آور کہ مسبارا | تقدیر کشد بہر تو تنخ دودم را

بہ آہ و نالہ کردم صید خود خوشی نگاہار	بزدور جذبہ کردم رام با خود کج کلام
نبو شدیم سحر کہ چون شراب غواہی	گرو کردم بجام می لباس پاریانی را
شدیم ہر دم بیخواران بخلوت خانہ کبیرت	شکستم ساغر و پیما نہ زہر ریائی را
گرفتم دامن صحرایم ہمیشہ مجنون	سبق آموز گشتم درس عشق ہنر یوگی را

آرزوی تخلص کوئی عورت سمرقندی خوش گوئی	آرزو سوز نہست عشق میں ہمراہ آرزو
---------------------------------------	----------------------------------

آرزوی تخلص کی خوش خیال ہی سمرقندی تھی	
---------------------------------------	--

شویم خاک بہت گرد برد ما نرسی	چنان رویم کہ دیگر گرد ما نرسی
------------------------------	-------------------------------

آقا تخلص بہتر یعنی داروغہ رکاب خانہ محمد جان ترکمان سمر بہتر فرائی	
--	--

خراسانی کی دفتر نیک اختر کا یہ مطلع زبان زد ہے	
--	--

زہشداران عالم ہر کرا دیدم علم دارد	دلادیوانہ شود یوانگی ہم عالمی دارد
------------------------------------	------------------------------------

آقا بیکم تخلص نام ہراتی شاعر سلطان حسین بہادر خان کے عہد میں مرجع خاص	
---	--

و عام تھی۔ ہر سال شاعروں کو فائدہ بطور وظیفہ کے دیا کرتی تھی۔ اتفاقاً ایک سال	
---	--

خوابہ اصغر کا وظیفہ نہ پہنچا۔ تو یوں تقاضا ہوا	
--	--

ایا عروس خطا بخش جرم پوش بگو	کہ کے وظیفہ مارا قرار خواہی داد
------------------------------	---------------------------------

بوقت غمہ مرا گفتمی کہ بار و ہم	سرم فدا سے درت چند بار خواہی داد
--------------------------------	----------------------------------

جو اہل تعجب میں اسکا نام آفاق جلایر لکھا ہے اور یہ ہی درست معلوم ہو چکا	
---	--

نیز کتاب مذکور سے معلوم ہوا کہ یہ شاعر میر علی جلایر کی بیٹی سلطان احمد بغدادی	
--	--

بادشاہ کی نسل میں تھی۔ اور امیر علی درویش کتاب دار کی حرم تھی۔ ایک روز	
--	--

میرزا بدیع الزمان کے حضور حاضر تھی۔ اور شراب کا پیالہ دوڑا تھا۔ اور	
---	--

انکی وہ نسل تھی کہ نوسو چوہے کہا کے بلی حج کو بلی۔ یعنی مے نوشی سے تائب	
---	--

میرزا بدیع الزمان کے حضور حاضر تھی۔ اور شراب کا پیالہ دوڑا تھا۔ اور انکی وہ نسل تھی کہ نوسو چوہے کہا کے بلی حج کو بلی۔ یعنی مے نوشی سے تائب

آرزو

آرزوی

آقا

آقا

نہیں۔ غرض کہ اس وقت یہ شعر کہا۔

من اگر تو بزمی کردم ای سرو سہی	دیگر تو خود این نگر دمی کہ میرامی ندھی
اشکے کہ زمر گوشہ چشمم برون کند	برزوی مس نشنید و دعوی کن
آہ از ان زلفی کہ دارد رشتہ جان تانی	و اسے زان لعلی کہ در دم بخورم خون تانی
نہ توان دید رخ خوب ترا ماہ بساہ	زانکہ آسان نہ توان کرد بخورشید بنگاہ

آبیکہ فلک بلب چکا ند مارا	سراغ سرگشتہ برومی خود و اند مارا
اے کاش بمنزلے رساند مارا	کز ہستی خود باز را ند مارا

تنبیہ منجمہ اشعار بالا کے پہلا شعر ایک کتاب میں کسی اور کے نام سے لکھا ہے
امانی تخلص زیب اسحاقی کی کنیت خاص بانحصار تھی۔ جس کا مکان
 دہلی میں کلان محل کے متصل تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ۔ محفی دامانی گلگشت
 چمن میں مصروف نہیں۔ ایک بیک شہزادی کے غنچہ دہن سے یہ صدا آ جا
 نگی ۵ اے امانی گل صدر برگ چرایم خند ۶ اس عندی لب ہزار دستان
 نے ہی فوراً اپنی منقاریوں کہولی ۷ بر بقائے خود و بر غفلت مایم خند
 انحصار اس کا کلام کیا ہے۔ صرف یہ ہی شعر نظر سے گزرا ۸

انقر ر روز ازل تیرہ نصیم کردند	تیرگی می طلبد شام غیر بان ازمن
--------------------------------	--------------------------------

بادشاہ خاتون نامی ایک شہزادی قطب الدین محمد سلطان کرمانی کی بیٹی
 سلطان قازن کے وقت میں خوشنویس و رقاصہ گزری ہے۔ اکثر صحف
 کی کتابت سے بسراوقات کرتی تھی۔ جبکہ خود زیب و چمن سلطنت ہوئی
 ۔ ارباب فضل و کمال کو ہمال کر دیا۔ یہ شعر اسکے نام نامی سے مننا نہیں۔

در زون پردہ عصمت کہ نگاہ دست	مسافران ہوا گزرا بشارت
ہمیشہ باد سرن بزمیر مقنعہ من	کہ تار و پود دے از عصمت نکو کار است

امانی

بادشاہ
خاتون

آن روز کہ درازل نشانش کردند	آسایش جان بیدارش کردند
دعویٰ بلب نگار میکرد نبات	زاون روی سہ چوٹ دہانش کردند
برعلل کہ دیدہ گز از تشک رقم	با خالیہ بردوش کجا راندہ قلم
جانان اثر خال سپہ پر لب تو	یار یک نہ آب زندگانیت بہم

بہم

بزرگی تخلص کی ایک کشمیری بخبری یعنی کسی تھی جہانگیر بادشاہ کے وقت
میں اپنا پیشہ ترک کر متوکلانہ اوقات بسر کرنے لگی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ
اسکی شہرت سنکر چار شاہر سفر دور دراز لے کر اسکی ملاقات کو آئے۔

لاکلاہ

مگر باریاب نہوئے اس اثنا میں کوئی عرب بچہ او باش وضع انکلا اور درانہ
انداز چلا گیا۔ شاعر دن نے جہلا کہ یہ رباعی لکھتے ہیں۔

اے شیوہ کفر دین بہم ساختہ	غم را بوجہ خود عدم ساختہ
اثر بزرگی از جینیت پیدا ست	گہ با عرب و گہ بعجم ساختہ

اس شاعر نے یہ جواب لکھا۔

روزیکہ مخاوم دین دیر قدم را	کفتم صلاحیت عرب را و عجم را
-----------------------------	-----------------------------

الغرض یہ شعر بھی اسید کا ہے۔

مویہ ورنالہام گوی کہہ استادار	رشتہ جانم بجائے تار برطنبورت
-------------------------------	------------------------------

پہچہ منجہ نامی عورت علم نجوم کی فاضلہ لاکلام تھی شاعرہ لطیفہ گو اور عارفہ اور
ایام تھی۔ سالانہ دیوی سے محال۔ افراد سلاطین کی ملاقاتوں سے
خوشحال تھی۔ ملاجمنی سے اسکی نہایت طرافت رہتی تھی یہ بھی خوب خوب
چوٹ چلتی تھی۔ کہتے ہیں کہ۔ ملا صاحبہ حمام و درہ مسجد تیار کئے۔ اسنے
بھی ایسے ہی مکان بنوائے۔ شہر کے اکابر دن کو نماز کے واسطے بلوایا۔
نہایت تعلق کیا۔ مگر ملا رونق افزا نہوا۔ بلکہ ایک قطعہ لکھتے ہیں۔ جسکا ایک

میں نے بھی لکھا ہے

ہی شعر بندہ کو ملا۔

نہ گزارم بمسجد تو نماز | زانکہ محراب آن غازی نیست

اسنے سنتے ہی گہیرا کر کہا کہ۔ ”میں ملاجی کیا فرماتے ہیں۔ جو شے انہوں نے

بنوائی میں نے بھی تیار کر دئی۔ جو جو فضائل انہیں ہیں۔ مجھ میں بھی ہیں۔

پہر اٹکو کس بات پر ناز ہے۔“ جامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ۔ ”تم ایک ایسی چیز رکھتے

ہیں جو اسکے پاس نہیں ہے۔“ اسنے کہلا ہیجا کہ۔ ”ہمارے پاس بھی ایسی شے

ہے کہ۔ وہ نہیں کہتے۔ بلکہ وہ ہمارے محتاج ہیں۔“ حضرت کو یہ لطیف پسند آیا۔

اور اسکے سکاغین قدم رنجہ فرمایا۔ یہ مطلع اسکا جو اسنے اپنے خاوند کے مرثیہ میں

کہا تھا مشہور ہے۔

کو کب خجتم کہ بود از وی منور آسمان | بگلرے منہ کنز فرقت دوزیست این زبان

بیدلی منکو وہ شیخ عبداللہ دیوانہ سپہ خواجہ حکیم کا جو شہرہ رات میں نہایت

خوش طبع مشہور تھا۔ اسکا حال میر علی شیر نے اپنے تذکرہ شعرا میں بہت لکھا ہے

عرض یہ شعر بیدلی کا ہے۔

روم بہ باغ و زرخش نہیہ وام کنم | کہ تا نظارہ آن سر و خوشخرام کنم

میر کوئی شخص کی کوئی تبریزی خوش لب تھی۔

جامہ گلگون در آمد دست ز کاشانہ ام | خیزاے ہندم کہ افتاد آتشی در خانہ ام

جمالی تخلص مولانا بلال الدین ہلاکی کی بیٹی۔ جسکی کمال کی خوبی اس غزل سے

واضح ہے چاہ جمالی۔

بہار و سبز و گل خوش برے جانست | و گر نہ بہ یک زینجہ آفت جانست

بہ غنچہ ہر چہ پند دزل جی بکشا | ولیکہ خون شدہ از خار خار جہر جانست

مران بخواریم اسے باغبان چاہ خوش اثر | کہ چو زنگر گل بجا گل یکسانست

میں

بہ افق

جمالی

انور آباد میں
منکو چالی
نیا دنی لکھا ہے

جیکہ

جہان

جہان

حدیث زلف دلاویز از نگار شہب
لبوئی شعر جمالی کہ نزد سیمبران

جمیلہ تخلص کی کوئی زن فصیحہ صفائی بطریق متعہ حبیب اللہ ترک کے گہر

جز خار غم نیست ز گلزار بخت ما
آن ہم تلیدہ در جگر بخت نخت ما

جہان آرا تخلص سے بنت کلان شاہجہان ہمیشہ اورنگ یہ عالمگیر بادشاہ
دہلی کا جو نہ تاجی میں فردوس آکا ہوئی۔ اسکا مزار نظام الدین اولیا

کی درگاہ میں واقع ہے۔ اور لوح مزار پر شعر کندہ ہے

بغیر سبزہ نبوشد کسی مزار مرا
کہ قبر پوش غریبان گیاہ بس است

در گاہ موصوف کے خادم شعر مسطور شہزادی مذکور ہی کی طرف منسوب ہے

میں اسلئے یہاں لکھا گیا۔

جہان خاتون نامی منکوہ خواجہ قوام الدین امین لدولہ وزیر ابو اسحاق

سلمان و عبید شاعر و نکی بمعصرتی۔ جیدہ اکافی پر یہ بلینہ فصیحہ اپنے نکاح سے

رویشتر علیا چلی تھی۔ اس نظر سے عبید مذکور نکاح کے دن اسکے گھر گیا۔

تو معلوم ہوا کہ اسنے نکاح کر لیا ہے۔ پس ایک قطعہ لکھ بھیجا۔ جسکا آخری

مصراع یہ ہے

اُسکا ماجرا دریافت کر کے بلالیا۔ اور اپنی صحبت خلوت میں دو بالرم جوش

ہوا۔ سنا ہے کہ عبیدہ کافی نے یہ شعر بھی اسکے شان میں کہا تھا۔

گر غریبا جہان خاتون بہرستان فتد
روح خسروم حسن گوہرکہ این کس نکحت

کہتے ہیں کہ خواجہ شمس الدین طغشیر زہی اس شعر سے عجب تھے۔ بلکہ

نے اپنی ایک غزل بھی اسکو سنائی تھی جس میں یہ شعر تھا۔

اعتماد نیست بر کار جہان + +
بلکہ برگردان نیرمم +

خاتون نے اپنے نام کی بھو سمجھ کر یوں جواب دیا۔ حافظا میں نے پرستی تائیں	خاتون نے اپنے نام کی بھو سمجھ کر یوں جواب دیا۔ حافظا میں نے پرستی تائیں
یہ شعر بھی اس کا ہے تہذیبیہ منتخب التواضع والہ لکھتا ہے کہ سہ ماہی ہجری میں بہن عیاش الدین۔ تعلق عید زاکانی شاعر انجمن شاعر ہزارہ تعلقیہ کے ہمراہ تھا۔ جسے امیر خسرو کی نسبت یہ شعر کہا تھا رازخانی کہ سکپا پخت در دیگ لظافی مصوریست کہ صورت ز آب	یہ شعر بھی اس کا ہے تہذیبیہ منتخب التواضع والہ لکھتا ہے کہ سہ ماہی ہجری میں بہن عیاش الدین۔ تعلق عید زاکانی شاعر انجمن شاعر ہزارہ تعلقیہ کے ہمراہ تھا۔ جسے امیر خسرو کی نسبت یہ شعر کہا تھا رازخانی کہ سکپا پخت در دیگ لظافی مصوریست کہ صورت ز آب
می سازد نذرہ نذرہ خاک آفتاب می سازد حجائی تخلص بہت خواجہ بادی استر آبادی کا جو ہمیشہ نقابک حجاب میں ہوتی	می سازد نذرہ نذرہ خاک آفتاب می سازد حجائی تخلص بہت خواجہ بادی استر آبادی کا جو ہمیشہ نقابک حجاب میں ہوتی
خط عذار تو در مشنک بے پروا ہوتی	خط عذار تو در مشنک بے پروا ہوتی
حیات تخلص حیات التا و تذکرہ تخت آرام کے یہ شعر اور ہیں۔ چہ سازم طوطی پر کو بے تجا نہ دبی۔ بیا ز ابد کہ جام بادہ کلگون بنوشام	حیات تخلص حیات التا و تذکرہ تخت آرام کے یہ شعر اور ہیں۔ چہ سازم طوطی پر کو بے تجا نہ دبی۔ بیا ز ابد کہ جام بادہ کلگون بنوشام
حیات تخلص یہ طریفہ و عارفہ خواجہ قوام الدین خسرو جہان خاتون تذکرہ کی پہلی منکو رہتی۔ جب اسنے نخل ثانی کی خستہ بنی خواجہ کو لکھ دیا۔	حیات تخلص یہ طریفہ و عارفہ خواجہ قوام الدین خسرو جہان خاتون تذکرہ کی پہلی منکو رہتی۔ جب اسنے نخل ثانی کی خستہ بنی خواجہ کو لکھ دیا۔
سر کرم جہان خورد کہ خورد از حیات	سر کرم جہان خورد کہ خورد از حیات
حیات تخلص کی ایک عبارت لطیفہ کہ حسینہ جمیہ تھی جسکی غیرل مشہور ہوئی	حیات تخلص کی ایک عبارت لطیفہ کہ حسینہ جمیہ تھی جسکی غیرل مشہور ہوئی
درین ایام خوشی اکرم کہ یار کردہ ام پیدا چو فروما از براہ خوش کار کردہ ام پیدا کلا بن نافہ از دست نگار کردہ ام پیدا من بوانہ نیکو غم گساری کردہ ام پیدا حیات انجمن روز نگاری کردہ ام پیدا	عجب شیریں لبو بلی غدا ری کردہ ام پیدا بیاد اعلیٰ شیریں بیکیم چون کو کہن بجا ز با افتادہ ام از اندرہ جہان کرم آید چو نمون می نیم در کف پائی سنگ لیش بیکدم سوزاہ آن بنی بیکانہ دس کرم

حجائی
حیات
حیات
حیات

یہ بھی شہرت کی نام سے لکھا گیا ہے اس وقت کے اندر اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
اور اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

خانزادی کوئی اسکوتبریزی لکھتا ہے کوی ترقی کسی لی تحریر سے ثابت
ہوتا ہے کہ یہ شاعرہ فخر النساء کی بہن تھی۔ اور امیر بیادگار کی بیٹی۔ بہر
یہ مطلع اسکا ہے۔

شبہ در منزل باہمان خواہی شدن یا نہ

دوستی تخلص سانی نام دختر میر قیام سز داری کے پیشہ میں۔

ہر کجا آندہ بہ آن زلف پریشان بگزرد

اے محبوب! جو آب و دستِ ردِ عاشقی

ہر کہ عاشق شاد از دیگر سر سامان مجو

و فراتش بستی گرد چو ابرو بھار

ز آشنائی تو عاقبت جدائی بود

ز ایری تخلص جوہول الحال کوی خوش مقال تھی۔ جبکہ کلام ہے۔

خوردن خون دل از چشم ترا مویختہ ام

کارے من نہ تو بجز خون خوردن نیست

شیوہ عاشقی و طرزِ نظر بازی را

ناصحا چنان کنی منع من از عشق بتان

ز ایری بہر طوافِ حرم کوئی بتان

سلطان تخلص خلیجہ سلطان بیگم نام دختر عم قلی خان الہ غستانی۔

بعض کا خیال ہے کہ خان مذکور بہر نہایت شیفتہ و فریفتہ تھا غرض کہ اسکے کلام

یہ نمونہ ہے۔

من ساقی ام و شراب حاضر

باجسن من آفتاب ہیج است

اے عاشق تشنہ آب حاضر

اینگہ من و آفتاب حاضر

پیش

سلطان چو من نبود در دهر عالم عالم کتاب حاضر
 شیرین تخلص ہے سلطان رضیہ یکم نام بنت سلطان شمس الدین التمش کا
 جبکہ شمس الدین التمش کی وفات ہوئی۔ تدرکن الدین فیروز پانی والہ غلام کے
 طور پر سلطنت کو چور کر عیاشی میں مصروف ہو سات ہی تہینے میں مغرور ہوا اور
 اسکی بہن یعنی یہ ہی رضیہ یکم تخت پر بیٹھی۔ اسنے صطبل کے داروغہ حبشی غلام کو
 جو اسکی بغوغین ہاتھ ڈاکر گھوڑے پر سوار کر دیا کرتا تھا۔ امیر الامرائی کا نسب
 دیا۔ ارکان سلطنت کو یہ امر سخت ناگوار گزرا۔ چنانچہ اسی فساد میں یکم مع
 غلام مذکور شہید ہوئی۔ اسکی قبر بلی خانہ کے محلہ میں اندر شہر دہلی بہ علاقہ لکنا
 دروازہ موجود ہے۔

باز آشریں ہند در راہ الفت کام خوش
 غلطیوں نورخ خورشید جزا میں جہ
 ازماست کہ برماست۔ تفسیر دل زار
 کم بہ برکت پا۔ چرخ تخت سلطانی
 ہاں لی نشیدہ باشی فضلہ فرما در
 بسمل شادہ تیغ نگاہ غضب ماست
 آن کشتہ انداز غم بے سبب ماست
 دیم بہ بال جا۔ خدمت گس رانی
 ضعیفی خاص ہے کسی مہر آرزو مذکور کا۔ آرزو کے شعر میں کاجو اسکی طرف سے یہ
 درد لہم بود آرزویت پیش از ہر آرزو

ضعیفی

کہتے ہیں کہ تعقی نے اپنے ضعیف غلام کی شان میں یہ دوبیت انشا کی تھی۔
 اے مردِ ہذا مہم انگیزی نیست
 ہاں ہمہ میرا ہی نہیںم زردون
 ہم پیر ضعیفی و ترا خیزنی نیست
 خود قوت آن ترا کہ بر خیزنی نیست
 اے زن! اگر آنکہ ما من آمیزی نیست
 دارم ہمہ عیب را کہ گفتنی۔ اما
 کار تو بغیر فتنہ انگیزی نیست +
 عیبی تیرا ز بالائے بر خیزی نیست

4

کتابکم نامی صبیحہ علی قلی خان والدہ اعنتانی زود صواب عماد الملک بہادر کی
ہتی۔ کتبہ میں جس روز اسکا تخت جگہ فرست ہوا اور نواب نے خبر نگاری تو اسے
اپنی سوزش و رونی یوں بتائی۔

از حال مامی پس که دل چاک کرده ام | لخت جگر سیده ته خاک کرده ام

بعض کا قول ہے کہ۔ اس شعر کا مصرعہ ثانی کسی امتداد کا ہے۔ پس اللہ عالم کہ۔ اسکو توارہ ہوا یا اسنے تفسیماً باندھا۔ بہر کیف ترانہ لا حقہ بھی اسید کا ہے

۱۰۔ ایسا جو تخلص مرخ لکھا: اختر تابان والہ کہتا ہے کہ یہ عروس نہ سالہ

۔ وزن میں نو سو ریسیہ بہ یعنی "اٹھ سیر کئی دفعہ ملی تھی)۔

شراره برزد	از تابت ترشح کرده گوهر زرد
------------	----------------------------

۱۰. رشتہ آ
فصا و ہوا ہزار جانشتر زد

۱۲۰ محمد ولایت کرمان کی حکمرانی

544-1

گلدان است

پست

5

لطیف

لطیف تخلص کی لطیف النساء زوجہ شمشیر خان متوطن عظیم آباد فارسی
وارد گو تھی۔

یا در زلفت سہ بسو داریم ما	شغل این شام و سحر داریم ما
گاہ میر بر سنگ و گہ بر سنگ سر	کے جز این شغل و گھر داریم ما
دیدہ ام من آفتاب و روی تو	بر رخ من چون نظر داریم ما
کاوشے بیجا ست اے چرخ عدا	صاحب شمت نہ زر داریم ما
گاہ در کعبہ و گہ در بتکدہ	جستجویت در بدر داریم ما
از کہ پرشم من ز حال فغان	کس نے گوید خبر داریم ما
بیم غم دیگر نیا ر م لطیف	لیک از محشر خطہ داریم ما

تاریخ

حقیقی اختر تابان والدہ اسکو تخلص زیب لکھتا ہے۔ اور صاحبان نہیں
تاریخ کریم شہرت کے باعث اسکا احوال سب پر عیاں ہے۔ بلکہ جب
اسکا دیوان چھپ گیا۔ یہ خود ٹھوہری ہو گئی ہے۔ مگر جو کہ بعض اشخاص
کے صاحب دیوان ہونے قابل نہیں ہیں۔ اس واسطے یہ چند سطروں لکھتا ہوں
مضمون کہ اورنگ زیب بادشاہ کے پانچ لڑکے اور پانچ ہی لڑکیاں تھیں۔
انجمنہ صرف شاہزادہ محمد سلطان سے جہوئی اور سب سے بڑی یہ شہزادی نواب
سیدہ امی حسین شوال شہزادہ بھری میں دل رس بانو دختر شاہ نواز خان
کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اور پندرہ برس کی عمر پر کراچی شہر نبوی میں فوت ہو گئی
اسکی وفات کی تاریخ میرے ہرمان خوش تقریر شاہ بہاء الدین صاحب
بشیر نے یوں موزون فرمائی ہے۔

تاریخ

بہر تاریخ حقیقی ام ہیبات	و دخلی جنتی بشیر نکاشت
--------------------------	------------------------

غرض کہ یہ شہزادی سیوا شرف پسر مصباح تازہ رانی صفائی کی شاگردی سے متا
دیوان ہوئی۔ اگرچہ بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ۔ یہ دیوان جو اسکے نام سے چھپ کر مشہر
ہو رہا ہے۔ مخفی ترشی کا ہے۔ جسکو ملا جامی کا استاد خیال کرتے ہیں۔ مصباح
کی فہرست کتب مطبع مشی نول کشور صاحب میں لکھا ہے کہ یہ دیوان مخفی شتی کا
ہے اور رشت فارس میں ایک شہر کا نام ہے + بعض نے لکھا ہے کہ یہ لکھا
کا تخلص مخفی تھا۔ کوئی لکھتا ہے کہ۔ یہ اپنا نام ہی موزون کرتی تھی۔ اور کچھ مختصر
نہ تھا ایک لکھتا ہے کہ یہ سلسلہ میں دہلی کے کابلی دروازہ کے باہر دفن ہوئی۔
دوسرا بتاتا ہے کہ۔ لاہور میں قریب موضع قوآن کوٹ اسکا فرار ہے۔ الادب کی
اسی بات پر قائم ہیں کہ۔ اسکی قبر دلی کے تیس ہزاری باغ میں تھی۔ جو اچھیل
میدان پر ہے۔

انتباہ۔ یہ رسالہ پہلی دفعہ مصباح میں چھپ کر مشہر ہو گیا تھا کہ بنہ مولف
۱۔ اس پر پہلی شائع کو بحصول نیشن نوکری سے دست بردار ہوا۔ اپنے گھر پر مطالعہ
کتب مختلفہ میں مصروف رہا یکایک ایک کتاب علم سیر میں نہایت عمدہ موسوم بہ
تاریخ یوسفی مشہور بہ عجائبات فرہنگ اہلہ آئی کہ دراصل وہ کتاب یوسف خان
کسل پوش سلیمانی فرہنگ سفر نامہ ہے۔ جو شائع میں اپنے وطن حیدر آباد
سے نکل کر نیپال مندرج۔ شاہجہان آباد وغیرہ کی سیر کرتا ہوا لکھنؤ میں بعد شاہ
نصیر الدین حیدر۔ رسالہ خاص کا جامعہ دار (جسکو بعد بولتے ہیں) اور پھر
صوبہ دار کرشنشاع کو کلکتہ گیا وہاں سے شائع کے چارچ مہینے میں لندن
فرانس وغیرہ ممالک کی سیر کو گیا۔ آتے ہوئے مصر۔ مبنی ہوتا ہوا اورنگ آباد
آیا + وہ لکھتا ہے کہ اسجگہ عالمگیر کی قبر ہے۔ اسکے مقبرہ کے پاس یہ لکھا
مزار ہے۔ اور نہایت عمدہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا۔ فی الحال اسکے پتہ

نظام الملک کا لکرا بینی والدہ کے مقبرہ میں لگوا رہا ہے اور عالم حقیقت الحال
 مان بہ ہی سنا ہے کہ یہ دیوان جو لکھنؤ اور دلی اور میرٹھ میں اس کے نام سے پہنچا
 نہایت مختصر ہے۔ اس کا کلیات فی خیم قلمی لوگوں کے پاس موجود ہے۔ اور ایک
 اثنا بھی اس کی نشانی ہے۔ جس کا ایک قعہ نمونہ کے طور پر یہاں لکھا جاتا ہے
 رقعہ زریں لٹا اور جو اس نے اپنے پیر کو لکھا تھا اور نقطہ پر کا تر ویر وجود
 ہفتم خط محیط صفحہ فلک ہشتم حضرت پیر من ظلمک ابداء جردی مردان خدا ورنہ
 رسیدہ زریں لٹا اور حرمانے کہ دارد۔ پایا نے ناراد۔ اگر از تجربہ خود دم تفر
 زخم رواست۔ منکھ بصورت گرفتار نہ از معنی خبر دار ابیات

باب و مساز خود گر خفتی	ہمچو نے من گفتیہا گفتی
انکہ اواز ہم زبان شد جدا	بینواش گر یہ دارد صدر نوا

المختصر اس خوش نویس شاعرہ فاضلہ حافظہ کے لطائف و طریف بھی اکثر زبان
 جمہور میں۔ بندہ بخوبی طوالت سبک و ترک کر کے چند شعر مشہورہ دیوان کے

سنہ ہونیک لکھا ہے۔

آہستہ برگ گل فشان بر مرار	بس نازک است شیشہ دل در کنار
گر چہ من لیلی اسام دل چو مجنون در ستوا	سر بھجر امیر غم لیکن حیا زنجیر پاست

کہتے ہیں اس شعر کا جواب عاقل خان رازی نے یہ دیا تھا۔

عشق تا قام است بشت ناموں ملک	پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست
------------------------------	--------------------------------------

اس نے رد جواب اس طرح سنایا۔

پاکبازان محبت را حیا باشت۔ مدام	چون تو مرغ بچیا را کے حیا زنجیر پاست
---------------------------------	--------------------------------------

اس غزل کا مقطع جو دیوان کو اس کا ثابت کرتا ہے یہ ہے

در خیر شام۔ ولیکن ولفقر آوردہ ام	زیر حق زینت ہم نیم۔ نامم چرا زریں لٹا
----------------------------------	---------------------------------------

اے عنذلیبِ لال دم در گلو گریہ
 آفرین بر جلگرم باد کہ در کشور بند
 نازک فرجِ شاہان تابِ سخن ندارد
 سکہ نقدِ سخن پایجِ ایران زرد آم

متنبیہ بان ناظران باغِ دستانِ مین نے اپنے تذکرہ نادِ ادا کا ریلین قسم
 شعر یہ مع اشلہ مفصل کہے۔ مگر اسکے دیوانِ مضاحت تبیان میں ایک سطر
 قسمی عجیبِ غریب نظر آیا۔ جسکا ثانی آج تک دیکھا نہ سنا۔ پس اسکو نظرِ خاص
 کہنا زیب ہے جسکے مطلع و مقطع کا بند یہ ہے

بہرستان نگہ یار قسم	بہر طرہ دلدار قسم
بیکان خانہ ابرو سو گند	بسر ز گس جادو سو گند
کہ شدم کشتہ چشم نگہت	خاک رہ کشتہ طرہت
بصفائی ملک العرش قسم	از سما بسر عرش قسم
بخدا و بحقیقت سو گند	بسر شمع نبوت سو گند
مد ما خاک رہ جانا نست	نظر لطف پے درانست

مشرقی تخلص ہے موجود الوقت قمر جان نام بی منہو لقب کا جو طویا ایان
 لکھنؤ ہے۔ اور بلشاکر وی میاں شمس صاحب کے اپنے تین فلک چہارم سے
 بھی بلندی پر پہنچتی ہے۔ جب مکانِ زبان کو زہ کرتی ہے تو بے تہاشہ زبان
 آورانِ زمان کو گرم و سرد سناتی ہے۔ اپنے نزدیک اوروں کو بچیلوں کی طرح
 بہونتی ہے۔ الا اسکو بھی ہوا بتانے والیاں موجود ہیں۔ گو یہ مردانہ دم
 مارتی ہے۔ مگر انکے روبرو اسکی تمام نفسانیتیں کے سود ہیں۔ الغرض شیاعہ
 اردو کے شعر بھی کہتی ہے۔ اور زہرہ نامی اسکی بہن بھی اردو کی شاعہ
 پس نکاح جگر انشا اللہ تعالیٰ دو ستر حصہ میں لکھو گا۔ اب اسکا شعر آئے

برور پادِ جہتہ سا کہیا	بہ ازین نیست پاسا کہیا
------------------------	------------------------

مشرقی

<p>رشتہ من فروں رشا ہاںست از کہ - آموختی (سرت کرم) چہ قدر سادہ است آئینہ! از تو آموخت مشتری شاید</p>	<p>میکنم بر درش گدا نہیں جانم طرز دلربا نہیں میکند با تو خود غما نہیں عند لیسان غزل سرا نہیں</p>
<p>مطر بہ بخلص می کا شغری عورت طغان شاہ کے کہ میں تہی - جسک مرتبہ میں یہ رباعی کہہ گئی ہے -</p>	<p>در امت ای شاہ! بسیدہ روزم متبع تو کجاست با ای دریغ اتا من</p>
<p>سلکہ جسکو اکثر ان نے سبیلیم کے نام سے لکھا ہے - بنت سید جس کا رہ گیا - باشندہ جرجان - معروف بہ استر آباد - پایہ تخت مازندران - سادات عالی نسب تہی اسکا دیوان بھی موجود ہے - لیکن آست بہت کم لوگ واقف ہیں -</p>	<p>بے رو تو دیدگان خود بردوزم خون سخمتن از دیدہ باد آموزم</p>
<p>مراد در دست ردل بقیر از ہجریا ر خود بدر دل چنان گریم کہ خون گردد دل از ان پیوستہ عالم جنین سرگشت میگرم کلی از باغ وصل ادبیم بر مراد خود ز ستغنا مازد گوش یکبار آن جفا پیش بکار خویش حیرانم کہ - از عشق بتان ازین سوزیکہ من ارم - عشق او بیل از مراد</p>	<p>چاکیم و پیش بیدردان درد بقیر خود چو یاد ارم من سرگشتہ از یار دیار خود کہ می نیم جوزینا و پریشان روزگار خود چو غنچہ گرہ چہ خون دیدم دل امیدوار خود اگر در پیش او صبار گویم حال زار خود سر سامان نمی نیم من مسکین بکار خود بخوار ہونست آخر ملک لوح مرار خود</p>
<p>محصہ می سراتی - اسکیان میں تذکرہ فیسون عجیب گل کہلائے میں سب معتبر قول معلوم ہوتا کہ شیعہ شاہ خیر علیہ السلام کے ہاں است گوہ شاہ یکم ممتاز تہی - خواجہ عبدالغیر زکیم اسکا خاندان جو کرسی بدلیا تھا اصل اسکی نوکان ہر بعض کا خیال تھا کہ یہ یکم ہوتا کہ پانچویں</p>	<p>محصہ می سراتی - اسکیان میں تذکرہ فیسون عجیب گل کہلائے میں سب معتبر قول معلوم ہوتا کہ شیعہ شاہ خیر علیہ السلام کے ہاں است گوہ شاہ یکم ممتاز تہی - خواجہ عبدالغیر زکیم اسکا خاندان جو کرسی بدلیا تھا اصل اسکی نوکان ہر بعض کا خیال تھا کہ یہ یکم ہوتا کہ پانچویں</p>

سے میل رکھتی تھی چنانچہ اسکے خاوند نے اسی اشتباہ میں اسے قید کیا۔ تو آخر
یہ رباعی موزون کی۔

سہ کندہ نہاد سر و سیمین تن کا	زمین واقع شیون بہت موزون کا
افسوس کہ درکنہ خواہر سودن	یا نیکہ در شاخہ بود صرگردن را

آخر تابان ظاہر کرتا ہے کہ یہ ہر ہی ہر وہ شاعرہ ہم عصر جامی کی تھی غناہ ایران کے
محل میں رہتی تھی۔ اُس نے اسے قید کیا تھا۔ کیونکہ کسی جوان سے ہمیں لگی تھی
اسکے خاوند کو ضعف باہ تھا۔ جو اسکے کلام سے ظاہر ہے یہ رباعی اُسکی ہے نہ کہ
ہر ہی ہراتی کی۔ اشعار ذیل سے شعر نمبر ۲۵ و ۲۶ دیکھیں ہر دو رباعی اول مصرع
اس رباعی کے ہر وہ کلام ہے باقی ہر اسی کا کہ اوپر معتبر نقل ہے کہ ایک روز
سلطان مسعود میرزا خواہر زادہ بیگم مرحوم اسکو لئے مع جی بی بی شاعر کے اختیارات
کے قلعہ پر جوہرات میں مشہور مقام ہے۔ رونق افروز تھا کہ اسکا خاوند کھائی
دیا۔ میرزا نے مسکرا کر اشارہ کیا۔ اُس نے بدیدہ۔ شعر سنایا۔

کردم براوج برج ہمہ خوش تن خلوع	ہاں اے حکیم! طالع مسعود من گمر
--------------------------------	--------------------------------

اور روایت ہے کہ ایک دفعہ بھار کے موسم میں سرخ محل کے نیچے بہت آدمی
کلاشت کر رہے تھے۔ یہ بھی جہر کہ سے دیکھ رہی تھی کہ اسکی نگاہ ایکٹ سے
پر پڑی۔ جو اسی کو گھور رہا تھا اس نے اسے استفار حال کیا اُس نے یوں جواب دیا
مصرعہ آجنا کہ غیاں ست چہ حاجت بہ بیانٹ۔ اس حاضر جواب نے تہقیر لگا کر کہا۔

یارب کہ رشتہ تم ز چہ آب ہا چہ گل است ہا	میلیم ہمہ سوے دلبران چہ گل است
کر میل مرا بسوئے پیران بودے	از پیر ضعیف ناتوانم چہ گل است

اور سنے کہ ایک روز یہ لطیفہ گو بیگم صاحبہ کی خدمت میں حاضر تھی کہ حکیم جی دکھائی دئے
بیگم نے بلوایا۔ وہ پیچا رہ کبرنی وضع کے باعث عصا ٹیکتا چہٹو کے کہا تا لڑکھتا

چہ کہتا د عائن یتا حاضر ہوا۔ اس نے اپنی مخ و مس کے اشارہ سے کہا کہ۔

مرا پا تو سہریا ری مندا نہ	سرِ قہر و وفا داری مندا نہ
ترا از ضعف و پیری قوت و زور	چنانکہ یائی برادری مندا نہ

اب اس کے احوال کی مختلف کیفیتیں دیکھئے۔ ایک کہتا ہے کہ۔ یہ نور جہان کی طلیس خاص تھی۔ اور ترانہ بالا مخفی کا کلام۔ دوسرا کہتا ہے نہیں۔ یہ اس کی طبع رسا کا کام ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ۔ نور جہان جہانگیر کی حرم۔ اور مخفی اس کی پوتی عالمگیر کی میٹی۔ اور یہ اکبر شاہ والد جہانگیر سے پہلے ماند کی پتیسرے کا مقولہ ہے کہ مہری جلایہ قوم کی شاعرہ۔ تقی اودھی کی ہمعصر فاضلہ گزری ہے المختصر اشعار لاحقہ ہی لو کون نے اس کی طرف منسوب کی ہیں ابیات

دہ چہ پستان بدو ترنج سیاب ورخانہ تو انچہ مرا شاید نیست گویا ہمہ چیز دام ازال منال شوئی زن نوجوان اگر یہ بود آر و مثل است آنکہ گوید زن حل بر نکستہ کہ بر پیر خرد شکل بود گفتم زہرہ سے پرسم سببست می خو اتم شو دل خویش بگویم بشمع چمن صہدم از گریہ ازالہ من انچہ زابل ہاروت روایت کردند دولتے بود تماشا ئی خست مہری ترنج خاریکہ آن از خاک من حاصل	زہرہ سر جوش لطافت دوجنا بندی ز دل میو بکشا نیست آر و ہمہ بہت آنچہ می شایست چون پیر بود ہمیشہ دیگر بود دور پہلوی زن تیر بہ از پیر بود آر و مدیم بیک جرعه می حاصل بود دور ہر کس کہ ز دم بخود بوشل بود داشت او خود زبان۔ انچہ مراد لکھ لالہ سوختہ خون دل یاد ریل بود سحر چشم تو دیدم ہمہ شامل بود حیف صدیف کہ آن دست بچل بود زہرہ اسلوک ساز دست لاقش شود
--	--

قدرت آورد زیستان دوانار

گفتا کہ من بجائے مردم نمیروم
شمع بکھ گیری و در پھ شونی

سیر و گویند غے آرد بار

گفتم بیا بگو دیکم نشین
حیف کہ از علم نہ بربرہ روی

ہستی تخلص گنجہ کی اکابر زادی کا تھا۔ بعض نے اسکو نیشاپوری سمجھا ہے۔

بہر کیف سلطان سنجر کے معزز سرسزار و غنیم تھی۔ کوئی کہتا ہے کہ عبداللہ خان

آذلبک کی فتنہ پردازی کے وقت یہ شاعرہ موجود تھی۔ بہر حال ایک رات کا ذکر ہو

کہ وہ سنجر کے پاس استنجہ کے واسطے باہر آئی۔ تو واپسی پر سلطان نے کہا

حال استغفار فرمایا۔ اسنے یوں ادا کیا کہ

وز جملہ شر و ان ترا تحسین کرد

بر گل نہ نہا پائے۔ زمین سیمین کرد

شاہا! فلک اس سعادتن میں کرد

در حرکت سمندر ز زمین نعلت کرد

اگر چہ اسکا اور کلام بھی میرے پاس موجود ہے۔ مگر وہ تمام ہزل و فحش انصاف میں

اسنے نہیں لکھتا۔ صرف یہ شعر آؤ دیکھو

بیدریضا اگر دست تو دست اگرست

تسائی اس تخلص کی دو شاعرہ دریافت ہوئی ہیں۔ ایک خراسانی تیار کی

جسکا نام مخزن الفاتھا۔ یہ غزل اسکی ہے

آرے غم تو از دل من کم نمی شود

کین درد عاشقی بہت بمرہم نمی شود

از بہرہ سجدہ قامت من غم نمی شود

بگرشت درد من ہی آن کم نمی شود

چون خاطرش بوصل تو خرم نمی شود

شادم اگر دل کم ز تو بغیم نمی شود

مرہم میار بہر دوائی من احوطیت

محراب آبر و بہت فقط تا نیا یدم

داغی نہا بر دلہم آن بی وفا کہ۔ عمر

سازد بلغم بجز تاسی خاک

اس شاعرہ نے عصمتی قاضی زادی سمرقندی کے مطلع کا جواب لکھ دیا تھا

مہ عالم ہر کراہی بل درد و غمی دارد | ز دست غم منال ایدل کہ غم ہم عالمی

اور ایک یہ شعر بھی اسکا مشہور ہے اکثر تذکروں میں مسطور ہے -

عاشقی بربقاہی ابرو کندہ کی کردہ ام | با ہمہ پستی تنائے بلند کی کردہ ام

دوسری لسانی ولایت کی رہنے والی کا صرف ایک ہی شعر دیکھا گیا۔ سو ہی

وہ شعر جو میں حجابی کے نام پر لکھ چکا ہوں لیکن یہ معتبر استاد ولایت

ذرا کی تحریر ہے۔ اسلئے مکرر لکھتا ہوں

مہ جمال تو آفتاب ہر دیکھی است | خط عذار تو دشمناب نظر کی است

نور جہاں حرم محترم جہانگیر بن اکبر شاہ بادشاہ ہند کا نام نامی ہے۔ جسکے نام

خطبہ سکھ نے ہی زینت پائی تھی۔ اسکے بیان میں تذکرہ نویسوں نے خوب

خوب گل کہلائے ہیں۔ عجیب عجیب طرح کے فقرے اُڑائے ہیں۔ سب سے

بڑھکر تو یہ لطیف ہے کہ۔ دو چار شعر اردو کے اسکی طرف منسوب کئے گئے۔

اور یہ سمجھا گیا کہ یہاں تارسی کی بیٹی قنار کے۔ جنگل میں پیدا ہوئی۔ اپنے

والدین کے ہمراہ اکبر شاہ کے زمانہ میں وارد ہند ہو کر شیر افکن خان ترکمان

سے منسوب ہوئی۔ جو اسکو اپنی جاگیر اضلاع پورب میں لے گیا۔ اور جہانگیر

نے تخت نشین ہو کر سن جلوسی چہہ یاسات میں شیر مذکور کو مروا اسے آخر

محل میں داخل کیا تھا پس فرمایا کہ۔ اسکی زبان کس طرح سے اُردو ہو سکتی

ہے ہا۔ کیا معنی کہ گونجیوں کے زمانہ میں حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ

نے کچھ کچھ چہہ چہاڑندی بولی میں شروع کی تھی۔ الا اردو کی زبان شاہجہاں

کے وقت سے مقرر ہوئی ہے۔ بلکہ شعر گوئی تو اسکے زمانہ میں ہی بخوبی نہونی

تھی۔ ان عالمگیر کی وقت میں صادق و جعفر دولی صاحب یوان اس زبان

کے ہوئے۔ پھر نور جہان کیونکر اردو کے شعر کہتی ہا شاید ایسا ہو کہ۔ اس

نور جہاں کی زبان اردو کی تھی
اور جہانگیر نے اسکی زبان
اردو میں لے لی تھی
۱۱

شاعرہ فاضلہ نے وہ مضامین فارسی میں ادا کئے ہوں۔ متاخرینوں نے اپنے زبان میں ترجمہ کر لئے۔ جیسا کہ ایک شعر کا ترجمہ اسی سالہ میں موجود ہے۔
 ہر کیف وہ اردو شعر جو لوگوں نے اُسکے قرار دے رکھی ہیں یہ ہیں :

مل تم جو یہ کہتے تھے تم شیر اور میوہ	یہ طشت اور شمشیر تقصیر اور میں ہو
طاہرین سیر حال کو سر سبز بجا نو	پوشیدہ جگر کہتی ہوں ماندہ حاک کی
چمن میں ہے جو یہ ہنسی سی بوٹی	نگہ کے بوجہ سے جاتی ہو ٹوٹی

اگرچہ یہ ماجرا دوسرے حصہ میں لکھنا مناسب تھا۔ مگر جو کہ مجھے اس حقیقت کی بے حقیقی ثابت کرنی تھی۔ اسلئے اس موقع پر اشارہ کر دیا : اب اس کا فارسی کلام مختلف کتابوں سے جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس باب میں جو جو اختلافات ہیں وہ شعردن کے بعد عرض کر دوں گا۔ اور جو شعر لطیفہ پر دل ہے اُسکا بیان بہ سبب طوالت کے ترک کیا گیا۔ بعض کا یہ قول بھی ہے کہ گلابی عطر اور چاندنی کافر شل اور بلع کا زیور نور بھان ہی نے ایجاد کیا تھا : بعض نے اس کا تخلص مخفی لکھا ہے :

گرہ زکار چون نگاشاد بقصر ارمی ما	مگر چہ سودہا و لالہ از فغان وزاری ما
لب لبک از گل بگزرد گرد چمن بند مرا	بت پرستی کے کند گرد چمن بند مرا
دو سخن پہان چمن بوی گل و برگ گل	میل فین ہر کہ۔ دار و در سخن بند مرا
بظاہر ہم منکر گر چہ سر سبز نام	دلکبا طین ہن چون حنا پر از خون بست
در نہان خونیم ظاہر گر چہ نال خوش است	رنگ من من نہان چمن نگ سرخ حنا
نور جہان گر چہ بظاہر زن ست	در صف مردان زن شیر افکن ست
این خانه بر انداز کہ۔ در خانہ زین ست	معمار تنائے من خاک لشین ست
دقیقہ مائے مغیش در سواد حرو	چو در سیاہی شب روشنی پر دست

بقتل چون منی گر خاطرت خوشنود میگردد
 ز غزلان خرابات کرا باده فرسیند
 تو باده آفاقی دهم گاده آفاق
 زنا عشق گر ظاهر کنم گل در چمن سوزد
 سبزه ام سبز نگردد بهار آخر شد
 بهنگام سحر دلبر من جلوه گر آمد
 غافل نشین بیدل غفلت اثر من
 گزشت وقت خزان موسم بهار آمد
 عشقت چنان گذاخت تمنم را که آتش
 منویران طفل خدایان ندارند
 لاله عید بواج فلک هویدا شد
 ترانه تکه لعل است در قبائے حریر
 دست گل چیدن امشب بار بار
 نام تو بر دم و زدم آتش بجان خویش
 من در طلبت گرد جهان میگردد گشتا
 بینی چشم دو ابروی تو ای گل اندام
 تو ز من نازم حدیقه ام گل زارم
 نه نه غلطم هر آنچه گفتم نیم
 نیست خواره که بینی بسر آب روان
 زیر دامن تو پنهان چیست آنز کبد
 اگر دوویک صبا اندر زبان تنگ

بجان منت ولی تیغ تو خون آلود میگردد
 خود ساده بخوابند کرا ساده فرسیند
 حیف است که براده و گرا ده فرسیند
 اگر عالم بخلوت خانه شمع انجمن سوزد
 روئے گل سیر ندیدیم و بهار آخر شد
 جان بر لیم از قالب فرسوده برگد
 بر خیز که بهنگام فضائے بر آمد
 هزار نخل خزان گشته ام به بار آمد
 گردے که مانا سر چشم حباب
 نگه دزدیدن و دیدن ندارند
 کلید میکده گم گشته بود پیا شد
 شده است قطره خون منت گریبان
 میچکاند بزرگ کلم آب ناز
 در آتش چو شمع ز دست زبان خویش
 گریه دشوی لب و زلفم ز شش پنج دیک
 شمع بادام و بادام دو برگ بادام
 ویرم صنم برهنم ز نارم
 بوئے کلم و طبیعت گلزارم
 آب از گری این فصل برآورده باد
 نقش نیم آهوی چین است بر برگ سمن
 قطره قطره میچکد لعل به نشان دین

دل بصورت ندیم مانند سیرت معلوم زادہ انول قیامت بدل نامفکر	رباعی بندہ عشقم و ہفتاد دولت معلوم ہول ہجران گزرانیم قیامت معلوم
ستارہ نیست بین طل سر برآوردہ	فلک بشاطری شاہ سر برآوردہ

تنبیہ واضح راے ناظران تحقیق طلب کہ۔ ان شعرون میں پہلا و چوتھا شعر
اور دوسری اور آخر شعر سے پہلی رباعی زیر بحث کا کلام ہے۔ جب کا جی چاہی
اُسکے دیوان مطبوعہ ہی میں دیکھ لے۔ مگر ایک شخص نے پہلی رباعی کا ایک
شعر حکیم حافظ کے نام پر بھی لکھا ہے وہ بھی غلطی پر ہے۔ پانچواں شعر کسی
طریف طبع نے اس شاعرہ کی شان میں کہا تھا۔ وہ بھی اسکا نہیں ہے +
شعر پانزدہم کا پہلا مصرعہ چنانکیر کا دوسرا نور جہان کا + افسوس کا پہلا نیمہ کسی
امیر زادہ کا۔ دوسرا نور جہان کا + رباعی نمبر ۲ کا پہلا مصرعہ سوالیہ بادشاہ کا
باقی تین مصرعی جوابیہ بیگم کے ہیں۔ آخر کے تین اختلاط تو ایجاد بندہ ہیں۔
باقی تذکرہ نویسوں کی غلطیاں ہیں۔ میں طوالت سے ڈرتا ہوں۔ ورنہ
ایک ایک کا حال مفصل لکھتا۔

نخانی اس تخلص کی پانچ عورتوں کا کلام دستیاب ہوا ہے۔ از انجملہ ایک کو
بعض نے بنام بیگم لکھا ہے۔ اور کچھ احوال اسکا معلوم نہیں۔

خواہم کہ بہان سینہ ہم سینہ خود تہ زلف خاش بلائے نہانت	ماد دل تو گوید غم دیر نیہ خود را تیرس از بلائے کہ شب در میان
ہچومن بر رخ خوابان نظر پاک انداز	ہر کجا دیدہ آلودہ بود خاک انداز

دوسری نخانی کرمانی خواہ فضل دیوان کی ہمیشہ تھی۔

اگر چہ ہر ترقیہ لایزال برآید	باہ سن نرسد گر مژ رسال برآید
------------------------------	------------------------------

تیسری نخانی شیرازی جو اپنے زمانہ میں مشہور تھی۔ اور ملا جامی کے بعد

بنانی
بنانی
بنانی

ہوئی تھی۔ چنانچہ ملا مصوف کی غزل پر غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے۔

شدم دیوانہ تا در خواب یم آن پریرورا	چہ باشد حال گر بندہ بیداری کسی اورا
شب سگ گویت بہر جا کہ پہلوئے ہند دیگر	روز خورشید آن زمین را بوسہ بردہ ہند

اور شیخ مگر رسوائی عشق جو عصمتی کے نام پر لکھا گیا ہے بعض نے اس کا سمجھا ہے ؟

چوتھی نہانی دہلوی کوئی اسیر زادی والدہ شاہ سیماں کی جلیس تھی۔ جسے اپنا
کلیج اس رباعی کے جواب پر منحصر کر رکھا تھا۔

ازم در بندہ روئے ز سرے طلسم	از خانہ عنکبوت پرے طلسم
من از دہن بارشکرے طلسم	از پشہ مادہ شیشہ ز سرے طلسم

اس کا جواب مدت کے بعد سعد اللہ خان وزیر نے اس طرح دیا ہے۔

علم است بر بندہ رو کہ تحصیل ز درست	تن خانہ عنکبوت۔ دل بال پرست
زہر است جفا کو علم معنی شکرست	ہر شہ کر ز چشیدہ وان شیشہ ز درست

الغرض یہ شعر بھی کسی کسی نے اس کے نام پر لکھے ہیں۔

در غم بہ ما تو بہ زنی خانہ حرام است	زہر و ورع و سبوح و صدانہ حرام است
بابادہ فروشان غم ایام حرام است	باو در کشان دولت بہرام حرام است
فرض است بعاشق کہ بنوشائی تجرید	بازا بہر خود بین فی گلغام حرام است
ما زہر و قند نوش دو عالم زہر بہر ہم	اندیشہ نان و طمع خام حرام است
قیرم بجانہ چشم بند کہ جاساینجاست	رواق منظر خوبان خوش ادا اینجاست
سفر کردم بشہر عشق زادم عشق جانات	غم و درد کہ در دل داشتم آخر چنانست
دیر گلشن بساں غنچہ چندان خون خورم	کل مقصود من تا ز نسیم صبح خداست
رنانہ نظر بجلوہ دنیا منی کنند	جز آرزوئے ساغر صہبا۔ نہ کنند
افتادہ براہ تو کہ۔ باشد کہ نباشد ؟	محو نگاہ تو کہ۔ باشد کہ نباشد ؟

افتر قیادت
فائدہ سے
ہر شعر
نہانی کی
کے نام پر
کے ہیں
۱۲

نہانی

دیر

مکمل

زہر در دین این دیدہ خون فشان	نظر بغیر تو حیف است من ازان بزم
آہ این شاعران نادیدہ	قطعہ کہ نارند نور در دیدہ
قدیغویان بسرو میخواستند	رخ ایشان بمساح مانیدہ
راہ قرصی است نامقام عیار	سرو چو بیست ناتراشیدہ

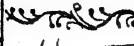

تنبیہ میرگمان ہے کہ تذکرہ نویسوں نے ضرور ایک نہانی کا کلام دوسری کے کہن یا ہوگا۔ الا اسکی تفسیر اپنے حد امکان سے باہر ہے + ہر شعر ہر شعر پانچوین نہانی جعفر احدی کی والدہ جو اکبر شاہ کے وقت کشمیر میں بزمست میرجوئی مقرر تھا۔ اگرہ کی رہنی والی بہشتی ہرولی کی قربت دار گزری سے۔

روز غم شب رعب آرام پیدا کردہ ام	درد من یہا دین ایام پیدا کردہ ام
صاحب محبت تو اس پنج بدلتی تو خیر فرماتے ہیں کہ	میر چند شاعران دہر جواب ہا
گفتہ۔ اما پنج کلام در برابر نیامدہ	مصرعہ چہ مدی بود کرنے کم بود +
وزیر تخلص زیر الزام لاہور کے سر شریعہ تعلیم نسوان کی منتحہ اور مدرسہ جو خفیضاً	بر خاست ہو کر سلسلہ میں اپنے وطن قریب جوار ہلی کو روانہ ہوئی میرزا خاور
سیستانی حال رونق افروز پٹیا لہ کی شاگرد ہے۔ اور اردو کے شعریات کی کہتی ہے	

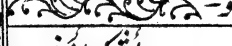
دلہاز کو چہ آن زلف دوتا باز آید	رفقہ بود آنچه زما باز ہماں باز آمد
---------------------------------	------------------------------------

محمد فی الخصل شعر لطیفہ بانو نامی کی یہ چاہہ ہے + ہر شعر ہر شعر

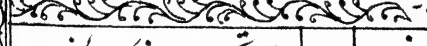
من سوختہ لالہ رخ نام۔ چہ توان کردہ	والہ شدہ سبز خط نام۔ چہ توان کردہ
سدیر ملاو ستم و جور رسیدہ	زان ناوک دل و وزیر بجام چہ کردہ
سوں صفت از عشق بتان از فز نام	دیوانہ کیلی صف نام چہ توان کردہ
رام تو ام نفی ذکر دگر نیست	نامت شرہ چون روز نام۔ چہ توان کردہ
یہم ہی از جو مجبان ستمگرا	بر چرخ برین رفت فغان۔ چہ توان کردہ

تسبیح ایک مصنف نے اُسکے نام پر یہ شعر بھی لکھا ہے: قاسم سرواں
جو میں عقیقی کے نام پر ایک مستند کتاب سے لکھ چکا ہوں: 
حکایت ایک دیوانہ بغداد کا رہیوالا عاشقی پیشہ چارستان بغداد میں لباس
نفس زیب تن کئے بوریہ پر بیٹھا ایک شعر یہ آواز دروناک بطورِ وظیفہ پڑھتا تھا
وہو ہذا۔ 

در عشق تو انگشت نمائی زن و فرم	در لحظہ فروخت ز سودائے تو درم
--------------------------------	-------------------------------

خلقت کا اژدحام اُسکے گرد حلقہ زن تھا۔ ناگاہ کسی نل چلنے آگے بڑھ کر
استفسار حال کیا۔ تو اُس نے یوں جواب دیا۔ مجھ حجاج کبرائے احمد دہقان
خانہ ترسائی است۔ رو بقبلہ برو و از زبان من بگو۔ 

در عشق تو ام طاقت تنہائی نیست	در ہجر تو ام روئے شکبائی نیست
تا دمع تو ان بود تحمل کردم	دیگر چہ کنم؟ دمع تو انائی نیست

کہتے ہیں کہ۔ یہ صاحبِ لہجہ ہیبتہ مذکور پر بچپا۔ اور دروازہ کو دستک دیتی ہوئی
ایک ضعیفہ آئی۔ دیوانہ کا ماجرا سن بہ اندر گئی۔ اور اُسے ہی پائو اگر گویا ہوئی
کہ۔ محبوبہ اش چنین فرمودہ۔ 

در عشق کسی را کہ۔ تو انائی نیست	در ہجر تحمل دشکبائی نیست
مرگست علاج او۔ و بیرون از مرگ	ہر مصلحت دگر کہ۔ فرمانی نیست

غرضیکہ جب پیغام میر نے یہ جواب سنایا۔ عاشق صادق نے ایک آہ کے
ساتھ دم دیدیا۔ اب اس شخص کو یہ شوق ہوا کہ۔ یہ خبر وحشت اثر اُس فک
عاشق کش کو بھی سنائی چاہئے۔ لیکن اُسکے گہر جاتے ہی معلوم ہوا۔ کہ وہ
بھی جہان گزران سے گزر گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ انا بخاکہ اس عو
نام تجلص کچھ معلوم نہیں ہوا۔ اس واسطے ختم پر یہ روایت عبرت خیز حیرت

انکیر حوالہ قلم ہوئی۔ امیر تیمور کے سائیس کی مدخولہ شاعرہ اصفہان سی
دہلی میں آئی تھی۔ وہ ایک شب شعر خوانی کر رہی تھی اور خود بدولت کین سن
رہے تھے۔ صبح سائیس کو بلا کر احوال شبینہ دریافت فرمایا۔ اسنے بعد عرض معروض
اُس عورت کو حاضر کیا۔ جسے بعد غدر و معذرت یہ دو شعر بدیہہ سنائے۔

بہ ہنگامی کہ۔ لنگان آفرید	ترا بر جملہ سلطان آفرید
برائے بردن گوئی سعادت	خم پائے توجو گان آفرید

آپنے مسکرا کر فرمایا کہ۔ تو کیا جاہتی ہے۔ اسنے جواب دیا کہ حسب طوٹن
دامن دل کہنچتا ہے۔ مگر جس شخص کے پاس ہوں وہ بھی ہمراہ چلے تو لطف
ہے۔ امیر صاحب نے انعام و اکرام سے مالامال کر اصفہان کو روانہ کر دیا فقط
خدا کے فضل و کرم سے پہلا حصہ تمام ہوا۔

این تحفہ مختصر ت نا در

تایخ تحریر کا پی بنا بر

انطباع دفعہ ثانی

۲۰۔ اگست ۱۸۸۲ء

قطعات تقریحات تاریخ متضمن انطباع دفعه اول

قطعات تاریخ اختتام کتاب از نتیجه فکر آسمان پادشاه بهادرالدین صاحب عرف عبدالشاه
متضمن به بشیر خوش تقریر رساله القدر بهیر شاه نصیر صاحب مرحوم - سجاده نشین
خلفا و ارشدین حضرت سید محمد دوم شاه صدر جهان صاحب سوره الغیر -
ساکن دہلی محکمہ روشنیوہ جاگیر دار موضع مولرین واقع تحصیل بڈب گڑھ ضلع دہلی

چون مرتب نمود گلشن ناز	در گایرشاد کاشف اسرار
ذکر نسوان بهر دہ عصمت	کرد و سپرده طرفہ تراظہار
غنیہ ہائے معانی گوناگون	نو نقش ز کلاب گوہر بار
نعمۂ طوطیان خوش احسان	لطف نومید بدردین گلزار
باقیامت باندین یارب	یادگار زمانہ غنہ اسرار
گفت از بہر قطعہ تاریخ	آنجناب - از بشیر ناہنجار
سال ترتیب آن گل نوخیز	گلبن فرح بخش کلاب نگار

ایضاً دیگر فرمودہ

ترتیب نمودہ طرفہ نادر	گلدستہ گلبن معانی
سالش بہ بشیر گفت ہاتق	نورستہ گلشن معانی

بسال انطباع فرمایند

طرفہ تصنیف جناب نادرست	دیدنش متابک جمع خاق شہ
بہر سال انطباعش امر بشیر	گفت دل مقبول طبع خاق شہ

بطرز دیگر میسراید

نادر از کلابخ و بگلشن نادر	رشتہ ہائے گل معانی تفت
----------------------------	------------------------

سال تاریخ اونوشت بشیر گل تازہ چہا جدید شکفت

جناب موصوف اردو میں یون دلفانی فرماتے ہیں۔ جسکے مصرعہ
اول میں سال اختتام اور اخیر میں سنہ انطباع دکھاتے ہیں

مرات خیالی - چھپا المنہ لند ہون مشتری اسکے جو مالک تو عجب کیا ہر بیت میں قہ صیف لکھی لعل نبون کی گہر شیعہ خریدار چلے آئیگے اسکے تاریخ بشیر سکی کوئی تمسے جو یو چھے	یہ حضرت نادر کا کہلا طرفہ چمن ہے حسرت سے جھکا سر بنیں چرخ کون ہے یہ طرفہ منہ ہے کہ پر از لعل میں ہے جس مال میں جو کھون ہی نہیں دھم ہے کہدو کہ یہ نو بادہ بستان تمن ہے
--	---

قطعہ تاریخ انطباع چکیدہ کلب گوہر سالک موعہ کیا۔ صاحب سالہ چل جوتابا ریخی
وجغرافی بہمتا صاحب جغرافیہ مار داط۔ ونشی فصیح۔ صاحب خرد اقرا۔ و شاعر بلوغ۔
صاحب تذکرہ شعرائے اہل ہندو ساکن ٹونک۔ یعنی منشی ابن منشی منشی دیسی پریشاد
صاحب بشارت خوش معاش کہ۔ دومر شب بدلی آندہ از بنہ ملاقی شدند۔ واز
قوم کایتہ مدخلیق و لیسق اندو

تذکرہ شعرا گو حسینون کا نادر پاکباز نے لکھا ہے مزہ عورتو کجی با تو نہیں ناز و انداز کا نہیں یان فکر بلکہ انہار وحشت دل ہے انکے اشعار میں سوز کی بو دل میں درد اور داخلی غلشین اور کہیں عالم نصیحت میں	جسمین میں جس ناز کی باتیں جسکی باتیں میں از کی باتیں میں جو سوز و گداز کی باتیں اور نہ میں امتیاز کی باتیں اور عجز و نیاز کی باتیں ناز کی جانباز کی باتیں اب یہ سوز و گداز کی باتیں میں شیب و قراز کی باتیں
--	--

ہے کہیں عشق کرمذاق کا ذکر اور کہیں عشق کرمقاضا سے عورت اور عشق کا کرے انہار کیوں نہوں عاشقوں کے دلا پسند پانسو بارہ اور یہ مصرع سال تاریخ کے لئے رکھہ یا	اور کہیں احتراز کی باتیں وصل کے ساز و باز کی باتیں شاہد اور سوز و ساز کی باتیں یار عاشق نواز کی باتیں نادر یا کنباڑ کی باتیں ابن حریق مجاز کی باتیں
---	--

قطعہ تاریخ الطباع - از کلام مذاق انضمام مشتق کیا تا نام قاری کلن نام تارکش
مخلص پیمبر کہ بشورہ جناب بشیر باوجود امی سوئی کے شعر گوئی پر پائل - راندن کہا
ہی کے ذکر کا قائل - افسوس کہ کتاب کے چھتے ہی چھتے بشیر جیسے خوش تقریر کی
صحبت سے میر ہو کر راہی ملک بقا ہوا

وہان خدا جانے اُسے کسلی محبت لیکئی	جو گیا اس طرح وہ جلدی سے گھبرا یا ہوا
------------------------------------	---------------------------------------

اناللہ وانا الیہ راجعون

خوان نعمت ہے یہ گویا تذکرہ یہ نئی باتوں کا گٹکا ہے بنا دیکھنا شیریں کلامی کا اثر دال روئی سے جو ہیں خوشحال لوگ دیکھنے میں اس کے کیسی اشتھا ہیں مصنف اس کے میرے مہربان ہے تخلص اٹکانا دور اور لقب پیٹ کی خاطر لکھا مینے یہاں بس بھی لکھ دے قلم بیکر خمیر	جس کے بھوکے پیٹھے میں سب غلام جس کی تاعشیر بیگی دھوم دھام اس کا فقرہ ہے گویا میٹھا آم انگو بیہ ایک شغل ہے ہر صبح شام ہونے دو ہوتا ہے گر ٹھنڈا طعام دادرس ہیں دال پر ہے انکا نام درگا پر شاہ و محبت التیام میں بھی ان باتوں کا بھوکھا ہونا نام ہے عجائب چٹ پٹا طفر کلام
---	--

قطعة تاریخ الطبع چکدہ فلم فیض رقم جناب مفتی غلام سرور صاحب مہوری صاحب

کتب متعدد

گلشن نازت نگین نسخہ نوادر کتاب	فی الحقیقت کان لطف معدن ازت
وقت طبعش جست سال طبع سرسرا زرد	شد ملا محبوب نادری گلشن نازت این

قطعات تاریخ اختتام و انتطباع از فکر طبع نزاکت انگین منشی بناری داس صاحب
 عمائد قوم کہتری ساکن دہلی خلف الصدق منشی کشن لال صاحب حوم کہ۔ بشکری
 کوٹھی ساہیوڑو الہ شہو دہلوی اوقات گرامی بسر کرتے ہیں۔ اور جناب کمالات باب
 سیر از قریب اعلیٰ بیگ صاحب ملک کی شاگردی سے ریختہ میں صاحب یوان مختصر
 ہو گئے ہیں۔ آدمی نوجوان خوش بیان خوب رو نیک خرد مند خوش رو پسند ہیں و
 تاریخ ختم ہونے کتاب کی بکراجیت کے بہت میں

لکھا نا دے ایسا نہ کرہ خوب	جہا نہیں ہو ہی شہر جسکی
ہوئی و لکھو میرے فکر تاریخ	محبت سے رکھتا ہوں میں اسکی
کہا ہاتھ غیبی نے عمائد	ریاض الفیض۔ لکھا تاریخ اسکی

بسال انطباع بزبان عجمی چنین فرمودہ

دوش دیدم کہ۔ در غم جان	مضطرب و سقیر از بدغم گین
ناگہاں دلبرے ہویدا شد	مہ لقا خوش ادا و زہرہ چنین
از رہ نیاز گفت عاشق زار	بشنو از من کہ میکنم تلقین
ناور روزگار و فخر زمان	تذکرہ ثبت کردہ رنگین
سال تاریخ آن تو نیز بگو	گفت دل منظر عجائب میں

دیگر زبان اردو

ناور! واللہ خوب لکھا	تم نے یہہ تذکرہ زمانہ
----------------------	-----------------------

مضمون لکھا ہے عاشقانہ یارب ہو یہ منظر زمانہ	ہر ماہ حسینؑ سے لقا کا نگین لکھی ہے اسکی تاریخ
<p>قطعہ تاریخ انطباع از قلم محبت بنیاد لالہ نگار پر شاد صاحب تخلص گنگا طالع مڈل سکول لاہور ابن لالہ گنیشی لال صاحب جسوقت میری مہربان بشیرہ وارد لاہور ہو لالہ صاحب نے اُسے فیض بخشی پایا۔ گو پہلے سے کچھ واسطہ باطنی رکھتے تھے لیکن یہ نازہ رابطہ ہو گیا۔</p>	
سب کے اسکو کہا صحیفہ لغز خوب چھپایا کیا صحیفہ لغز	جب ہوا انطباع گلشن ناز کہا انگٹکانے بے تحلف سال
<p>قطعہ تاریخ انطباع من الطبع رسالہ علوم انگلشیہ واقعہ رموز زبان فرسیہ مودت خصال منشی ہزارسی لال صاحب تخلص منظر سابق پڑھائے مڈل سکول سوئی پت ضلع دہلی قوم کابیتہ سری با سببا کن دہلی محلہ روشنی پورہ خلف دیوان میر پریم صاحب مرحوم مغفور</p>	
قلم کے نکتے ہیں آنسو سیاہ	کہا تانگ لکھوں اسکا میں آں
<p>بقول شخصہ ۵۰ این باجم سخت ہست کہ گویند جوان مرد + افسوس افسوس کہ میرا دوست کو دانی محکمہ میں عازم ملک اودانی ہوا مجھ خیر و حشرات لاہور میں ملی۔ یاد گاری کے واسطے اس موقع پر لکھ رکھی۔ خدا اس نوجوان کو اسکے معصوم بچوں کی دعا سے بخشے۔ اور اسکے بڑے بھائی لالہ چن دلال صاحب کو ان تنیم بچوں کے سر پر قائم رکھے۔ جو انکی خبر گیری کرتے ہیں۔ آمین</p>	
کہ شہرہ ہے نادار کاہر اک جا دل اغنیہ عقل ہی کھل گیا	عجب طرح کا تذکرہ یہ لکھا لکھی اسکی تاریخ مضطر نے یوں
<p>قطعہ تاریخ انطباع منہاجت عقل۔ تذکرہ حصہ دوم تذکرہ ہذا معنی چمن انداز</p>	

اس تانچ میں شاعرہ مذکور نے اُن شاعرہ عورتوں کے تخلص مع اپنے ایک شعر میں جمع کئے ہیں۔ جسے میرے دوست آشنائی رکھتے ہیں۔ اور اسکا لطف صرف یاروں ہی کو آئیگا۔

لکھا یہ نادر دورانِ فن تذکرہ کیا خوب جو شعر چھوڑی کہتی ہیں اس زمانہ میں لکھوں صفت ہیں نادر کا کیا میری مجال اثر کی رو سے آدا کو سنائی دے تاریخ	مشحون حال سبھی عورتوں کا جسم ہے کلام اُنکا ملا جلا جو روہ اس میں ہے کہ ادنیٰ وصف کی آنکھ مجال کس میں مقتل کہ نادرؔ و بسم اللہ ہی ہو میں ہے
---	---

قطعہ سال الطبع۔ از مولف پچھدان یعنی نادر ثولیدہ بیان ۰

چونادر گلشنِ نازم شدہ طبع طفیل مصفیانِ گلستان	بش این عیسوی تانچ پیدا الہی۔ غیثت گلزارِ بادا
--	--

دیگر فقرہ شتر متضمن بر شمار شعرا گویان تذکرہ گلشنِ نازد
فقا رہے پنجاب و سہ شاعرات فارسی زبان ۰ شاعر
تقریر طریختہ خامہ مودت شمامہ عالم متبحر فاضل دہر سرآمد تکلمین سرگروہ
مناخرین۔ جناب کمالات مآب۔ مولوی الفت حسین صاحب شکر پوری۔
متخلص الفت۔ مدرس اول مدرسہ انگلو عربی دہلی زادات شرفا۔ صاحب
چند نسخہ نظم و نثر مذہبی و طبیعتی و مباحثی وغیرہ جو سترہ ام ٹیوٹنگ لاج لاہور میں
میں اس تذکرہ شعرا اُنکا خوب پاک نظر سے دیکھا۔ واقعی الفت قومی اور
محبت جنبی کا مزہ اگیا۔ محبوب مطلوب بھی خوب۔ اور پیرایہ مقصود بھی خوش
اسلوب۔ کیونکہ اثر ہو۔ اب بھی سنگد لوگو۔ خیر نہ تو بیشک سنگد لاہین
یہ رسالہ بزمِ مبالغہ ایسا ہے کہ۔ خواہی خواہی زن مرد کو اس کے پڑھنے کا شوق ہو
اور ہر طرح سے دونوں کو علم و سخن کا لطف و ذوق ہو۔ دل کیونکہ کہ یہ گلستانہ

ہاتھ میں ہے۔ جی کس طرح کھبرائے کہ ہر ورق صفحہ بہار و گلشن در کنار ہے۔
 خاکر ہندوؤں کے لئے اچھا گل صدر برگ ہے۔ مصنف کا شکر رخصت ہے۔ ایسے
 ہی صاحبانِ علم کے ہونی سے دنیا کو فائدہ ہے۔ کہ فیضِ متعدی رکھتے ہیں ورنہ
 لیاقت ذاتی فرضی و جوہرِ جالاکے سے فقط کیا فائدہ۔ وہ تو حکام و اباہوں کے
 لئے تشہیر ہے۔ چن گھنٹہ تو تے مینا کی طرح ٹہن ٹہن کرانی اور گھر کی راہ لی
 ایسے ہی علوم سے قومی فائدہ بھی متصو ہے۔ جو ایسی تصانیف یادگار چھوڑ
 جائیں۔ اسی ٹھنک سر جابل شو میں آئینگے۔ اور عقل پائینگے۔ اسی طرح نادانوں کی
 آنکھیں کھلیں گی۔ لیکن چھپائی و صفائی عمدہ چاہئے۔ سو کسی دولت مند کا کام ہے
 کہ۔ اعانت کرے ڈ

المن بندۃ الفت حسین

اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں بصفہ ۲۲ گلشن ناز کا
 ریو یو چھپا ہوا تھا۔ مگر اس وقت وہ پرچہ میرے پاس موجود نہیں اس سبب اس کی
 نقل سے معذور ہوں۔ + گلشن ناز کا پہلا جلد ۱۹۱۷ء میں ہی چھپا تھا
 سفیرِ بزمِ نامہ مطبوعہ ۸ نومبر ۱۹۱۷ء میں یہ عبارت شائع ہوئی ہے +
 تقریر طبع و فکر عالی جناب لوی امانت علی صاحب
 مدرسِ قصبہ ملت تحصیل شاملی ضلع مظفر نگر ٹو ٹو

لکھنؤ تقریر گلشن ناز کی لمین پتنگا | اگر خالِ نخِ لیے سر حاصل کچھ یہاں ہو
 سبحان اللہ! یہ کیا گلشن ناز ہے جس کا نالہ ڈھنگ نیا انداز ہے تختہ تختہ
 میں گلہاے سوریکارنگ جمائے۔ چمن چمن شگوفہائے معنوی سے بہا ہے
 روشن روش پر پوے عطر آمیز ہے۔ ہر سو ہوا سے لطف انگیز ہے سطر سطر
 ادب نے سے کہتا ہے کہ۔ یہ چمن ناز سر اپا ہوا ہے زلف مشکین سب ہے
 رنگینی عبارت میں رنگ خانی ہے۔ ایک ایک رق روضیا کی صفائی ہے

اکثر مقام پر دل دھوکہ کہتا ہے صفحہ صفحہ زیادہ رویوں کا خیال آتا ہے +

گلازرجان کا سارا انداز گردن پہ ہے اسکے خون سنبھل یا خال سیاہ روئے زیب فرق اسمیں نہیں ہے ایک سبز	کیا کہئے یہ کیا ہے یہ گلشن تاز سطرون سے کہلے ہے بیچ کا کل نقطوں سے نظر میں ہے سویدا ہر شعر ہے اسکا شعر گیسو و خ
--	--

او کیوں نہ ہو چمن آرا اس گلشن بخیران کا دبیر عطار در قلم میضا قلم معنی طوطی
سرخیدہ بیان بلبل ہزار داستان شہسوار میدان سخن انی - یکہ تاز عرصہ پہلو
و دری - واقف رموز شعر گوئی - باریک بین قائل مضمین جوبی - فن غزل
میں قادر - معنی مثنوی در گاہ رشاد در تاور +

سبحان زمان زبان اردو	ہے اسکی زبان میں جان اردو
----------------------	---------------------------

شک نہیں ہے کہ - نسیم اس گلشن نعیم کی دلہا ہے پڑ مرده کو راحت دے - اور یوں
ترغیبے مشام جان ایماے جنس کاہرے - کیا معنی ہا کہ - نذرت بیانی شفا
مذکرہ سخن انی عوارث شاعرہ زمانہ سلف محال کو بہ فصاحت تمام دلاخت
مالا کلام کہا ہے - اس تلاش عمدہ پرتہ دلے آفرین ہے - مر جہا ہے سچ
یون ہے کہ - تعریف کو منہ میں زبان نہیں - قلم کو طاقت بیان نہیں -
فی الواقع ایسی کتاب لا جواب کی بھی نہ سنی - اگر خوش مذاقان سخن ہکو عوض
گوہر جان خرید فرمائیں تو بجا ہے - اور جو پائے چشم سے ہوائی شوق میں اس
بوستان معنی کی سیر کو آئیں تو سزا میں + غزل تازہ +

عیان ہر شاعرہ عورت کی خوش گفتار ہے اس سے
--

مزد شیرین کلامی کا ہمیں ہر بار ہے اس سے

یہ اک گلزار خوبی ہے سراپا بوئے - معنی سے
--

شام جان ہر اک بیل کا خوشبودار ہے اس سے
 مذاق آتا ہے ہر فقہ سے یان قند مکرر کا
 عجب شیریں بیا بی ہے کہ یہ تکرار ہے اس سے
 بیان ہوا سکی کیا رنگینی فقرات موزون کا
 مثال دہ داعی سینہ گلزار ہے اس سے
 نہو مجبور کیوں با فرحت ہمیں اس بلغ رنگین سے
 شگفتہ چون گل خندان دل سرکار ہے اس سے

۴

مت

بعون الملک

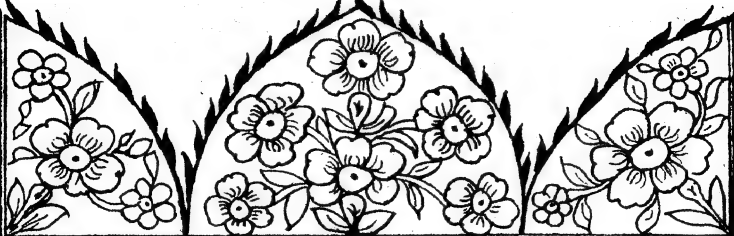
تخریر تاریخ کاپنی ۲۵ اگست ۱۸۸۲ء عیسوی

پردہ برداشتم نہ کار سخن

تا دہد جلوہ گلخوار سخن

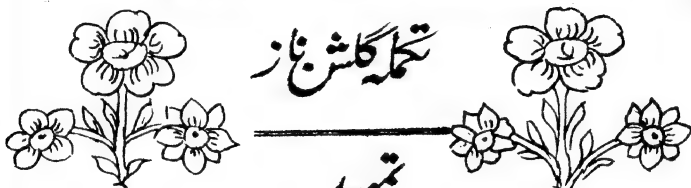
بقلم نیاز رقم سید محمد عبداللطیف دہلوی

۱۵ سرکار داد ہے راوا امر سنگد صاحب در رئیس مالک طبع و اخبار سے ۲ بجی اللہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست صلح سر خوان کریم

تکملہ گلشن ناز



تمہید

واہ ہمارے معبود و مسجود کی کیا ذات مبدل و سبب ہے کہ انسان ضعیف النیان
جس طرف کو ہٹانے تو وجہ پیرتا ہے۔ اسی جانب خزانہ غیبی گنج شایگان پاتا ہے
دیکھو مجاہد پیمان نے جو یہ زمانہ ناکرہ تیار کیا۔ تو کس قدر ذخیرہ حاصل ہو گیا کہ۔
آج تک دوسرے کو میسر نہیں آیا۔ اور روز بروز اس کے فضل و افضال ہی بڑھتا ہی
چلا جاتا ہے۔ چنانچہ شائع میں جو گلشن ناز چھپا تھا تو اس میں صرف تریسٹھ
ہی شعر درج ہوئے تھے۔ پھر شائع کو چمن انداز کے ہمراہ اس کا ایک چھوٹا سا
تکمہ شائع ہوا۔ جس میں اٹھ کلام اور لکھا گیا۔ اب شائع میں جو یہ تذکرہ
کامل از سر نو چھپتا ہے۔ تو اس تکملہ کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ کیا معنی کہ سہمیں
(۴۹) شعر گو یوں کا حال بقال بقدر معلومات لکھا جاتا ہے۔ اور آئندہ
اس قسم کی تحریر سے بھی یہ پیمان اٹھتا ہے۔ جس طرح شعر گوئی سے
تاکب ہے۔ اللہ التوفیق دہو مستعان

آغازِ مکملہ

باناوبیکم دہلوی کا یہ مطلع اختر تابان سے ملا۔ اور کچھ حال نہ ہلا۔ محبوبہ یہی
کہا گیا +

اگر میر شوآن روچو خورشید را | باد شادی چہ کہ عواخذائی کنگم

بلبلغہ شیرازیہ کا یہ شعر - رزی دہین سے ملا ہے +

شب ساک کویت بہر جا یکہ پہلویند | روز خورشید کن زمین ملا بوسہ رکھی

بنست اصفہانی صبیہ حسام الدین سالار شاہ عباس صفوی کے زمانہ میں

یوں سخن سرائی کرتی تھی +

روز یکہ طرب بالبالِ خال تو میکنیم | جان تازہ بفرخندہ جمال تو میکنیم

ابن جرم کہ زندہ ماندہ ام بے رخ تو | در گرون امید وصال تو میکنیم

بہشتی تخلص کوئی گنجہ کی شاعرہ غزل وثنوی کے آئین کی ماہرہ اس

لب لبو سے مترنم تھی +

بر خیز بیا کہ مجرہ ہ پر داختہ ام | از بہرہ تو پردہ خوش انداختہ ام

بہر بشارے و کیا بے میاں | کین ہر دوز دیدہ و دل ساختہ ام

سید علی خاں باندہ زبلی ایران میں تھی۔ اور اس نواز کے شعر کہتی تھی +

چشم پر خون و خیال تمام ان پسر درو | مجھ پر آتش مست و پارہ غنبر درو

پرسی بیگم نیشاپوری کا یہ بھی شعر ملا۔ سو لکھا گیا +

سراسر جانی از باد صبا اور قالب شوقم | سرت گردم گر کوئے اوب یا میگردد

تصویر ہندی مرثیہ آبادی بلقیس قائم نامی الہ آبادی شاعری شاعری میر عشقی

کی بیوی تھی۔ بدیہ گوئی و حاضر جوابی میں لاثانی تھی۔ ایک روز اپنے بچہ شیر خوا

کوئے مکان کے صحن میں کھڑی تھی اتفاقاً میر جیسا کی سواری آئی۔ ذات

محبوبہ

بلبلغہ
بنست

بہشتی

سید علی

پرسی
بیگم

بارکات یہ کلام پیوستہ زبان پر لائی۔ مصرعہ

ادیم بدوش آنندہ طفلی پری نزا دے

جسکے جواب یا جواب میں یہ خوش گپ یوں لب کشا ہوئی۔ مصرعہ +

چون مصرعہ کہ باشد پیوند ستر در

الغرض یہ شعر بھی تصویر ہی کا سنا گیا ہے +

فقتہ زابی منت شناختہ ام بد بلا کے منت شناختہ ام

تنبیہ - خزینۃ العلوم فی مقلقات المنطوق کی پانچویں جلد کی اخیر پر جو

مستزاد کی بندہ نے لکھی ہے۔ اور زمین ثابت کیا ہے کہ مستزاد کے

ارکان زیادہ شدہ نثر کے فقرے نہیں ہوتے بلکہ نظم کے شعر یا مصرعے

ہوتے ہیں۔ اُسکی تصدیق تصویر کا مصرعہ مندرجہ بالا بھی کرتا ہے۔ پر

جو لوگ اس نکتہ سے بے خبر ہیں وہ گویا باخبر عورتوں سے بھی کمتر ہیں

توتی نامی کوئی ایرانی عورت پاکدامن تھی جسکا شوہر امر و پرستی پر نائل

تھا۔ ایک روز اس عصمت ماننے دق ہو کر اپنے شوہر کو یہ دہمیت بے بغض

دکھین تحریر کریں +

آن شوخ کہ ہست حسن عالمگیرش یارب چہ شود تبے بخوابم زیرش

اگر خواجہ بیامنا من و تو صلح کنسیم تو با کونش باز دمن با کونش

اس کلام طنز انظام نے ایسی تاثیر کی کہ۔ اُس مردک نے فعل ناجائز سے

فوراً توبہ کی۔ اور باقی عمر اپنی منکوحہ کے ساتھ عیش و عشرت کی بسر کی +

جانان بیگم دختر نیک اختر عبدالرحیم خان خان خانان - نہایت پارسا

تھی جسکے حسن کا شہرہ سنکر شہزادہ سلیم نے شادی کا پیغام کیا۔ خان

ذیشان نے اُسکے دانتوں بال کتر حضور میں لا حاضر کیا۔ طالب نے بکمال نصو

توتی

جانان بیگم

اسکی عفت آفرین فرماورد الطاف شانانہ فرمایا۔ یہ شعر اسکا ملا:

ماشق ز غلق عشق تو نہاں چسان کند؟

پیدا ست از در چشم ترش۔ خون گریستن

جھانی دہلوی کا یہ شعر اختر تابان میں شائع ہوا ہے:

گل باغ و رخ آن غنچہ دہس ہر وقت

حالمی۔ شہر خوات کی حکمران تھی۔ اس انداز کے شعر موزون فرمائی جاتی تھی

کمان ابروے باکرمین زار بلاکش کن

خجالی۔ جرباد قانیہ کے یہ دو شعر اختر تابان سے ملے ہیں:

حفظ ناموس تو شرمناغ رسوائی من

بہر خویش کسی کر تو یک سخن نشنود

حسینہ۔ تخلص تھا حسینا بیگم نام زوجہ محمد عباس رفعت مرحوم جو محمد

ابوالقاسم مختشم سلمہ مولف تذکرہ اختر تابان کی والدہ ماجدہ تھی۔ ارد

بیشتر فارسی کثر کہتی تھی:

ستر گردم کجا بولے تو امروز؟

ماہ نوہر کسین بندہ برخ آغاہ

دشاو۔ خاتون دختر امیر علی جلایر نظم و نثر کے نکات سے ماہر کو

اختر تابان والدہ آقا بیگم تذکرہ گلشن ناز سے ملحقہ خیال کرتا ہے یہی

نزدیک ہی ہے۔ کیونکہ یہ شعر اسکے نام پر لکھنا میرے دعوے کو قوت

کرتا ہے۔ شکے کہ سر ۱۰۰۰۰ بخیر دوسرا شعر اسکے نام پر اس کتاب میں

یہ لکھا گیا ہے:

صل شد از غم بہر شکل کہ مراد دل بود

جز غم عشق کہ حل کردن آن مشکل بود

جھانی

حالی

خجالی

حسینہ

دشاو

نور

دولت۔ مخلص بی بی دولت نام سمرقندی نابینا امیر تیمور کے وقت میں ہوئی تھی۔ مذکور ہے کہ جب امیر نے اس شہر کو تاخت تاراج کیا لشکری لوٹ کا مال اس بیچاری کے سر پر رکھوا کر لائے۔ یہ آواز بیلن شعر خوانی کرتی چلی آتی تھی۔ اتفاقاً امیر صاحب قیصر نے اس کا شعر لاحقہ سنکر سکو طلعہ پایا اور ارشاد کیا کہ تیرا نام کیا ہے اس نے جواب دیا کہ دولت حیضو نے ارشاد کیا کیا دولت اندی ہے وہ اس حاضر جواب نے یہ ہرٹل کہا کہ۔ اگر اندی نہ ہوتی تو لنگڑے کے ہاتھ کیونکر آتی۔ شاہ فیجاہ نے یہ لطیف نہایت پسند کیا۔ بہر کیف ہ شعر یہ ہے +

دین نمر لنگ چو اسپن باد

آتش در شہر سمرقند باد

رابعہ۔ اصفہانی کے دو شعر نظر آشنا ہوئے + ازاںجا است

دعوت آنت بر تو کہ (ایزدت عاشق کناد

بریکے لسلگین و دل مہر ان) چون خوشستن

رابعہ۔ بلخی شیرازیہ معصرو دکی۔ بکناش نام غلام پر مرقی تھی۔ چنانچہ اسی بار میں اپنے بھائی عارث نامی کے ہاتھ سے ماری لگی۔ فارسی بلکہ عربی شعر بھی اچھے کہتی تھی۔ جسکی یہ بانگی ہے +

بنفشہ لکر دین تر سا گرفت

چو ربیان شد اندر لباس کبود

تنبیہ۔ ہاں ناظرین باتملکین سامعین تحقیق کریں یہ مقام میرے آئینہ کا پورا گواہ ہے۔ جو گلشن آرز کے شروع پر لکھ آیا ہوں کہ۔ مردوں کے ساتھ ہی ساتھ عورتوں کی شعر گوئی بھی شروع ہوئی ہے۔ کیا معنی جیسا بعض کا اعتقاد ہے کہ۔ رودکی ہی سے فارسی کی شعر گوئی کا اختراع ہے ویسوی دیکھ لو کہ اسکے زمانہ میں یہ شاعرہ موجود تھی +

زبدہ

اے جان جهان! جهان ناخوش بنیو | بغداد پریشان و شوش بے تو
 رفتی تو دامن بنیو ماندم فریاد | تو در خاکِ دامن در آتش بے تو
 ز لعلِ خاتمِ زود صبحِ تنوعِ بخشِ طمانِ ترکِ جنگِ اہلِ مینِ مہنونِ ہوئی۔ اسکی
 ایک قنوی قصہ رانی دوس خوب ہے۔ جب کایہ شعر اختر تابان سے لکھا گیا جو نہایت
 مرغوب ہے + + + + +
 چون نباشی تو شہر یروا و باش | ہر دو چشم تو جوان شیرِ فزلِ باش
 ز ہر ۵۔ لکھنوی خواہر مشتری شاکر دھنس جبکا احوال چمن انداز میں مشرح
 درج ہے۔ فارسی میں یوں سخن سرا ہے + + + + +
 ہے ہے چہ چہیاست کہ در پیشِ مردان | پروانہ را بیزم بغلگیر کرد شمع
 زینت۔ تخلص زینت النبا بیکم نام خواہر زیب است کا ہے۔ یہ ہی
 بانی زینت المصابہ کی ہے جو اسکے محسن میں کوٹہ ہووے شیعہ اسکے مرار کند ہے
 ہونس مادر کی فضل خدا تہا لبس | سایہ ازاں بر محبتِ قبر پوش لبس
 سیمہ بیکم زود جبہ سیم خان خانان کا یہ مطلع ہاتھ آیا ہے +
 کاکلت راگز رستی رشتہ جان گفتہ | مست بودم زمین سببِ فشانِ گنہ
 سید بیکم سیدانی جرجانی مہولِ محال کا یہ شعر بہادر طبیب حضرت فتنہ لکھنوی +
 مراد دیست در دلِ بقیر از بیمِ یا خود | چہ گویم پیشِ بیدردان زور و بقیر خود
 تعلیمہ ان اے ناظرانِ باغ و شانِ ملاحظہ فرمائی کہ۔ یہ وہی جرجانی صبا
 دیوان ہے جسکا تخلص ملکہ گلشن ناز میں لکھا گیا ہے۔ اور یہ شعر۔
 دے دارم بہ پہاؤ بقیر از جبر یا خود۔ الخ مرع دیگر اشعار کے
 وہاں موجود ہے۔ یعنی پوری غزل اسکی نقل ہوئی ہے۔ پر جناب حکیم
 فصیح الدین جسکا بیخ کی تحقیقات کو ملاحظہ فرمائیے کہ کس کی لہ کی ہے۔ میں نے انھیں

نثر

نثر

نثر

صرف اس بات کے ظاہر کر نیکی ہی یہ دو چار سطریں سپاہ کی بین انگلیں
 شاہجہان - تخلص نواب شاہجہان بیگم صاحبہ الی بہو پتال کا ہے آپ دو
 زبان کے اشعار میں شیریں تخلص فرماتی ہیں - حضور کی دارالریاست میں نیوٹو
 فارسی شاعر دن کے پانچ تہ ذکر سے نئے تالیف ہو کر توجہی ہیں - شمع انجمن -
 نگارستان سخن - صبح گلشن - روز روشن اور اختر تابان - نسخہ آخری میں
 صرف عورتوں ہی کا کلام ہے - جو بنہ کی نظر سے بھی گزرا ہے - اور مسیکی
 بدولت یہ نکالہ کامل ہوا ہے - کتاب موصوفین بہت کلام فیض انعام سرکار
 دولت دار کا مندرجہ میں تیر کا یہ شعر زیب صفحہ کرتا ہوں +

اے چرخ! چہ کردی بہ لیماں سکندرا
 کز تو موس عیش بویشا ہجہان را
 شاہی - گیلانی ناحشہ کا فوش کلام اختر تابان میں موجود ہے بندہ اسل
 تحریر سے معذور ہے +
 شرم - اختر تابان کے مولف جسا کا یہ اعتقاد ہے کہ - یہ کوئی زندگی ہا
 زبان اردو کی صاحب یوان ہے میرا یہ گمان ہے کہ - یہ شاعر پاکدامن حکیم
 قمر الدین کی بیٹی متذکرہ عین انداز ہے - ہوالد عالم بالصلو اب +

نامتشہر و خوش گلفام است
 چشم بادام و دوز لعلش دامت
 شیریں - تخلص بیگانام جو اردو زبان کا صاحب یوان ہے - اسکی نوغزین
 فارسی زبان کی مجھے ملی ہیں - جو اسنے خوب کہی ہیں - اگر یہ کلام اسی کا ہو
 تو بہت ہی اچھا ہے - اسکے کلام سے یہ بھی تراوش کرتا ہے کہ - اسکا مذہب
 شیعوہ ہے - بہر کیف لکھنؤ میں یہ شاہد بازار غنیمت ہے - جسکی اپنی طبیعت +

زینکان مر مر ا شمار	من آنم کہ من دا نم
طریق حسن ملن بگزار	من آنم کہ من دا نم

اسیر نفس عذارم انیم کاذب بدین گفتار رہ نخوت نے پویم خراب وزشت بد کردار اگر خلفم کند تحسیر بحکوت خالی از اغیار	گنہگار و خطا دارم من آنم کہ من دانم ہمی ہر بار میگویم من آنم کہ من دانم نکردم شادانے شیرین من آنم کہ من دانم
صراحی تخلص محترم لطف خانم فخر میر علی اکبر شہیدی رومیہ میر تقی شاہ شیخ ملا ہجو	قبح را ہدم خود ساز و خالی کن بوجہ
فاطمہ تخلص کسی شاعرہ بکات علوم کی ماہرہ ذرا سانیہ کی پیر رباعی پسندیدہ باتہ آئی ہے دو بان چہ	بے وصل تولدت جوانی نایاب مانند حجاب زندگانی نایاب
فاطمہ تخلص بی بی فاطمہ سام نام دہلوی قدس سرہ حلیقہ الاولیاء ربوہ معنی غلام سرور صاحب موری میں اس عورت صاحبہ قالعہ عارفہ کا ملکہ کا یہ کلام نصیحت انصاف نظر آ رہا۔ جو یاران معنی طلب کی سنایا گیا۔ اور پارسا موصوفہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ علیہ سے پہلے گزری ہے۔ چھہ سو تینتالیس نبوی میں اسکی وفات لکھی ہے چہ	ہم عشق طلب کنی وہ جان خواہ ہر دو طلبی دے میسر نشود
فصیحہ۔ خانم ہراتی شاہ عباس قاضی کے زمانہ میں حبیب اللہ نزل صفہائی سے نکاح کر کے شاہ کیوقت ہند میں آسوداگری کرتے کرتے مر گئی یہ کلام روز گیکہ بھوان وصل مہمان کشتہ	شرمندہ زارتظار ہجران کشتہ

حلی

فاطمہ

فاطمہ

فصیحہ

زان چشمہ حیوان کہ کشیدم آبے | از زندگی خویش پشیمان کشم

قوت العین - زرین تاج اُم سلمہ حلیفہ بابۃ مختار مذب بابی - میرزا

محمد صالح ایرانی مجتہد کی بیٹی علمین طاق صاحب دیوان ہونی سے مشہور آفاقہ

تھی یہ مطلع اسکے دیوان کا ہے +

لمعات و جہک اشرف تبقاع طلق | زہر وہ است بر کم تر نی نرن کبر

کاملہ بیگم دہلوی پاکدامنہ اکبر شاہ کے زمانہ میں تھی جس نے فیضی کے مرثیے

میں کہا ہے +

فیضی بخورین غم کہ دولت تنگی کرد | بیاپائے امید عمر تو لنگے کرد

میخواست کہ مرغ روح بند رخ دوست | زین واسطہ از نفس تن آہنگی کرد

کنیز قاطمہ - والدہ شاہ سلیمان کابلی کا یہ شعر نظر آیا ہے +

سزد کہ فخر بزد آسمان بدو | کنیز قاطمہ مادر سلیمان

لوکب - تخلص ستارہ بانو نام نیک انجام - دختر مصلح الدین سعدی شیراز

کا یہ مطلع اہتہ آیا +

عشق بازان اردو سے قبلہ آن کو نید | کہ بجای احباب اس روش نماید رو کنید

کلبان - بیگم دختر بارشاہ بادشاہ ہن کا یہ شعر ہے +

ہر بریر دے گئے - اوبا عاشق خود بیا | تو یقین میدان کہ بیج انعر بر خورد از

کلیہ - بیگم شاعرہ مہرودہ بالاکلی ہمیشہ یوں سخن میرا تھی +

بچہ کہ آن شوق گل خضار ہے اغیار - راست بچہ است آنکہ در عالم گل بجای است

گلشن - اس شاعرہ مجہول الحال کی یہ مقال ہے +

بحیال قدر عنائی تو امیر میرت گل | سحر ہے ست کہ از سید گلشن برت

ماہ - یا ماہ لقا - جسکو تخلص چنار چمن انداز میں زبان اردو کا پہلا

قوت العین

کاملہ

کنیز قاطمہ

لوکب

کلبان

کلیہ

گلشن

ماہ

صاحب یوان عورتو میں لکھا ہے۔ فارسی زبان میں یون گوہر زیر تھی +

کہ ان لفظ کت بر غلامی پان را	ق	کن باز کہ آن روز باز خواہ منست
کمی ویشی اگر باشت آن گناہ منست		

ماہی - خواہر ملائری کے نام پر اختر تابان میں ہی شعر لکھا گیا ہے۔ جو بندہ
آقا یکا کے نام پر لکھا ہے۔ یعنی - اشکے کہ سر... الم و دیکھو دلش آد کا ذکر بحر جہاں
محترم - تخلص اختر ملا علی مشہدی زوجہ میر مرتضیٰ ارتمانی - یہ دی شاعرہ ہے
جو کہ تخلص صراحی اوپر لکھ دیا مہون بعض نے اسکو اس تخلص سے بھی لکھا ہے -
مگر وہی صحیح معلوم ہوتا ہے +

نقطہ از کلام قضا در انتخاب فتادہ	نست
----------------------------------	-----

فخر و مہ - یزد کی پردہ نشین عصمت کا یہ کلام محبت التیام ہے +

شب عہدہ با محبت ہجران کردم	با او دل و جان دست گیر بیان کردم
چون دیدم آرزو سے خلاصی مشکل	جان دادم و کار بر خود

مدینہ - مغلائی کے نام سے یہ شعر ریاض قصایہ میں مرقوم ہے +

ہمتی کہ - بہد زین - گر بہ پشت سمند	ہزار ہمنام
امیر عظم و لقمان خردار سطو جاہ	کہ نام نہاد

مستورہ - تخلص شرف نامی گردستانی پاک اندہ
نے تخلص ہجرین قاپائی - اختر تابان الدکوہ
کرامت مطبوعہ ملتان سے ماہ آئی - یارو نے بھی
کی یہ ہی سخن سرائی +

پیش بالا سے بلندت بچان شیرم	سرو پوشید بخود کسوت کوتاہی را
می سوخم می نالم سیو تہ ہجرت	رسمے بدل جانم دست من امانت
دل خستہ و مخروم از زکس بہارت	سرگشتہ و مخروم از زلف پریشانست
لطیف مرزا امان اللہ بیگ شیرازی کی بیوی یون سخن سراہتی *	

مگر آن سرو چمان سوچمن می آید	کز چین ایچہ مشک ختن می آید
شوخی عاشق کش من اینہمہ بیاک مبار	کہ ہنوز از لب تو بوسے لب من می آید

نہانی - اصفہانی - آتون خاتون سلطان حسین مرزا یون گویاہتی *	از سر و طرف در طلبم زلف نگارت
ہما - افراسیاب بیگان ترک جنگ کی بیٹی کا یہ شعر ملا ہے *	در نہ ہب سبجہ دز نار نہ باشد

ز خونم چہرہ قاتل جوا نشان وقت و بختم	رخسایا سادہ قران بود از خونم ترجم
--------------------------------------	-----------------------------------

یاسمین بوہمر اعسکری اور اصفانی میرزا احمدی باقبال شیرازی کی تھی۔ جب سکا شوم گلبرگہ واقعہ دکن میں مر گیا۔ تو یہ کسی میر کے ہمراہ دہلی میں آئی۔ یہ بھی علاوہ ملک - نسخ - شفیہ اور نستعلیق خطوط خوب لکھتی تھی۔ یہ اسکی مہ کی نشانی رہی *

اچہ معنی دار دہ	صورت میش چہ معنی دار دہ
ن بہ ادا	اے ستم کیش اچہ معنی دار دہ

ہمگر (پیونا کنندہ) شیرازی کی بیوی نہایت کریمہ بہ مصرعہ کھا *

دلیل و نہار سے بودہ	البتہ مجھ سے پہلے ہوا ہے مگر تجھ سے پہلے سرگشتہ
---------------------	---

نظر

بہانی

اما

یا مین

ہوالنادر

چمن انداز

یعنی حراۃ خیالی نامی تذکرہ النساء نادری کا دوسرا حصہ چمن
زبان اردو کی شاعرون کا ذکر ہے

مولفہ

عجز بنیاد و رگ پر شاو کھتری دہلوی پشتر سرشتہ تعلیم ممالک
پنجاب جسکی تضیف و تالیف کتب فیل پہلے چیکر شایع ہوئی ہیں
مطلع الحجاب - نکات الاحباب - مسلم المبتدی - شجرہ خاندان
تیموریہ - گلدستہ اخلاق یعنی ناصریکا خلاصہ مع ترجمہ فرہنگ
تشریح طالع نامہ - رسالہ شطرنج - مختصر قصہ ممتاز - قصہ ہمدان
ترجمہ رسالہ نحو فارسی مع ترجمہ سالہ کافی در علم قوانی - خیر العلوم
فی منطقات المنطوم - اوریہ سی تذکرہ جو پہلے حصہ چیا تھا
اب مکرر مکملہ کی تکمیل اور ضمیمہ کی ایزادی سے مجموعتاً ۱۸۸۳ء کو

پڑہلی کراچی محل المطابع میں شید فخر الدین مہتمم کراچیا پڑھیا

چمن پیرائی قلم معجز بیان بتیو حالات چینی نسوان کو

تمہید

اللہ اللہ وہ ذات جامع الصفات کیا سبب اسباب ہے جس کا وصف کیا پایا
عشر عشر بھی زبان قلم و لسان کا ادا نہیں ہو سکتا۔ مینے پہلے حصہ میں لکھ دیا
تھا کہ چین کی مستورات کے حالات میں کوئی کتاب اردو زبان میں موجود نہیں
ہے ورنہ انکا احوال بھی لکھتا۔ اب اس کتاب کے چھتے چھتے اودہ اخبار مطبوعہ
۴۔ ستمبر ۱۳۱۷ء میں ایک مضمون مفید طلب مل گیا۔ جس کا مدعا ہے کہ چین میں
ایک کتاب مسمیٰ بہ توشن یعنی ہدایت نسوان مروج ہے۔ جس کے بموجب
بجوابی عمل درآمد ہوتا ہے۔

اس کے چند قاعدوں کا ترجمہ جو نہایت مفید و بکار آمد ہر شہر دیا راور ہر قوم ملت
رونگار ہے۔ ہدیہ ناظرین با تمکین کیا جاتا ہے۔

الباب خلاصہ توشن عنی ہدایت النسوان

اگر کیوں کو لازم ہے کہ۔ بڑی بھائیوں اور بہنوں کو بچاے والدین کے سمجھیں۔
بزرگوں کو صبح شام سلام کریں۔ ہمیشہ انکی رضا جو میں۔ اگر وہ ناراض ہو کر کچھ کہیں
تو سچہ بھکا کر سنیں اور جواب نڈیں۔ بلکہ آئندہ اس سے دست بردار ہوں جو ناراضگی کا باعث
لکھنے پڑھنے میں کوشش کریں۔ متقدمین کی تصنیفیں دیکھیں۔ مگر وہ کتابیں نہ لکھیں
جنہیں عشقہ مضامین ہوں۔ حساب کیا سیکھنا ایک ضروری ہے۔ ورنہ مصارف
خانگی کی نو تنخواذ میں محتاج رہیں گی۔ یہ جو ہر ذاتی پیدا کریں۔ نرم گوئی۔ کم گوئی
یک خلقی۔ آہستہ و می تعمیل ارشاد بزرگان۔ جو باتیں آگے بتائی جاتی ہیں انکا

ترک کرنا لازم جانیں۔ سخت کلامی۔ ترش زبانی۔ بیباکی۔ عدول علمی۔ اور
 جو اب یہی حکم دالیاں جو جب لڑکیوں کی شادی ہو جائے تو انہیں والدین کی یاد
 فراموش نہ کرنی چاہئے۔ بلکہ خاوند سے اجازت لیکر گاہے گاہے انکی خدمت میں
 حاضر ہوا کریں۔ ساس سسر کی تعظیم بھی مثل والدین کریں۔ فروتنی کی عادت
 پیدا کریں۔ بزرگوں کی اطاعت فرض جانیں۔ تلون مزاجی سے باز رہیں۔
 رستہ چلتے پیچھے پھر پھر کر دیکھیں۔ جب گھر میں مرد آئیں۔ مستورات کو حلیہ
 مکالمہ ہو جانا ضرور ہے۔ مردوں کی طرف حسرت حیرت کی نگاہ سے دیکھنا برا
 دستور ہے۔ بلکہ جو لگائی مرد کی جانب آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے وہ بڑی ذی شعور
 مستورات کو لازم ہے کہ مندروں میں نجائیں۔ حقہ مار کر نہ نہیں۔ سادی وضع
 کا لباس رکھیں۔ بیش قیمت زیور کی طرح نہ کریں۔ جو نہ ہر وقت ہر
 بیوہ عورت اپنی ہیئت کو ایسا تبدیل کرے کہ بالکل خاکسار ہو جائے حتیٰ کہ
 لوگوں کو اسکی صورت سے نفرت ہو کرے جو بطرح لڑکیوں کو والدین اور
 بھائیوں کی اطاعت اور جوانوں کو خاوند کی فرمانبرداری و متابعت فرض
 اسبطرح ضعیفہ کو اپنے فرزند ارجمند کی رضا جوئی مقدم ہے۔

ترغیب تعلیم نسوان بہ اہل ہند

دیکھو چین کی دلالت میں بھی کیا عمدہ قاعدہ مستورات لئے مقرر ہیں۔ کہو انکی
 پابندی سے کیا عمدہ نتجہ نکلتا ہوگا۔ اگر ہمارے دیہی بھائی بھی اسپر غور فرمائیں
 اور تعلیم نسوان کی ترقی میں کوشش کریں تو کیا اچھی بات ہوگی۔
 دیکھو جو قوت ہنر و دھن کا دور دورہ تھا اسوقت اسکی کس قدر ترقی تھی جبکہ
 حال بھوج پر بندہ وغیرہ سے پہلے حصہ میں لکھا گیا۔ پھر مسلمانوں کی حملہ آوری

نے اس سرشت کو معدوم کر دیا۔ زان بعد سرکار انگلشیہ کے ظل حمایت میں
 کپتنی بہادر کا عہدہ ہوا تو تعلیم کا سلسلہ بھی کھلا۔ غرض شیع کے بعد جو حضور
 ملکہ معظمہ کو یمن کوئیہ زاد اللہ سلطنتہا نے ہندوستان جنت نشان کی باگ
 حکومت دست مبارک میں سنبھالی۔ اس محکمہ نے زیادہ رونق پائی۔ اب جو
 حکیم خوری شیع سے حضور محمد و مہدی بن مریم دوران فرمانروائی انگلستان
 و ہندوستان اپنے سال جلوس کے اتالیسویں برس میں شاہنشاہی کا خطاب منظر
 فرمایا ہے۔ تو یقیناً اٹھ ہے کہ اس ملک کی بہبودی کے واسطے تعلیم کی طرف زیادہ توجہ

یادگار قیصری کا اہتمام ہے مدعا اصلی پر جانیکا انتظام

اگرچہ اس مقام پر دل عقیدت منزل تو چاہتا تھا کہ تاریخ مذکور الصدر کو
 چار دربار دربار دہلی میں نواب محل القاب حضور و یسر کے صاحب درگوزر جز
 ہر یعنی امیر کبیر پور و یمن صاحب در زاد اللہ شرفا نے۔ بخسوری جملہ اہلکار
 ذی شان و لواہان رفیع المکان مع والیان قریب جوار ہندوستان منعقد
 فرمایا تھا۔ اسکا مفصل حال ابتدا سے انتہا تک قلم بند ہو۔ لیکن پھر جو خیال
 کیا کہ اسکی تحریر کو تو ایک دفتر کا دفتر چاہئے۔ اگر تو صرف معاملات چشم دید
 لکھے تو بھی سو جز کا غرض کم میں نہ سمائیں۔ چنانچہ دس ہون میں بیس جزوں
 کی کئی کتابیں اس بیان میں شایع ہو گئی ہیں۔ مگر اُنکے دیکھنے سے طبیعت میں
 نہیں ہوتی۔ کیونکہ کہ انہیں نہایت اختصار ہر ایک بیان میں کیا گیا ہے۔ پس
 اسکے بیان میں اپنا مطلب بجا لگا۔ اسی واسطے ان چند سطروں ہی کو یادگار دربار
 قیصری جسکا نظیر پیر فلک نے بھی شاید بنکٹ لکھا ہوگا۔ سمجھکر مدعا کار میں آمادہ ہو

شعر اے کار ساز قبلہ جاما کا
دیگر گر خطاے رفتہ باشد در کتاب
آغاز کردہ ام تو رسائی بانتہا
قاریا بر من مکن نظر غتاب

زمرہ سرائی خامہ ہزار دہستان بہ تو سر اشعار شاعرات اردو زبان

واقعہ لای علوم پرانے ناظرین باعروضان ہو کہ۔ ہندی کے حروف بھی کل زبان
ہیں۔ انرا بجملاً بالاتفاق تین حروف خاص شکرت کے ہیں۔ اور دو یعنی لری
لری بھی بجا لکھا میں بہت ہی کم آتے ہیں۔ دس حرف مرکب ہیں۔ تین یعنی
نون چار طرح کا ہوتا ہے۔ مگر اردو فارسی میں ایک ہی آتا ہے
پس اٹھارہ حرف گویا اردو میں نہیں بولے۔

جاتے۔ باقی چونتیس حرف ہندی اردو زبان میں اشتراک کھتی ہیں۔ ان
اردو میں تیس تین حرف ہیں اور ہندی میں صرف ایک سٹا۔ اسی
سبب اس حصہ میں چھتیس یعنی مناسب معلوم ہو گئیں۔ مگر ایسا تخلص
یا نام کسی عہد کا نہیں ملا۔ جس کا سہ حرف ترا مشعلہ ہندی ہو۔ پس چونتیس دیفون
پراس سالہ کو محدود کیا جو

بندہ نے بخوف طوالت شاعران کا حال نہایت ہی اختصار سے لکھا
پہلے مسوہ میں بہت طویل طویل تھا۔ اسکو فضول سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اس پر بھی
اُس واحد لاشریک کی عنایت پختہ کی کہ کتاب جواب اس قدر ضخیم ہو گئی
ہے کہ۔ آج تک اس قدر بیان میں کوئی رسالہ نظر نہیں آیا۔ بلکہ فارسی گو
مستورات کا تذکرہ جواہر العجائب اور اردو فارسی گویوں کا ملا جلا بہارستان نامہ
ہی چھپا ہے۔ مگر یہ دونوں سے کئی حصہ بڑھا ہوا ہے۔ ان اب اگر کوئی اور

خمسی اختر و نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ پر قربان ہوں اے ہاشمی و مطلبی !
کہ ہے مشہور دو عالم تیری عالی نسب
دیکھ رتبہ کو ترے شوکتِ افلاکِ بلی
مرحبا سید کی مدنی العسری

دل جان باوقدایت کہ عجب خوش لقی

وہ تزا نور ہے ماہِ فلکِ مہرِ کرم
تیرے جلوہ سے منور ہو دو عالم
تابِ یوسف کو کہاں ہے کہ تیری دیکھو قدم
ہن بیدلِ جمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ عالست بدین بوالعجبی

واہ کیا درجہ کیا شان ہو۔ او کیا رتبہ
خالقِ ارض و سما خود ہر تزا مدح سرا
انبیاء کہتے ہیں سب صلی علی صلی علی
نسبتِ نیست بذاتِ نبوتی آدم را

برزخِ آزاد دم و عالم توجہ عالی سببی

تو ہر مشیاں کرم اور سحابِ اکرام
بھرو یا موتیوں سے دامنِ امیرانام
بار آور ترے باعثِ ہر نخلِ اسلام
نخلِستانِ مدینہ ز تو سرسبز رام

زان شدہ شہرہ آفاق بشیر بن طہی

سب سے پہلے کیا پیرِ اہلِ ہند نے نور
پردہ ذاتِ میں اُس نور کو رکھنا سنو
اور اُس نور کا انہار مہجیبِ منظور
ذاتِ یاک تو درینِ فاعلِ بکر ذہ

زان سببِ قرآنِ بزبانِ عربی

ہے تیری نور سی پھر نور میں درشت
گلشنِ چرخِ تیری ہی سے نکلاشت
تیری ہی دلوں میں خاص جہاتِ ہشت
شبِ معراجِ عروج تو ذافلاکِ گزشت

بمقامی کہ رسیدی زرسدِ بیچ بنی

قدسیانِ انجیلِ کجھا تی تیری زبرد قدم
خاکِ تیری ہی ہے سمرۂ چشمِ عالم

نہایت خود بست کردم بس شغل	بخش جو مری تقصیر پر ارشاد ام
نام نہ نسبت بسک کی تو خود مراد	
اور نہ بن آئیگی اے برکتم کوئی بھی با ماہر تہنہ لبخیم توئی آبجیات	سختی خشر سر گھلڑنگی جب حملوات انیا شے کہو گئے کہ اے برجات
لطفت فرما کہ - زحید گزرو تہنہ لبی	
یا وفاق میں یہ صفت ہوئی میں ہم چشم رحمت بکشا سوسن انداز نظر	ہو گئی ابو لعب میں مری عمر بسر گھستی ہوں ناصیہ عجز کو تیری در پر
اے قریشی لقبی نامی مطلبی !	
اے بچو کی نہیں سو جھتی تدبیر کوئی سیدی انت جیسی طبعی قلبی !	در عصیان سب سے میرا دلی عرض اختر کی بھی کسی کی طرح جی رہی
آمدہ سو تو قسی پے در مان طلبی	
اختر کے متفرق اشعار پسندیدہ عاشق ار	
سری غائب ہوا جمین کہ ترا سوا ہوتا لہجہ سنے اسکا بھی جھگڑا مٹا دیا انکا تھا کھیل خاک میں ہکو ملا دیا غیروں نے آج اُنکے تئیں کچھ شعلہ اختر تہا سے دل ہی سے ہکو ملا دیا مگر سے ادھر مگر سے ادھر دل نکلا	آستان پر تری پیشانی کو گھستو گھستے اک آہ شعلہ سے دلو جلا دیا لکھ کر جو میرا نام زمین پر مٹا دیا خطے کے نامہ بر سے جو لکڑی اڑا دیا تقصیر کی نہ قصور عدو سے کچھ بیخ نگاہ یار کا دونویہ واسے
اسیر غلصہ مسماۃ امیر بیگم نام کا - جوشاہ فخر الدین احمد صاحب دہلوی کے سلسلہ شاگردی میں اسیر بیگمات چغتائی کے زمرہ میں امیر بدیعہ کو منظر حاضر ہوا	اسیر غلصہ مسماۃ امیر بیگم نام کا - جوشاہ فخر الدین احمد صاحب دہلوی کے سلسلہ شاگردی میں اسیر بیگمات چغتائی کے زمرہ میں امیر بدیعہ کو منظر حاضر ہوا

خوش تقریر ہے۔ ایک روز میرے کسی جہان نے اس شاعر کو یہ صبح سنایا جو بیقراری
قرار ہے اپنا، اس لطیفہ گو نے فوراً پیش مصرعہ ہم سنچایا۔ بلکہ ایک بیت اور اس میں شامل
کردی جو وہو ہذا جو

عشق دارو دار ہے اپنا	بیقراری قرار ہے اپنا
خاک میں مل گئی جو حبیبہ اسیر	اُنکے دل میں غبار ہے اپنا

اشک تخلص کسی شہزادی کا ہے جسکا دہلی مقام ہے۔ اور اس طرز کا کلام ہے جو

نہ بوس دینا آتا ہے نہ دل بہلانا آتا ہے	تجھے اے کافر ترسا فقط ترسانا آتا ہے
کسی عاشق کا بیشک استخوان ہی میں خانو نکا	کہ شانہ تیرے رخ نگ انتاب کیا کا آتا ہے

امراؤ جان تخلص بام خود کوئی لکھنؤ کی شاہ بازار سی سطر حیر کرتی ہے جو

اگر تجھ کو سر کا کل خمدار نہ ہوتا	تو میں یوں بلاؤ نہیں گرفتار نہ ہوتا
پلاؤ سا قیاز و رون پہ ہر عالم جوانی کا	الگا دے خم میرے منہ سے شراب غوانی کا
انقابت کو مری طاقتی مجھ پر دلاتی ہے	ہنسنا ہے ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا
یہ دل جیسے کہ فلو تھانہ اُس آئینہ رو کا ہے	ملے دیدہ حیلن کو عہدہ یا سپانی کا
اھراؤ کیا کہوں کہ شب عبرتیش عسم	چھتار باہراک رگ جانین تحریک

امراؤ تخلص حسینی بیگم نام کسی پردہ نشین دہلوی کا کلام ہے جو

باغ عالم میں چھڑا تھا اگر نپوں سی	پہلے ہی سبزہ یگانہ بنایا ہوتا
اگر چہ منظور نہ تھی خانہ نشینی میری	تو مجھے سا کر دیرانہ بنایا ہوتا

امراؤ جان نبت امیر جان معروف بہ علی بخش دہلی۔ شاہ بازار سی۔ دہلی کی مشہور

ڈیرہ دار ہے۔ اٹھتی جوانی تیری جو بن کی بہار ہے۔ کہتے ہیں اسکی یہ طرز گفتا ہے جو

اے امراؤ دن ترے اچھے	دن بدن مفلسی جو گھٹتی ہے
----------------------	--------------------------

امیر جان متذکرہ بالا کے نام کا یہ شعر گوش آشنایا ہے جو

لے صاحب بہار ہے جو میری مدح ملاحظہ فرمائی میں از سر نو بہادریاں لکھتا ہوں جو میری مدح ملاحظہ فرمائی میں از سر نو بہادریاں لکھتا ہوں

خنجر پھیر لیا۔ یوں زندگی کا قصہ پاک کیا۔ گمراہ سے جذبہ عشق کہ۔ دل بہت ہی مسجانی
کو دوڑا۔ مگر خوشی اہل بیت سے بہ بہانہ دیوانگی گھیر لیا۔ ناگزیر اپنے مفتون کا خیال شعر پڑھنے لگی کسی
دل ناغیب کی تسلی کرنے لگی

پرتھو نہیں ہو کوئی بھی ہمارے عشق کا | یارٹ نہ ہو سیکو یہ آزار عشق کا |

الغرض شاعرہ اُسی روز منوعات پر تائید ملی۔ اور چھ مہینے کے عرصہ میں اپنے محبوب
کی روح سے جا ملی۔ اس موقع پر نواب نجم الدولہ بیل الملک سدا اللہ خان بہادر نظام جنگ
تخلص غالب معروف بمیرزا نوشہ صاحب مرحوم مغفور کا فرمودہ کیا جس نے صادق آیا ہے

کی میری قتل کے بعد اُس نے جفا سوتوبہ | ہاں اُس و در پشیمان کا پشیمان مونا

انتباہ حضرت کے نام نامی سے یاد آگیا کہ انکی تاریخ وفات کسی شاعر نے بر گل
غالب بر گل غالب۔ نہایت عمدہ تجویز کی ہے۔ پچھان نے بھی دو تین عرض کی ہیں
وہ بھی اس موقع پر لکھتا ہوں

تاریخ وفات غالبؒ

اسد اللہ خان بہادر را | چون اجل پیش حق تعالیٰ ہوا
گفت نادار خود از سر اسوس | غالب بے مثال آہ برد

خیر کہتے ہیں کہ۔ بنوا شفقہ کے غم جرمین بعارضہ دق مبتلا ہوئی کیسے معالجہ سے افاتہ ہوا
تو اپنا دکھڑا یوں رویا ہوا

میں تپ غم سے جلوں۔ اور بکیریں بن کا علاج | ہر سو مجھ کو طبیعت نہ تھی۔ تو اسکا کیا علاج

الغرض یہ شعر اس کے مشہور ہیں۔ تذکروں میں مسطور ہیں

چھو کر محبو کہاں اُسے بت گمراہ چلا | تو چلا کیا کہ۔ دل بھی تیرا ہمراہ چلا

چھٹ گیا غم سے مرا کشتہ ابرو مر کر | اک چھری میرے گلے پر بھی مری آہ چلا

موت آتی ہر نے زیست کا بار محکو
تو نہیں ہے تو نہیں زیست گوار محکو
نہیں نخل بھی کم از بتر دار محکو
لیچے تنکو تو تو نے نہ پکار محکو
نفس آشفہ کو بر جھونے پھر نحا آگ سے
تس غم بھی جو ان مرگ کی کچھ کتھی

بہو معروف بہ ہو تکیم صاحبہ مرحومہ محل ناس نواٹ سٹ علیا نصاب بہادر مغفور
ناظم الی امپوریوں گوہر نشان ہیں سبحان اللہ کیا شیرین زبان میں ۵

شب بزم ملاقات میں بہت یہ چاہا
نازک ہر نہ دب جے کہیں تار نظر سے

بیکم اس شخص کی تین شاخراؤں کا کلام اس وقت پیش نظر ہے۔ جو بالتفصیل اردو
کی تذکرے۔ اول میر محمد تقی کی بیٹی لکھنوی یون سن ہے۔ اللہ اللہ کلب و لہجہ گوہر گوہر

برسون سر کیس میں گرفتار تو رکھا
لو کہتے ہو کیا تھے ہمیں مار تو رکھا
کچھ بے ادبی ہونے کی یاد دہشت بھر
ہاں یار کے رخسار پہ خارا تو رکھا
اتنا بھی غنیمت تیری طرف سے تھا
طہر کی رکھی وزن دیوار تو رکھا
وہ فوج کرے یا ناکر غم نہیں سکا
سہہ ہے تیرے خیر و خوار تو رکھا
اس عشق کی بستی میں تھکے ہو گئے
ہر وقت مجھے مرنے پہ تیار تو رکھا

دوم تارا بیکم محبول الحال کی یہ مقال ہے۔ صاف صاف بول چال ہے ۵

یوں میل میں چھپا تا ہر تو میرے یار پیٹ
کھتا ہے سو بہا کی یہ ایک بہا پیٹ
سوم شک محل پنجابن جو واحد علی شاہ صاحب بہادر کے متاع میں ہے۔ اور
ہم کو اب خیر کا کلمہ میں تھی ہے۔ یوں ختی کا دھنگ دکھاتی ہے ۵

نہیں بھگو دیر ہے کھانا تھارا
نہیں بھگی کھانا تھارا

میر انکھی چوٹی کی لیتی خبر ہو سوا بال بیجا جو مرزا ہمارا	یہ احسان ہر سر پر دو گانا تھا ہلا تو پھر سنگ ہزار شانہ تھا ہلا
گھر سہ گانہ کے دو گانہ مری ہمان گئی	میں آنکار و نہ لوٹی کہ مری جان گئی

پارسی کی رلیف

پارسا اسم با سہمی بنت کلان نواب میرزا تقی خان ہوڑا نیشاپوری لکھنؤی جنو اب
بہ صفت الدولہ بہادر مرحوم کے عزیزوں میں تھے۔ اور اپنے نزدیک بڑے صاحب
تمیز و زمین تھے۔ میرزا موصوف کی ایک عجیب غریب بات مشہور ہے۔ جو کتا بون میں
بھی مسطور ہے۔ اپنے اس خیال خام سے اس صاحب محمت کی شادی کتھالی کی لگی
کہ کسی کو اپنا داماد بنانا باعث تنگ ہر سر کہلائیے دل تنگ ہر فرسوس نہ سمجھ کر ہم
بھی تو کیسے داماد ہیں جسکے سبب نہایت دل شاد ہیں خیر یہ تو عرصہ کی بات ہے۔ اس
میں وہ لوگ جو محض معلوم اور جاہل مطلق تھے دختر کشی کو جائز سمجھتے تھے۔ اور اسی مسئلہ
کے معقد تھے۔ مگر میں اس سے بہت بڑھ کر ایک اور فقرہ سنانا ہوں۔ اور اہل
دنیا کی خود غرضی ظاہر کرتا ہوں۔ (روایت حیرت خیز حضرت انگیز)

ایک ہندو صاحب ایجنڈا ان فارسی ناگری خوان۔ ناظم و ناشر ہر دو زبان یعنی
فارسی و ہندی بلکہ اردو میں بھی صاحب یوان نے اپنی فرزند زینہ سعادتمند
کی شادی اس خیال سے نہیں کی کہ۔ مباد الزکا زن مرید ہو جائے۔ تو ہماری
ضعفی برباد جائے۔ سبحان اللہ! جل جلالہ۔ اس زمانہ میں بھی باوجودیکہ اس قدر
علم کی روشنی نے جہالت کی تاریکی کو دور کر دیا ہے۔ پھر بھی ایسے خود بین
خود مطلب۔ اس اور ناپاک دار میں جلوہ افروزیاں کرتے رہتے ہیں۔ آفرین ہر آنکے
وابستگان پر کہ وہ کس کس طرح تجاہل عارفانہ و دیدہ و دانستہ ان ظلموں کو سہتو

رستہ ہیں۔ اس حاصل ایسی لغویات سے مراد ان غارت ہو جاتا ہے۔ بزرگوں کا نام و نشان
مٹ جاتا ہے۔ کوئی نام لیا اور پانی دیوا نہیں رہتا۔ ہاں یہ قصہ ضرور یاد گار رہتا
رہتا ہے۔ و خیر بھی ان جھگڑوں کو چھوڑ کر پراسا کا کلام نیک فرجام سنو۔

تن صورت جابجا اور بگڑ گیا	یہ قصہ لا جواب جابجا اور بگڑ گیا
چلتا نہیں، ابلق ایام ایسا چل	اکثر یہ بد کا بنیا اور بگڑ گیا

پیشہ باز کے نام سے صرف ایک شعر کسی معنایت فرما رہا تھا۔ اور یہ ارشاد کیا تھا کہ
یہ شاہ بازار می غد سے پہلے سہا پو میں موجود تھی۔ اس کی حقیقت مفقود ہے۔ مگر اس کا شعر
لاحظا چھا ہے۔ مضمون نیا ہے۔ جو سننا ہے۔ عیش عیش کرتا ہے۔ جو دلدگدازی گھستا ہے۔
اس نازہ مضمون پر عیش کرتا ہے۔

گرتاں جالی کی پنین ہر جہان حسن	حسن کی فوج میں دیکھے یہ زرہ پوشے
--------------------------------	----------------------------------

تسلیہ اس کتاب کے اول دفعہ چھپنے کے بعد رامپور کا تذکرہ الشعر اور جو دیکھا گیا۔ تو معلوم
ہوا کہ یہ شعر عورت کا نہیں، بلکہ مولوی وجیہ الزمان خان حریق تخلص کا ہے۔

تہا قرشت مخی روایف

تسلی تخلص مناجان نام کرتال کی خانگی کا یہ قطع بہار میں دیکھا ہے۔
اگر تسلی نثر ادل چھین لیا ہے کہنے؟ ہاتھ سینہ پہ دھری گورین کیوں جاتی
تصویر اس گل اندام کے کلام سے لغز عین بی بیٹن گرم نوا ہے۔ یعنی صاحب
گلستان پیران کی زبان تصویر یہ حد۔

چل ہوا کھانا صبا اس دل لگیہ کو چھیڑ	کیا مزہ پائیگی تو غنچہ تصویر کو چھیڑ
خجست تباک رکھتی ہے یہ نا شیر مخونگی	کہ بن لیلی نہیں کھچتی کہیں تصویر کی

تسلیہ مخوان معنی رس کو ظاہر ہو کہ کتاب مذکورہ بالا حکیم میر تقی میر لدین صا
باکھن اکبر آبادی بجو تبت کرہ گلشن پیر چھیوئی ہے۔ جس کا تخلص جواب اب جواب سہی؟

یہ بگڑ گیا

تسلی

تصویر

ارمغانِ پنجانب شعرا و دہلی۔ میرزا ایک دست از چھپو کے حکیم صاحب کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ مگر اگر بادِ صمدِ بزمِ رخاست کا معاملہ پیش آیا چنانچہ اس رخسان کی تاریخ طبع یہ ہے:

طہر ہے بن آئینا کا بطن کو کیا جواب	حشی کا ہر کلام ز بس طرفہ بنیظیر
یہ جواب گلشنِ بخت کا جواب	بازوق داب طبع کی رودی لکھو میان

یہ غرض اس تحریر کا مطلب اس تقریر سے یہ ہو کہ شاید یہ شاعر حضرت باطن ہی صاحب کے فیضِ طاہر ہی باطنی حاصل کرتی ہوگی۔ چو آپ نے اسکی سکونتِ غیرہ کا بھی پتہ نہ لکھا۔

بقول حکیم موسیٰ انصاحب مرحوم:

باز پرسوں سے سرگرم کچھ داورِ مشرب	تبر رشکِ مہکامی ہرین گزارداد سے
-----------------------------------	---------------------------------

پہلے اس کلام پر التفات کی ہے۔ اس عالمِ تصویر کی کوئی نشانی نہیں ہے۔ شکلِ حال اسکی ہنگامِ نظارہ پردہ پوش۔ مصوٰطعِ صفو خیال پر جس سے ہمدون

تہا مشغلہ بندگی کی ردیف

ٹھٹھولی کسی جھول لاسمِ بلسکن کا شعر ہے جو اس شخص کا مصداق ہے۔ ٹھٹھول باز کے تھا یہ کل ٹھٹھولی سے کہ مان میں کہا اتر کے ڈولی سے

تہا مشغلہ کی ردیف

شریائے تخلص بڑی بیگم نام ز وجہ زاعیان مرحوم و ضیہ خورشاد دہلی۔ کا ہر جو خد کرید کسی اپنے عزیز کے پاس گرہ چلی گئی۔ بحالت بیوگی شاعری سے بھی تاب ہوگئی۔

نیک بختوں کا ایسا ہی شیوہ تھا ہر روز جزا ایسی ہی باتو نہیں مٹا اہلار ہتا ہے

بتا دین ہم تمہاری کمال شاہون کو کیا مجھے	سینکتی ہم اپنی یا سے کالی بلا سمجھے
جا بھر دیکھا اٹھا کر نیم بھل کر دیا اسکو	تری مڑگان کو ہم سو فاریکان سمجھے

تسا بارشہ اگرہ کا یہ شعر نظر آشنا ہے۔ وہی نذرِ مہبان با صفا ہے

زادہ توبہ کی جلدی کیا ہے	یہ بھی کر لیں گے جو صفت گل
--------------------------	----------------------------

جیم تازی کی ردیف

جان تخلص صاحبان نام فرخ آبادی مال بازاری کا ہے جو دہلی میں بھی آئی تھی۔
 موصوف گلدستہ نازنینان کے کسی دوست کی دوست ہی تھی۔ اسی شعر کی اصلاح لی۔
 پھر نہیں معلوم کہ۔ نغمہ خند لیب والہ یہ راگ نچل اور دراز قافین کہاں سے گاتا ہے
 اپنی کتاب کے مشاتون کو سناتا ہے۔ کہ ”یہ جان صاحبہ فیض آبادی ہے“ خایا س
 افتخار داری میں آزاد دی ہے۔ بہر کیف اس شاعرہ کی طرز تحریر یہ ہے۔

جان جاتی ہر دل ترستا ہے	جلد آ جاؤ منہ بہرستا ہے
حال جانبا ز یکا میں کس کہوں	جس کہتی ہوں وہی ہنستا ہے
جان دل پیستے ہیں ہم اپنا	ایک بوسہ پہ لیلو سستا ہے

جانی تخلص نیکم جان نام۔ نواب نمرالدین خان صاحب مرحوم کی دختر نیک تر کا تھا
 جو یکمات اودہ میں بہو بیگم کے خطاب کی سرفراہ تھی۔ اور سبے ممتاز تھی مشہور ہے کہ بجا
 بیماری آپکی عیادت کو ہمد م نامی خواجہ سدا آیا۔ آپ نے جو شعر سنایا۔

کیا پوچھتا ہے ہمد م ہاں جسم ناتوان کی
 رگ گ یہ پیش غم دے نہ لہاں کہاں کی

بہار میں ناکی نسبت ایک لطیف لکھا ہے جیمین یہ شعر درج ہے۔
 (تنبیہ تیسری دفعہ کی چھی ہوئی بہار میں یہ چٹک نہ لیں غ)

نہیں پکان پہ جو ہر نہ نامہ تیر لکھا
 اشارہ مثل کا میرے یہ کس تقصیر لکھا
 گرد و گل یہ شعر سودا کا ہے۔ اسی سبک میں وہ چٹک نہ لیں لکھا۔

بیان میں کس کو کروں جاگرا ب گلہ لکا	یہ لکا دل ہی میں ہو میگا فیصلہ لکا
دل جس کو لگایا وہا دشمن جانی	کچھ لکا لگانا ہی ہمیں داس نہ آیا
نہیں مانگے مری زخم جگر پر	یہ اسکا خندہ دندان ناہر
نہیں ملتی کسی عنوان سر سے	شب غم بھی کوئی کالی بلاہر

رکھیں ہنے باریک بلکرو تیاں | چچا آ کے نا بھ سے چٹ کر سوائیاں

حجاب تخلص نبی جان نام سکنہ باپور ضلع میرٹھ تقیم بنارس کا صرف ایک شعر
ہاتھ آیا اور کچھ احوال لکھلا تو

نکلے نہ کیوں کر بھلا منہ سے سدا واہ | نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حجاب یہ دوسری شاعرہ اسی تخلص کی ہے جس کا نام عسکری الیکم ہے۔ یہ عفت
پناہ ملا محمد زمان صفہانی کی پوتی محمد علی خان میچا کی شاگردہ لکھنؤ کی ساکنہ ہے۔

کبھی اپنے مکان فیض نشان پر بزم مشاعرہ کراستہ فرماتی تھی۔ اب کیلئے عقل
خارج میں ہے۔ مگر بنور مشق سخن جاری ہے۔ چنانچہ حال کے مشاعرہ میں اس کی غز

پڑھی گئی۔ جو لکھنؤ سے چھپ کر شایع ہوا ہے۔ اس کا ایک شعر مجھے یاد آگیا۔ وہی
اس جگہ لکھا گیا تو

رات کو آئینے ہم صاف سمایا ہے | وعدہ وصل کیا اُس نے دکھا کر گیسو

حجاب یہ تیسری شاعرہ پردہ پاکدامنی میں محبوب اپنے میان کی محبوب ہے۔ عورت
و وصل شیریں ہر گز بنی میں کسی پہلے مانس کر گھر خیمہ ن ہے فارسی زبان کے

شعر بھی کہتی ہے اردو میں یوں بولتی ہے تو

کیا جانے بہلا لذت دیدار کو اپنی | جینک کوئی بادیدہ خونبار نہ ہو

حجاب جو تھی نقاب پوش ہر جو بنایت ذی ہوش ہر۔ عالم تخلص نواب شاہ
محل صاحب منکوہہ اجد علی شاہ صاحب خیر کا دیوان جو نظر سے گزرا۔ تو اُس میں ایک

خبر آئی کہ دکھائی دیا جس کا مقطع یہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر

نے

کیا طوفان بیا بجر سرتک چشم پر غم نے
گراری ت اساری تار کی گنگن کا عالم نے

ہوا شبکو جو دھوکا اپنے اختر کا ستارہ بن کر

حجاب تخلص نواب بیگم نام عرف چھوٹی بیگم۔ دختر داروغہ اعظم علیخان فرزند نواب
معمولہ ولہ بہادر دربار شاہ غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ ۱۲۵۹ ہجری میں پیدا
ہوئی۔ اسکا دیوان چھپ گیا ہے۔ یہ شعر ایک مہربان کی تحریر سے لکھا جاتا ہے۔
اور میر تقیاس چاہتا ہے کہ۔ حجاب مذکورہ بالا شاید یہی ہو۔ اسی سبب میں اسکو
پانچویں حجاب نہیں قرار دیا تو

اسکے تصور حجاب اسکو سراپا دیکھو! منہ سے بولونہ کچھ نکھوسو تماشا دیکھو

حسن تخلص وزیر جان نام بہت گومہ جان۔ ساکن پانہ نالہ واقع لکھنؤ کی ایک غزل
بسیل ذاک عنایت فرما کی معرفت آئی۔ اور بحسنہ برج ہوئی۔ اسکا احوال سیرت بنڈ خیر ہے

دیکھ دلہ کو مرے جو نفس پیغمبر ہوا
شکل ماہِ نو خمیدہ وہ ماہِ نور ہوا
وہ ستم کیونکر ہے جو لطف کا خوگر ہوا
رشک کی بجلی بجلی شرمندہ ابر تر ہوا
سر پہ جب عدل لگایا۔ اورد در پہ ہوا
ہنس کے فرمایا کہ "ہاں سچ ہے مجھو باور ہوا"
مسکرا کر پھیر لی کروٹ۔ ستم ہم پر ہوا
حسن دنیا میں قسمت بادہ کوثر ہوا

عزیز لیا، باز شجاکو حسن یوسف پر ہوا
بوسہ ابرو اگر لگا۔ خفا دلبر ہوا
پہلے وہ چشم عنایت اب آئین کیون
نالہ نازان جو کینچے روکے سینے حجر میں
وہ مریض غم بو نہیں جسکو دوا آئی نہ آ
جب کہا میں نے مجھ عشق دلی کر آپ سے
بس کی شب بھی باز آیا شربت سے وہ شبنم
خدا میں لوٹے گلے بہت جلد سے مرے

حسنت تخلص مہربان نام شاگرد سید احمد معروف

مہبت مقیم بہار گنج مشعل دلی۔ اس طرح سخن

مثنویں پیر تاسعہ عرق قاتل تیری تلوار کا

محو راس تخلص کی دو معر تو نکا کلام

حجاب

حسن

حسنت

محو

حورین نے جلوہ نہرو فرمایا ہے۔ اراجملہ ایک بستی بیگم نامی دلی میں کوئی خانمی
بستی ہے۔ جو ریختی میں معاملہ بندی کا دھنگل س خوبی سے برتی ہے *

باغیں جلاو گے کب کیونجی جہا گلیر کہو! تنے ٹھرائی ہے جو جھجھج و دندیر کہو
ایہ خواہن دن کو ان سب کیا دیوانہ نہ مجھے شیریں نہ لیل نہ ملا گیر کہو

حوریہ حوثانی سنا جان نامی شاگردہ محمد رضا۔ اخلص بہ طور بازار لکھنؤ کی کوئی شیریں
اداسے۔ اسکا کلام بھی باغزہ ہے

جو ہنایا و نہیں سچ نیکا تو لا اے پر سی تو نے اسل بائی دیوانہ ہوا رنجہ آہن سے
یدی کی جسے ہستے ہستے اس کے سائیکلی کی ہماری خویہ یہ ہم دوستی کرتے ہیں دشمن سے

حیا تخلص از نواب حیات الف بیگم نام۔ معروف بہ بھورا بیگم بنت شاہ عالم ثانی۔
شاگردہ شاہ نصیر مہاروم کی شاعرہ بنظرہ دہلوی تھی۔ عدسے پہلے بحالت نکاح ذاتی
کبرسنی میں اس پاکدامنہ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس پارسا کا صرف ایک ہی شعر

کیون حیرت ہو یا رب وہ زمانہ آگیا مٹا حیا دھوڑی نہیں ملتی برائی نام سوکوس

۱۷ سنہ میں جو جمع کا صیغہ ہوا اسکا مفرد ہے مگر اردو اور فارسی والوں نے اس کو مفرد ہی استعمال
کیا جو ان جمع بنایا ہے جو دراصل جمع الجمع ہوا اسی سبب میں حورین شنیہ کا صیغہ ٹھکرایا گیا کہ جو بھورہ

ہو تو ناظرین معاف فرمایاں ۱۲ سنہ یعنی ۱۸۷۱ء میں اسکا مختصر قصہ بیان کرنا ہوا۔
۱۸۷۱ء اس شاعرہ نے ان شعروں میں نڈیوں کو نام موزیوں کو ہیں۔ اور وہ قصہ طلب ہیں اسطرح کی بندش کو
صنعت تلج یا قول بعض تلج کہتے ہیں۔ اور گوشہ میں فرما داریل مجنون کے تھے تو مشہور میں مگر ملا گیر کے نام

سے بھی شاید دی والوں کے سوا اور کوئی واقعہ نہ ہو۔ اس سبب میں اسکا مختصر قصہ بیان کرنا ہوا۔
کہ اسی صی میں میرزا علی قاسم ایک نادر تھا جسے کئی نوجوان خرید کر ایک یہ پیشہ عام کا قائم کر رکھا تھا۔

اسی کی ایک نوم کا نام ملا گیر بھی تھا جو اسوقت اپنے سن انداز میں بیکتا زمانہ مشہور تھی۔ اور اس
بمقدار نے زانیہ تون میں ایک صاحب ثروت راہب کو دہل نامی گرامی کو ٹھہری ال ساکن کٹرہ شریع

واقفہ دریکلان اسیر فریقہ و شکیستہ تھے جبکا انجا مہ ہوا کہ۔ لاکھ کا کھر خاک میں ملا کر حیدر آباد میں
بار برسے۔ نوکون کی زبان تو مینے انکو کر دیتی سنا ہو۔ واندہ علم حقیقت بحال ہوا اصل فاش
یعنی ایسا فعل ہے کہ۔ ۱۰ میں سوئی و میرزا علی قاسم کے سوا اور کچھ معل نہیں ہوتا۔ اور
انکو تو مای تو مر مای نصیب عدا ہوتا ہے۔ خداوند تو اپنے بندوں پر رحم فرما۔ اور اس مصیبت

میں کسی فرد بشر کو مبتلا نہ ہونے دے ۱۱ آمین یا اب لعالمین و معنی اللہ عنہ

حیا یہ وہ صاحب حیا ہے جو بارسا مسطورہ ردیف پے کی چھوٹی بہن ہے تو
تنبیہ اب بہارا کی بہار دیکھئے۔ نئے تکرہ نویں کی گلکاریوں کا گلزار دیکھئے
پہلے تو حضرت سلامت اسکو صاحب یوان سمجھو۔ اور دیوان مطلوبہ شعر نو کی دگر
کے قریب سیاہ کئے۔ پھر ترمیم کے وقت اسکی خوب ہی ترمیم کی۔ نہ وہ کلام رکھا
نہ اسکو صاحب یوان لکھا۔ بلکہ صرف یہ پانچ شعراؤں کے نام پر رہنے دئے۔
باقی سب ارا دئے۔

نہ سننے کا کبھی بھولا کر بھی قصہ نہ	اُرا دیتی ہر نیند اُن اثر ہر اس کہانی کا
آج صیادِ ستم پیشے نے کیا گل کترے	دور لجا کے چمن سے پر ہل کترے
دل صاف چرایا مرا کیا تیری نگہ نے	اس بات پہ شاہ تری درویدہ نظر ہے
بتلی کی کان کی بالی تلک اُنکی بجلی	گر سہی حسنِ عصب غرضبناک میں ہے
دلین ایک بونا تو زہر دے رہی ہو کی سی	چشمِ خونا تر میرا تھم دم ناکبین ہے

سعر ضربِ غیر ضل یہ ہے کہ شاید پہلی دفعہ حضرت کو حیا کا دیوان ناقص ہاتھ
آگیا ہوگا۔ جو اول آخر سے کم ہوگا۔ پس سمن صاحب یوان کا نام کہاں سے
ملتا حضور نے اسکو حیاتِ الہیہ کا کلام خیال فرمایا۔ مگر حقیقت وہ دیوان
میرزا رحیم الدین صاحب حیا۔ خلف میرزا کریم الدین صاحب شہزادہ والا تبار کا
ہے۔ چنانچہ اشعارِ مذکورہ ذیل مرقومہ بہار اول تذکرہ گلستانِ سخن ہی میں لکھا
اور سمجھا کہ کس کلام قابل اعتبار ہے۔

روانا کہاں ہوا مجھ دل کھو لکر نصیب	وہ آنسو میں نوح کا طوفان اُگیا
یہ ناتوان ہوں کہ آیا نظرِ موت میں	قضا پھری میری بستر کے گرد ساری رات
جگر وہ کیا کہ نہ ہو پاک نہیں سو ہوا	وہ دل ہی کیا نہ ہو جسکو پتھری رات
اُنسی پھری سے ایک تو کا نا کلام مرا	اثرِ پا جو میں تو افر وہ اوسے خفا موئے

توبہ دھری رہی جو وہ آئے تھے امی جیا! ہے کس کو اعتبار نہ کہ۔ تم یار ساہو

اسی اصل بہارستان کا بلاتریم و تریم شدہ اور گلستان سخن اور حیا و صوفی
کا دیوان چاروں کتابیں رو برو ہوں۔ تو اس بیان کی تصدیق ہو۔ مجھے کسی
تقرض نہیں ہے۔ صرف اطلاع سامع خراشی کی ہے۔
تنبیہ تیسری دفعہ جو بہار چھپی ہو پہلی بہار کا پہلا شعر اس شاعرہ کے نام پر چھپ
لکھا دیا ہے۔ وہ ہوتا ہے۔

موتیوں کے مار میں پر تو نگار کا | آب گوہر میں عکس نہاتا یار کا

اگر حضور پوری غزل ہے مشہورہ دفعہ اول درج فرماتے۔ تو کیا کوئی مانع نہ تھا۔
والہذا علم اس خاص مطلع کے لکھنے کا کیا سبب ہے۔
حیدری تخلص حیدری فاکم نام زوجہ بشارت اللہ خان۔ خواشاہ دہلی۔
پہلے ستر برس کی عمر میں عالم جاوہانی کو سدھاری۔ یہی اسکی یادگاری ہے۔

حیدری! نام میرا کیا خوب | جو کہ۔ تجھ سے پھر اوہ حیدر سے

خاتون مجملہ کی ریف

خاکساری سنا ہے کہ کوئی پردہ نشین سزا دق عصمت کی میں کشمیری دواڑ
کے قریب رہتی ہے۔ اپنے نام کو اپنے حال کی طرح حجاب عفت ہی میں نہاں رکھتی
ہے صرف ایک ہی شعر اسکا ملا ہے۔

لکھا نصیب کا کوئی رستا نہیں سکتا | کیسے درو کو ہم بٹا نہیں سکتا

حقیقی تخلص بادشاہ یکم بنت چھوٹی بیگم کا ہے۔ جنکا ڈیرہ دلی میں یوسف ایون
کے نام سے مشہور ہے سنا ہے کہ۔ یہ شاعرہ محمد یوسف سادہ کار کشمیری نواسی
ہے اور بلاک حبیبہا در سے پیدا ہوئی ہے۔ پیشہ مادری کو چھوڑ کر کسی انگریز سے

منسوب ہر گھر صاحب کا در کونام خوب ہو۔ زبان انگریزی سہ بہرہ ور۔ فارسی خوانی خوش خطی میں صاحب نہ رہے۔ مینے اسکے ہاتھ کی تحریر خط انگریزی فارسی علی قلم کی دیکھی ہے سبحان اللہ خوب لکھتی ہے۔ خاص خاص مردوں کو اصلاح بھی دیتی ہے۔ بالفعل یہ شاعرہ بیان موجود نہیں ہے۔ مجبوراً اسکا کلام بہاری سے نقل کرنا پڑا ہے۔

شرمندہ تری ایک بھی دانہ کے نہیں ہم
ہمے وہ بیوفانی کرتے ہیں
مفت میں جگ ہنسائی کرتی ہیں

خوشوق اسیری سے بچنے دام میں صیا
جسے ہم آشنا کی کرتے ہیں
اسے خفی اپنے اشک بڑا شیر

خوشیاد نامی کوئی سید زادی دہلوی عصمت پناہ علوم ضروری سے آگاہ
نالہ خدا مرثیہ خوانی میں کہتا ہے جسکا صرف ایک شعر سنا گیا۔ الا مجھے اس میں بھی
کلام ہے کہ یہ اُسی کا کلام ہے۔ وہ ہونا چاہیے۔
ہر جانبہ دل کیونکہ اجازت دوںیں تجکو
ہے سخت کشش تیری وایسا ہنود جاہر

دال ہملہ کی دریافت

ولعبہ خاص چوں بیگم نام اکبر آبادی یا حیدر آبادی کوئی رندی تھی جسکی تحریر تذکرہ قلیو
نے اس انداز کی لکیر رکھی ہے۔ الا اور کچھ حقیقت نہیں کھلی

بیجا تو ہمیں نانا مٹھانا نہیں آتا
اک روز لپٹ کر شب ہناب میں مٹا
رقیبوں کے گلے تھے کہوں سب
پسکو سکھلا میں فانیسی کہ ہو دو بیٹرا
قیمت تک یہیں ٹکرائیں گے ہم
شیخی ناحق تم جتاتے ہو

ہر روز جو تم دیکھتے تھے تیوری ہو دلتے
تسمت میں ہماری ہوا ہر صدافسوس
جو اک دن آپ پچھتے تھے لاف لائیں
دل نہیں ہو چا دن گر پنا دو تم ستا
ہے جو کھٹ آئی۔ اور سر ہمالا
اپنے آنیکی جو سناتے ہو

خوشیاد

دلیہ

اسپہ قسین جو تم یہ کھاتے ہو	مار عایہ کہ دل بٹھاتے ہو
لفظ رخصت بانیہ لاتے ہو	جان کو میری تم گڑ کھاتے ہو
راکو گاہ گاہ آتے ہو	اپنے کشتہ کو آ جلاتے ہو
دلبر مجھے اس واسطے لکھتی ہے یہ سب خلق	تا جگو تو دلبر ہی سمجھ کر کبھی آئے

و لہن تخلص لہن بیگم نام مشہور بہ نواب بہر صبیحہ نواب انتظام الدولہ بہار
 و جد نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم دلی اودہ کا ہے۔ جو سراپا سخن کی تیار مکی
 وقت فیض آباد میں رونق افروز تھیں۔ پارسا سیت مردانہ طبیعت لکھتی تھیں
 یہ شعر اس شاعرہ کے مشہور ہیں، تو ذکر دین میں مسطور ہیں:

بیان میں کس کس کروں گے اب گلہ لکا	یہ دلکا دل ہی میں ہو دیگا فیض لکا
بہار بھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ لکا	تیری کی راہ سے جاتا ہر قافلہ لکا
چہاٹ کے باغین ہم بھی بہار رکھتے ہیز	مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہیں
ایسے کمزور نہیں ہیں جو بہکتے جائیں	گل کی مانند جادو جابین ہکتے جائیں
مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک	خانہ دل جو گرا ہو اُسے تعمیر کرو
دن کا فریاد سے اور رات تراشے کٹی	عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خوار سے کٹی

دیکھ دیا کو مرے دل پہ یہ لہر آتی ہے

کشتی عمر یہ افسوس ہی جاتی ہے

چوتھے و پانچویں شعر جواب یہ ہیں یعنی نواب آصف الدولہ بہادر کے ان شعر کے
 کے جواب ہیں۔

ساقیا مجھ سے جھکا دے کہ۔ بہکتے جاوین	برق کی طرح جاہر جاوین کہتے جاوین
جہان میں جھان تک جگہ پائے	عمارت بناتے چلے جائے

یہی شعر مانی بیگم کے نام سے مشہور ہے خدا جانے درمیل کا کلام ہے۔

۱۵۰
 بیت

دال مشقلہ بتدی کی دلیف

وہب تخلص مہر ان نام نازک بدن خوش اندام خوبصورت نیک سیرت نیکو
انفال سترہ انخارہ برس کس سال بقول حسن و حسنہ عمر و جوانی کی راتیں ماز و
کے دن و نشتہ حسن میں سرشار مگر بنو زائدہ دنیوی سے جوہر و برکنار کوئی ہستی
پزدہ نشین یوں شکر شکن سنی گئی ہے گو حرف آشنا نہیں مگر مہر مایہ کر موزون
طبعون کے فیض کو ایسی ہو گئی ہے کہ معاملہ بندی میں گاہ گاہ بول اٹھتی ہے
یہ کلام اسکا اتنی کرہ میں براسے یادگار درج ہوا خوش و خرم و صحت و
وہب بگیا تو ایسے دل اپنا مت کرٹھا

۳ وہب

دال نقطہ دار کی دلیف

ذلیل تخلص کی کنیز باتمیز کا تھا جو میرزا سلیمان شکوہ بہادر کی غلامی میں تھی
گو اسکا نام نو بہادر تھا مگر تخلص کی رعایت کو اشعار میں سختی زبان کے کہتی
تھی دو شعر اس کے تذکرہ لکھے جاتے ہیں خوش و خرم و صحت و
میں فرشتہ کی بھی سنتی نہیں نام کی ہے
اسے اندر رکھے اپنی امان میں ہم تو
اپنے کرتوت پہ جہدم کہ میں آجاتی ہوں
اسی پر یوں کو بھی دیوانہ بنا لیتے ہو

۴ ذلیل

راہینقہ کی دلیف

راہیہ دلی میں سیتا رام کے بازار کی طرف کوئی چھپی بچی اس تخلص سے اپنا رنگ
چمکاتی ہے مگر اس کے کلام میں شوخی کم پائی جاتی ہے شاید اسکو کوئی پورا ستاد
نہیں ملا جو اسکا کلام چھپکارا

۵ راہیہ

تہذیب بعد اظہار سالہ ہذا تحقیق ہوا کہ۔ یہ شاعرہ دراصل شیخ زادی کسی بڑا کلمہ کی بیٹی ہے۔ اور اس کا نام رابعہ ہے۔ اب اسکی عمر ۶۳ برس کی ہوئی کسی حکیم صاحب کے عقد نکاح میں منعقد ہے۔ انگریزی دہنگ کا کشیدہ غیرہ خوب بناتی ہے و

ہوئی نہ محبت تو ہمہ آزار تھا	دل عشق کر حمد سے خبر دار نہ تھا
در آئینی محبت مجھے ای بار خدا یا	کرد و دل زار کا آزار خدا یا
ای سب گنہ سے پاک کر کر	مجھے لجا لہو جنت کے در پر

رعنائی تخلص سے یک نام کا ہے۔ تھی طرح دار آپ بھی لیکن وہ نہ سکتی تھی اچھی صورت بن دہ اسکا صرف ایک شعر اچھا آیا۔ اور کچھ مال نہ کھلا و میں مہر میں جانتی تھی آنکھ لگی دل کو شکم ہوا

زادہ منقوطہ کی ردیف

زہرہ اب تک س تخلص کی پانچ سحر یا لون کا کلام جاد و انعام ہاتھ آیا ہے۔ از انجملہ ایک شاہ دہلی کی مائتوں میں کوئی عورت نصیب نہ تھی۔ جسکو زہرہ کا خطاب ملا۔ اسنے اسکو تخلص مقرر کیا۔ قبل از غدیہ شاعرہ موجود تھی و

بوسہ دیکھے نہ وہ مجھے زہرہ	منہ لگاتا ہے کون سا مل کو
دل کہے میں ہو۔ تو کا سیکو کوئی بیتا ہے	ساغر خون کسلے یہ دیدہ پر آب ہو
باغ ہوا آب روان ہوا و شب ہناب ہو	ساقی ہوش ہو۔ می ہو جلسہ احباب ہو

دوسری کوئی انبالہ کی محبوبہ باز رہی ہے۔ جو غدر کے بعد دہلی میں بھی آئی تھی۔ اسکی غزل ایک شفیق نے بند کو عطا کی ہے و

آج بھی آؤ! خدا کے واسطے	رحم فرماؤ خدا کے واسطے
زلفیں سلجھاؤ خدا کی واسطے	جی نہ سلجھاؤ خدا کی واسطے

<p>یہ تہا راجان ناراب مرحلا جسے گھرا سکے تو کہنے لگے جانجاتی ہے تہا ر جبرین غیر سے ملکر نہ چار نکھیں کرو جال کرا کیلی ایجان! مست چلو تو وہ آتے ہیں کوئی کہتا نہیں کیوں ہو رہے تھا ایماہ روا</p>	<p>دیکھتے جاؤ خدا کیواسطے جاؤ جی جاؤ خدا کے واسطے اب لیٹ جاؤ خدا کیواسطے کچھ تو شہراؤ خدا کیواسطے راہ پر آؤ خدا کے واسطے اب گھبراؤ خدا کے واسطے کچھ تو بتلاؤ خدا کے واسطے</p>
<p>میسری شہی جان نامی کشمین مقیم کلکتہ شام بازار سی شاگرد مولوی عبدالغفور ساحب ساج صاحب تذکرہ سخن شعرا یون محفل سرود گرم کرتی ہے و کیا کسی ہوش کا زہرہ اسکو بھی ہو انتظار جو تھی سماء لطیف و اریف کرناں سے تھی لا جو شاگردہ جناب تقدس ماب ہلوی نہرو علی صاحب المتخلص نہ ہو مغفور ہلوی کہ ضلع سکول ریوڑی کے مدرس اول فارسی تھے ہیں غرضیکہ اس شاعرہ کا حال ایک مہربان کرناں سے یون ارقام فرماتے ہیں: نہرہ تخلص لطیف جان نامہ ماہ جمال مہر تمشال فارسی مع قواعد جانتی تھی۔ اور اردو کے فقرات نگین و پچسپے لب لکھتی تھی۔ فارسی گفتگو بھی بہت صاف باخاورہ کرتی تھی۔ ابھی ہزار دو ہزار آدمی میں مستی تھی۔ شاعر میں اس تنگ نائے چار خشبی سے عالم جاودانی کو بگرا ہوئی تھی الت کلام و یا رنج میرے عنایت فرما مولوی ذوالفقار حسین صاحب غنی دہلوی نے اس شاعرہ کی تاریخ وفات یون موزوں فرمائی ہے</p>	<p>شہید تسم کہ مرد آن ماہ تانی بہ مفتونان نمودی مہربانی</p>
<p>لطیف آن زن علامہ عصر سخن فہم و سخن سنج و سخنور</p>	<p>شہید تسم کہ مرد آن ماہ تانی بہ مفتونان نمودی مہربانی</p>

۲۴

۲۴

چنان میداد و از زندگانی دریغ آن گل باغ جوانی اجل قطعش نموده زندگانی ہزار افسوس برے خانانی مباد اور عذاب آخانانی نلا آمد۔ دریغ از جوانی	لطیفہ گاہ بذلہ گاہ شعرے دریغ آن گل گلزارِ خو بی بہ بیڑی کوہ مرگ او کشیدہ ہزار افسوس بر تنہائی او پیامزد اور رحمت حق غمی بجمست از پیر خرد سال
---	---

المختصر اسکا سخن اسکی لیاقت کا گواہ ہے

پروانہ کرتا شمع یہ سارے نشان پر ہے گہرا سیلور یہ گنج زر کے پاس جسطرح قصور و صراہ و مکر کوئی تھکے پا ہے کیسے غم میں تو آجیگو ہر بار شمع جلے وہ بزم گے ایسی انجمن میں گ لگے الہی دل جان طعنہ زن میں گ	دور تو کیا تھے ہ ہونے اگر تیرا پر وہ رقیب روسیہ میٹھا ہے کیا دلیہ کر پا پاس ممسکے دھڑا ہے کیسے زر سطح اشک گرم ہرگز نہ نکلے جتلاک ہو نہ در نہ بزم میں کوئی دلسوز ہوا اگر اپنا غضب ہی طعن کیا آج اُسے از سرہ
--	---

پاپنجون زہرہ تخلص کا امرا و جان نام ہے بی چھینن جبکاعرف اور شہر لکھنؤ
یہ بازار چوک مقام ہے۔ میرزا آغا علی شمش کی شاگرد خاص ہے۔ بلکہ ایک لکھنوی
صاحب کے مناسبت ہے کہ شمس صوف کو زہرہ کی والدہ سے ربط با اختصاص ہے اسی
نظر سے انہوں نے زہرہ و شتری کو اس طرح تعلیم دی ہے پاپانچون تسلیم کے
دیوان کلیات لیکن خط فارسی بنام زہرہ و شتری شایع ہوا ہے جس میں ثابت
ہوتا ہے کہ یہ دونوں منہ پھٹے اپنے ایسے شفیق استاد سے منحرف بھی ہو گئیں
چنانچہ وہ رفعت مجتہد را حباب ہے اُسے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ضرور شمس کو انکے
گھر میں کسی سے لگاؤ ہے والد عالم بالصواب

نامه تسلیم زهره و شتری

عطار در قم زهره و شتری
 زهره خداوند خورشید و ماه
 ز تسلیم آواره خسته تن
 که اینک زیارِ وفا در خویش
 ز آغا علی ششمین بهم شدند
 ز منزل که عیش آرام خویش
 بنا نهاد بانی بیرون کرده اند
 نذاختم کدامی خطا که برفت
 بطاهر بجز لطف و عیش ام
 به تهذیب اخلاق نام آوست
 بعلم بدیع و معانی بیان
 شمار بیا موخت شعر و سخن
 بجان داد تعلیم عقل و تمیز
 فراموش کردن حق استاد
 گرفتم که زنده سیاه کار هست
 غفوریست پروردگار جهان
 گم فکر باید با فعال خویش
 همه وقت قصص مسود و غنا
 بجا گفت پیغمبر نیک قال

باوچ سخن نوری و انوری
 بماند براوچ اقبال و جاه
 بسع رضا بشنود این سخن
 شنیدم که آن هر دو فرخنده گیش
 بنوعی پریشان و پر غم شدند
 زایوان فرخنده فرجام خویش
 رتیغ ستم خون درون کرده اند
 کز بر سرش این جهان کس برفت
 بر دست هر نهی منکر حرام
 سخن دان سخن گو سخن پرست
 سبق برده از شاعران جهان
 خبر داد از خوب ناخوب فن
 بخد مت بسر برد عمر عزیز
 بود در سیاهی مدار المعاد
 خداوند خود را گنگار هست
 شمار تصنیف بی چنان
 دس شرم باید ز اعمال خویش
 همه شب فسوق و مجرور زنا
 بقران کجا کرد ایزد خلل؟

ز انصاف دورست نرود خرد
شمار ابدین پایہ و اعتبار
و گر نہ بسے قحبہ در لکھنوست
نیرسد کسے را کسے در جھان
بنازید بر خود کہ اندر زمین
بلسوزنی کو باب و گلست
رخ صاف کا قدسیہ ساختم
دگر کو بواشم کہ بر حال کس
چہ من چہ بیا ختم چہ تقریر من

جفا بر کسے کو بجان پرورد
رسانید شمس فلک افتخار
کرانہ قدر عزت و آب و دست
بتعظیم و تکریم و نام و نشان
شمار شما هست در اہل فن
زار باب معنی مرا حاصلست
بہر زہ خیالی پیر داختم
بگستاخ کاری بر آرم نفس
ہمہ پوچ تقریر و تحریر من

بہر کیف یہہ زندیان نہایت منہ زور مشہور ہیں۔ اکثر اردو زبان کے اخبار و ن
مین اُنکے مباحثے مسطور ہیں۔ اچھے اچھے استادوں پر طعن کرتی ہیں۔ شاید
تخلص کے اثر سے آسمان پر پاؤں دھرتی ہیں۔ دیکھو ایک جھگڑا انکا اشرف لاہور
دہلی مطبوعہ ۱۰ جولائی ۱۸۷۷ء میں ہے ۴ مشفق ہریان محمد میرزا خان صاحب
اشرف الاخبار دہلی زاد عنایت۔ بعد اشتیاق ملاقات کے یہ عرض ہے کہ۔ آغا علی
شمس جو منطق میں آج کل اپنے سے بہتر کسی کو نہیں جانتے اور لقب دریا منی
و نجوم میں کسی کو نہیں ملتے۔ انہوں نے لکھنؤ میں نہرہ و مشتری دور ندیوں کو
علم موسیقی و عروض کا فنیہ تعلیم کیا ہے۔ اور انکو خدمت حضرات آسانہ میں ستاخ
کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اودہ اخبار نمبر ۲۷ میں انکی غزلیں اور باتیں استاد
منشی حیدر الدین صاحب زبان کے جواب میں دیکھیں۔ اور زیارت غزل آغا
صاحب کی بھی۔ جو جواب استاد مرزا سید احمد خان صاحب غالب من لکھی
ہے۔ کل ہوگی۔ اور یقین ہے کہ طبع حق پسند و سخن شناس پر حقیقت انکی شرافت

واہلیت اور علم فضل اور سخن نہی کی کھل گئی ہوگی۔ اور جسے مناظرہ سے گل گئی ہوگی۔ خیر مختصر یہ ہے کہ ہم چند مین جانتا ہوں کہ۔ اپکا نام سب مسلح کل ہے۔ اور مجاہدو مناظرہ سے مباہلہ سے آپکو نفرت بالکل ہے۔ لیکن اگر ان سب باتوں سے قطع نظر فرما کے میری خاطر سے صرف ان غزلوں کو اپنے اخبار میں طبع فرمادیجے تو بخنواران حق پسند کو سخیذائی آغا معلوم ہو۔ اور حقیقت انکی سخن نہی کی مفہوم فقط اور ان حضرت کو زہرہ و شتری کی تقریر اور آغا تھمس کی تحریر سنائی اور دیکھائی تھی۔ انہوں نے ہنس کر یہ قطعہ انواری کا ہم پر معاود یہ بات فرمائی ”بھائی کیا کروں مجھ کو فلک میہر اور کو اکب سپہر سے لہنا نہیں ہے مجھ سے اتنا کیا کہنا قطعہ انوری“

نے مراہست از فنک بہرہ

نے مراہست از کو اکب فیض

(اسکا دوسرا شعر فحش ہے اسواسطے درج کتاب نہیں ہوا)

الہو محمد خان عطار دہلوی

اطلاع یہ کتاب تذکرۃ النساء ہے اس سبب غزلوں میں تذکرہ رقعہ بالا کو درج نہیں کرتا۔ صرف زہرہ ہی کی غزل نقل کرتا ہوں۔

تو ہم خون سے کب ہن جانی کے قابل
یہ ہندی ہے صاحب لگا نیکی کے قابل
کہاں بال دیر ہم بلا نیکی کے قابل
ہوا آئینہ منہ دکھا نیکی کا بل
وہ حرف غلط ہے مٹا نیکی کے قابل
ہنیں تم سے نیچہ ملا نیکی کا بل
غم و رنج فرقہ ہر کھا نیکی کا بل

جیا سے ہنیں وہ جو آئینے قابل
گو خون سے میرے تم ہاتھ رنگین
رے عمر بھر قید کنج قفس میں
سکندر کو دی آبرو تھے صاحب
قریب یہ رو کو نامہ نہ لکھو
مومین تر شرم سے دست مرجان
عیت چل جاناں کر بھوکہ کہیں شاق

منفصل کہوں ماجرا حادون کا
نہ کہہ زہرہ اسکی غزل پر غزل تو
جو ہون جمع سارے زمانہ کے قابل
کہ سوزان نہیں منہ لگانے کے قابل
فی الجملہ اب وہ اشعار زہرہ مشتری شمار کے لکھے جاتے ہیں۔ جو سبیل نامی
خاص اس تذکرہ کے واسطے آئے ہیں۔

دلین شجگو پری لقا سمجھا تو نے ہر ایک کی سین بائیں اپنی اپنی ہر ایک کہتا ہے تیرے آنکھو اے صنم والہ سب میرا حال سن گئے ہیں پر غم مینے والہ درمی دعا تملو ہائے بیفائدہ خراب ہوا بدگمان تجھ سے یار ہر زہرہ	زلف کو تیری مین بالا سمجھا میرا مطلب بھی کچھ بھلا سمجھا کوئی میرا نہ مدعا سمجھا درد کی اپنے مین دوا سمجھا تو نہ کچھ یار بیوفا سمجھا تو خدا جانے دلین کیا سمجھا عشق کی مین نہ انتہا سمجھا شکر کو تیری وہ گلا سمجھا
ہم سے سخن غبر مسنا یا نہیں جاتا صد شکر کہ طفلی سے جو آنکا سن آیا ہوتا نہیں کچھ کام بھی اُس پردہ نشین سے ہم معرکہ عشق مین شیرانہ کھڑے ہیں دیوانہ ہو جو کوئی مرے حسن پری پر کچھ آج عجب حال ہے سینہ مین جاگا کیا روز قیامت مین زبان اپنی کھولے مین بندہ ناچیز وہ مین جس کے سلطان سجود سے گردے مین تو دوش دے بجے	ہم سے کبھی دھکے کو مٹا یا نہیں جاتا اب ہم سے ترنا ز اٹھا یا نہیں جاتا آیا نہیں جاتا تو بلایا نہیں جاتا میدان حراب پاؤں ہٹایا نہیں جاتا ناجنس دل اپنا لگایا نہیں جاتا سامان اب چھا ہمیں پایا نہیں جاتا گیڑی ہوئی باتوں کو بنا یا نہیں جاتا زہرہ انہیں گھر اپنے بلایا نہیں جاتا تسبیح مین ضرور مین اُسے شمار کے

چٹکرا ایک لکھنؤ کے وضع دار باوقار سہمی نیاز احمد تخلص بہ مخزون۔ اس
شاعرہ کے مکان پر شریف فرما ہوئے۔ تو زہرہ نے یہ مصرعہ سنایا جو

سیہ فلک کو ہم کبھی تنہا سنا بیٹے

مخزون یوں جواب وہ ہوئے

زہرہ کے ساتھ جائینگے یا مشتری

یہ سنکر دونوں پھل پڑیں حضرت کاٹنے چوم لیا۔ گویا یہ صلہ یا جو بہار مطبوعہ دفعہ
ثالث میں چھپا ہے نگہ مشتری کی تحریر سے معلوم ہوا کہ بائیس برس سے اس
شاعرہ نے کسی رئیس عالمی اذان سے عقد کر لیا ہے

زینت تخلص بہم اور اسم با سہمی۔ میزرا برہیم بیگ مقتول کی قاتل جسکو کبھی
دلی کے بازار میں کمال رونق تھی قریب چالیس برس کے گزرے کہ۔ اپنے
مقتول کی منظور نظر ہو کر لکھنؤ کو چلی گئی۔ بہار کا مولف کچھ اسکے خلاف لکھتا ہے
ماریخا میں یہی دیکھا ہے۔ بہر کیف یہ شعر اسکا یادگار ہے۔ جسکی کئی کتابوں
میں تکرار ہے

خیال ماہر ہے اور ہم بین

شب ہتاب میں ناصح زینت

ثرا و فارسی کی دلین

ثرا تخلص کی کوئی عورت بازاری ایسے شعر کہتی تھی جو
ثرا زگوئی سے تو پیارے بازار! اور یہ چھتا بیگاسن کہتی ہے ثرا اثر

سین ہملہ کی دلین

سہرا تخلص سہرا بیگم نام بنتوٹن لکھنؤ۔ مقیم ماوہ کہے یہ عورت اصل میں لکھنؤ

کے کسی شریف خاندان کی ہے۔ مگر عذر کے بعد میوہ ہو کر پہلے کانپور پھینچ کر نوج
 گئی۔ اور اپنی بیٹی مسماۃ کاظمی بیگم کو ناچ گانے کی تعلیم دلوائی۔ اور ڈیرہ دارون میں مل
 گئی۔ اب آٹا وہ میں مجرے کراتی ہے۔ سا بھجاتی ہے۔ یہ عورت گونا گونا خاندان سے۔ مگر شعر
 کہتی ہے۔ طبیعت موزون رکھتی ہے۔ جو کہتی ہے اور نہ لکھو الیتی ہے۔ اسکی بیٹی
 اکثر اسکی غزلیں گاتی ہے۔ سترار میں اب تک شرافت کی بو پائی جاتی ہے۔ بائیں بڑی
 بچی ہے۔ دل لگی بازی میں کئی ہے۔ میرے ایک تہبان مسافرانہ اور سیاحانہ آٹا وہ
 گئے۔ تو دو چار ہی روز کی صحبت میں اسکا ایسا تیلہ حال ہوا کہ۔ کچھ عرصہ کے بعد
 میں ملی آئی۔ مغل متذکرہ ریفیم نے اسکی دعوت کی۔ بندہ بھی ہاں موجود تھا۔
 خوب جلسہ دیکھا۔ کاظمی وغیرہ کا گانا سنا۔ سترار کے شعر سنے۔ آدھی رات تک محفل کا
 لطف اٹھایا۔ پھر ہر ایک شخص نے اپنے اپنے گھر کا رستہ لیا۔ اب تک میرے عنایت فرما
 ان محبوبوں سے خط و کتابت رکھتے ہیں۔ انھیں کچھ دیر لومہ سے یہ شعر بھی ملے ہیں۔ جملو
 ہم یہاں درج کرتے ہیں خود
 تبیین سبحان اللہ ہاں مطبوعہ دفعۃً لث میں خواہ مخواہ لکھ دیا ہے کہ پہلے نوٹ میں تھی
 اب تمیم ہے ناظران تحقیق طلب نصابین۔ چمن انداز کی نقالی اور اسپر بہتان
 بندی ۱۲۷۸ عفی اللہ عنہ

اٹھا کر صدقہ میں جتوڑتے جہان میں کس پر عیان ہوگا
 مدد کو میری جو لطف یزدان تم مہم ہاں نہوگا
 میں چند روزہ بہار میں کل تم روز خزان نہوگا
 چھپاؤ ہوشے حال کو نہا یہ عشق بتا نہوگا
 جو زلزلہ سے برہم مجھ شرمین نہوگی زبان نہوگا
 ہرگز نہ کوئی آپ سے اپنا بچھٹا دل

لکھایا میں جو تم سے لکھو تمہارے دل پر نہاں نہوگا
 سے خوف مجھ کو کیسے گھر کا کہ ہوگا وہاں گزارہ کینوگا
 لکھایا گل سیر جو دل کو تو کچھ دلیں تو اپنے بلبل
 بہت کتا ہیں بڑی ہیں یہ نامنے اسے شہ خصا
 کیا ہے سترار کا ہوش شفیق ہو رسول داؤ
 وہ تو ہمارا لیکے بیٹھے بٹھائے دل

آتی نہیں ہے نیند شب ہجر میں مجھے
 فرما کر ہاموں میں گھڑیاں کی طرح
 یہ جرم مجکو یار نے مارا ہے دوستو
 سردار روزِ حشر کو اٹھکر کہیگی یہ
 [] دل مرا اٹھ گیا زمانہ سے
 نہ لگی آنکھ سحر تک مجھے یاد اپنی دلا گئے
 بیان میں کیا کروں نہایت بے قرار رہی ہے
 گرمی منزل بہت پیکی مجھ پر اب خون بھاری ہے
 اندھیری گود ہو چکی نہ کوئی دوسرا ہو گا
 فرشتے آگے پوچھنے کہو سردار سوتی ہو

ہے کوئی ایسا آئے میرا پھر لائے دل
 یارب وہ خود چلے جو ہمارا چلائے دل
 اب دل ہی دلمیں کہتا ہوں فریاد
 عاشق کہاں سے سنگ اپنا بنا کر دل
 موت آئے کسی بہانہ سے []
 میرے پاس وہ چلے گئے مری دکھ بکے ملا گئے
 پھنسا کر دل مرا آئے مجھ پر اب نہایت ہی
 وہاں کیونکر گزرے گا بیان اب شیطانی ہے
 ملے گا وہ صدم کیونکر ہمیں اب نقاری ہے
 پڑھو گلہ محمد کا بیلوا ب فضل باری ہے

تربیا چلے کر انونہ سوزِ ہجر میں کاظمی عرفِ مٹھن۔ بنتِ سردار کا ایک خط
 اپنے خواہندہ کے نام آیا کہ سردار نے انتقال فرمایا۔ بحالتِ بیماری ایک غزل کہی
 تھی۔ اور نسخ کی حالت میں یہ مصحح فرمایا ہے۔

سزا ہم دم سے گئے ہدم کے لئے ہوم کی ہم ہم نکلا

دل سے صبر و قرار کہو بیٹھے
 دار فانی سے ہاتھ دھو بیٹھے
 دل ہی دلمیں کر رہا گھونٹے
 کلمہ مصطفیٰ پڑھو بیٹھے
 نام رب کا جپا کر دیتے

ہمنوا عاشق اسیکے ہو بیٹھے
 یاد ہو کہو اسیکی ہر دم ہے
 صورت اُسکی نظر نہ آئیگی
 یہ بھی محشر میں کام آئیگی
 نکلو۔ راب یہ لازم ہے

ہاں وہ خط بندہ نے بھی پڑھا۔ بڑے سوز و کدناز کا بھرا ہوا تھا۔ بلکہ نیچے اسکی تاریخ
 وفات کی فکر کی۔ تویہ فقرہ پایا۔ (فیض ربانی کھیل) اور اُنکے یاروں نے تو خوب

ماتم داری کی۔ گریہ و زاری کی۔ فاتحہ و لواچی۔ چہلم کویا سطر روپیہ بھجوائے۔ پس روپیہ
کی رسید پر اور سی شکوفہ کھلا۔ یعنی سر آرزو و سلامت تھی۔ یہ تو یار و نکی صرف دل ملی
تھی۔ میرے نزدیک یہ بھی روپیہ لینے کی ایک چال تھی۔ سچ ہے۔ تیرا چلتر جانے نہ کوئی
ختم مار کرستی ہوئے۔
سلطان تخلص سلطان بیگم نام۔ دختر نواب محمد الدولہ بہادر لکھنوی کا تھا جو طر
و ذہین صاحبِ یوان گزری ہے۔ اور شیرین کلامی کی دادیوں دی گئی ہے۔

کب تک یہ تیرے چہرے کے مدد آٹھا کر دل؟ ماتل نے کب کہا تھا کہ۔ آنکھیں لڑائے دل تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا سینہ اگر بے داغونے معمور کیا ہوا سلطان غزل اک آؤ بد لکھو دیف لکھ	دوسرے یہی کہ جانے اپنی بجائے دل آخر یہ میری جان پر آئے بلائے دل مٹے ہی آنکھ رکھیا میں کھکے اک دل خالی ہے تیرے وسط عشق سر اک دل پیشتر ہے کہ لفظ گل آئے بجاکر دل
---	--

شیرین کی روایت

شیراز تخلص امیر جان نام بنت چھوٹے قاسم۔ بچن دلموی +
تحقیق بچن کے لفظ پر خیال آیا کہ عوام الناس کل کسبوں کو بچنیاں کہا کرتے
ہیں۔ اور بچنیاں انکو کنجیاں بولتے ہیں۔ دامن کوہ یعنی اضلاع دیرہ دون وغیرہ
میں پاتراؤں کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ کہیں اجمدیاں کہلاتی ہیں۔ مگر اسکی
کچھ صلیت نہیں کھلتی۔ کہ کیا بات ہے۔ صرف استقدر تو مجھ کو دریافت ہوا ہے کہ۔
ہندوستان میں شیوع اسلام سے پہلے۔ جو بنیاں قائم تھیں۔ انکو پاترا۔ گائنان
ابھرا۔ اور گندھربیاں وغیرہ کہتے تھے۔ سنسکرت میں انکو باربدو لکھا ہے۔ جو بے
اس ملک میں مسلمانوں کا تسلط ہوا۔ اور انہوں نے کسی وجہ خاص سے مسلمانوں کو
پیشہ کرنے کی اجازت نہی۔ پس جس قسم کے فرقہ مذکور سے اس نے تعلیم پائی۔ اُسکے نام

سے شہرت کمائی۔ یا جس جس قوم کی مسلمانیاں انہیں آئیں۔ اُسی مٹی کو فرستے
 اُنکے بتے گئے چنانچہ اب یہ نام اُنکے مشہور ہیں + کچن کچن۔ نٹ۔ رجبے۔ پاتر۔
 راوت۔ دھیوت۔ اور ڈھیے وغیرہ ڈھ

انکے علاوہ اگر اب کوئی اور چھنال اپنے گھربار سے جدا ہو کسبِ عام اختیار کرے۔
 تو اُسکو خانگی کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ جب تک عوت وغیرہ لیکر اُسکو اپنے میں شامل
 نہ کریں۔ اُسوقت تک اُسکو فقیر جانتے ہیں۔ گو وہ کسی ہی تمول یا صاحبِ ہز کیوں
 نہ ہو۔ اور خانگیوں کے لواحق اُنے یعنی کچنوں سے ملنا تنگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ گھٹنا کرتے
 کھانا بھی عار جانتے ہیں۔ وہ اپنے تئیں شریف گنتے ہیں۔ اور اُنکو رذیل و

ان دونوں سے بڑھکر تیسرے فرقہ چھٹاوں کا ہے۔ جو نہ تو سرکاری دکھائی میں جائیں
 نہ اسپتالوں سے غرض رکھیں۔ بالا ہی بالامر سے لوٹیں۔ اور اُن دو نو تیرہ طبقوں
 خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ڈھ

آدم بر سرِ مطلب غرضیکہ یہ کتنی تھکرا۔ اگر وہ۔ اور ٹونک وغیرہ کی سیر کر کے ابھی
 آئی ہے۔ اگر کے مجموعۂ الاشعار میں بھی اسکی ایک غزل چسپ گئی ہے۔ یہ دوسری
 غزل لا جواب ٹونک کے اخیر مشاعرہ کی خاص سلی زبانی سنکر اس ترکہ میں راجح ہوتی
 اسکا بیان ہے کہ گو میں پہلے شعر لکھتی تھی مگر میاں امیر نصاحب منیر کہہ کر ابادی مقیم
 منتظر کی شاگردی سے یہ ترنہ چل ہوا کہ سوچ پاس غزلیں کہہ لی ہیں ڈھ

دیو لا اسکاسن سال نہیں اور پر ہے علم سے بے بھرہ ہے ہاں کچھ حرف شناس
 کا قی ناجتنی بھی ہے۔ چاؤڑی کے بازار میں ایک کوٹھے پر رشتی ہے۔ غازی
 معلوم ہوتی ہے۔ مشاعرہ مذکور کی طرح کا مصرعہ یہ ہے۔ جسکا پیش مصرعہ اس شعر
 نے خوب چسپاں کیا ہے۔ ڈھ

جو نہ کرنی تھی عار سنا وہ اس نے کی

ملاحظہ ہو اس شعر کا مطلع اور اس کے بعد دو اشعار ہیں جو اس کے بعد لکھے گئے ہیں۔ ان کے بعد ایک شعر ہے جس کا مطلع ہے۔

ایسی مجھ پر رات شکلِ فرقتِ قاتل نے کی
روسیا ہی شب کی اپنی شعلِ محفل نے کی
آزروئے بوسہ گردیں کسی سائل نے کی
سینکڑوں منزلِ عارم آگے حشر لیگی
سایہ میزِ شعلِ برقِ تجلی ہو گیا
دور تھی۔ لیکن ہمارے ضعف پر کچھ رحم
بس نہیں چلتا ہے یا رکھیا کریں ناچار ہیں؟
ایسی دریا گلابیں غرق ہے کشتیِ مری
اسکو تم جو ہر سنجھو اپنے رہنے کے لئے

ساتھ میرے صبح مر مر مری شعلِ زکی
ہو گئی گل۔ ساقِ واجبِ بزمِ قاتل نے کی
ہو گئی تدبیرِ دیرِ دل کے سنے کی
خاکِ بختِ کرب کا فکر میرے سنے کی
یہ نظر پر نورِ مجھ پر کس مہ کا مل نے کی
پیشوا کی سینکڑوں منزلِ مریِ منزل کی
جو نگرنی تھی ہمارے ساتھ وہ اس کی
تو جسکے نام سے ادا خاٹا سائل کی
تیغِ قاتل میں جگہ خونِ رگِ سہل کی

گر مئی سوزِ جگر سے ہو گیا ہوں جل کے خاک
یہ شہرِ آتشیں خسار سے قاتل نے کی

شرفِ نامی کا پوری رقاصہ کا صرف یہ ہی کلامِ نظر سے گزرا۔ جو تیرا حجاب

اسکا اور احوال نکھلا دیا

رات کو ایسا چڑھنا نہ فلک سے مل گیا
یا درکھتا خود بخود طبقہ اُلٹ دنگا ہیں
ڈھونڈتا کہ ہے ہوں دلوں کچھ پتا لگتا نہیں
دور سے قاصد بھرا نا شاد۔ وہ آیا نہ ہاتھ
سوچتا کچھ بھی نہیں نچکو بھلا کیا کیجئے

کیا کہوں عرشِ علیٰ تنک بھی سارا مل گیا
کو چھ رُفک میں مجھسا اگر بھل گیا
اشک کرے میٹھا دل بھی اپنا دل گیا
کیا کرے قاصد بھرا تو کوئی منزل گیا
جسکو سمجھا تھا برا شرفِ اُسی پر دل گیا

شرفِ تخلص کا چھوٹے صاحب نام ہے۔ اور اسکا لکھنؤ میں مقام ہے نو

مردے زندہ ہو گئے پازیب کی جھنکار
یہ کس شک مہ کا نظارہ ہوا ہے

ہر قدم پر شہرِ برپا ہے تری زقار سے
کہ خورشید آنکھوں کا تارا ہوا ہے

تیرے

۱۲

تیرے

مے غیر سے پرا آنکھوں کے آکر | میری جانتی کہ گوارا ہوا ہے

شعرم تخلص و شمس النساء نام بنت حکیم قمر الدین شاگرد خواجہ وزیر کا ہے۔ از
شاعرہ بارسا الاصل لکھنوی اسکن صاحب یوان عروض قافیہ داں کے
چند شعر لکھتا ہوں انہیں سے اسکی شیریں کلامی خوش بیانی ظاہر کرتا ہوں

دماغ عرش یہ اس خاکسار کا پہنچا
کہ رشاق محل سو بھی نازک ہوا کا پہنچا
خوشی ہو ترے اب گلخدار کا پہنچا
کیوں مری بانو میں بھناتا ہیں زنجیریں
پڑ گئیں بانو نہیں میرے وہیں زنجیریں
آج خلعت مجھے بھناتا کہ جاگیریں دو
شریت و صلیب ترے ہیں تاثیریں دو
شرم کیا خوب یہ جو بھیں ہیں تدبیریں دو

جو تری کامل مشکیں کی بوسبیلانی
پڑے جو عکس گل تر ہزار بن جائیز
مثال غنیہ تو کیوں دل گرفتہ ہوا کرتی
پچھلے ثابت کریں اس وحشی کی تقصیریں
دونوں زلفوں کا تری آیا جوشت حلال
کہا قاصد کہ لایا ہر نہیں پیغام حوال
درد دل دور ہوا سینہ کی سوزش بھی گئی
یابانہ سے بلانیں اُسے یا خط بھی لکھیں

شعرم تخلص جابن نام بنت بند اطوائف ساکن جلیستہ ضلع متھرا اقمیم کوئل عرف
علیگڑہ کا ہے جو میرے عنایت فرما میرزا امیر بیگ صاحب میرزا تخلص دہلوی
رونق افزا سے کوئل کی محبت سے شعر کہتی ہے۔ یہ مقلع اُس ذکی کا ہے جو سنا
سنایا یاد رکھ گیا

غزلان حرم سے اڑ کے چشم باریں اُٹے

شیر ایا کچھ آنکھ پڑھ کر شوخی قید ہو جا

شوخی تخلص گنایک نام زوجہ نواب عماد الملک غازی الدین جانا بہادر نظام مرحوم
وزیر عالم گیارہویں کا ہے بعض تذکرہ نویس اسکو تخلص نام شاگرد میرزا الدین صحت
لکھ گئے ہیں۔ او کسی نے اُسکا تخلص فقط قرار دیا ہے۔ ایک کا قول ہے کہ
یہ شاعرہ علی قلی خان شمس گشتی کی بیٹی نظام کی منکوحہ میر میر سوز اور رفیع لکھنوی

سے اصلاح لیتی تھی۔ ایک شاعر اپنی کتاب میں اسکا نام زیب النساء لکھتا ہے۔ یا شاید کسی کتاب یا صبح کی غلطی ہوئی ہو۔ کیونکہ نگہتِ ساحق اور یہی غلطی کرے۔ خیر میر تقی رب الدین صاحب باطن الکبریا دی اپنے نغمہ عذرا لیب میں اس نازک خیال کی نسبت یوں نغمہ سرائی فرماتے ہیں۔ گنا بیگم از خاندان عصمت جناب نواب عماد الملک غازی الدین خاں دختر علی قلی خاں نظامِ مخلصؑ خاکسارِ بچیمان کا فہم ناقص اس فقرہ میں کہی جگہ سرگردان ہے۔ اول تو یہ کہ نظامِ مخلص کسکا تھا۔ آیا علی قلیخاں کا یا گنا بیگم کا اور یہ دونو تو ہم غلط ہیں۔ از خاندان عماد الملک کے معنی ظاہر نہیں کرتے کہ یہ اس نواب کی بیگم تھی جو سجان اللہ اسی برتے پر حضرت اپنے مسکن کو فخرِ دہلی اور جدِ ہلی کہتے ہیں۔ دلی والوں پر زبانِ طعن دراز فرماتے ہیں۔ کیا کیا عمدہ فقرے نئی نئی ترکیبے گھڑتے ہیں۔ شیفۃ و آزرہ و مومن و وحشت و صاحب و غالب علی کل غالب تک پر مبنی آتے ہیں جو بہتر شاعر ہر موصوفہ کے لطائف دیکھے۔ اشعار پڑھئے۔ ان فتنہ انگیز باتوں کے درگزر کے حکایت ایک دن کا مذکور ہے جو تذکرہ نہیں مسطور ہے کہ نواب صاحب باغین اشرف لائے۔ بیگم صاحبہ سیرچین میں مصروف پایا۔ فرمایا کہ چلو بارہ در میں بیٹھ کر سیر کریں۔ جواب ملا کہ حضور اشرف پچلیں نوٹھی بھی حاضر ہوتی ہے۔ غرض کہ نواب صاحبہ جا بیٹھے۔ فوراً باغ کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائ نے خوابِ نشین کا شہرت پالایا۔ اتنے میں بیگم صاحبہ بھی درآمد ہوئیں۔ آپکو سوتے دیکھ واپس چلیں۔ مگر آنکے پاؤں کی آہٹ سے غزال خوابِ رم گر گیا۔ نواب صاحبہ نے معایہ مصرعہ فرمایا جو

آکر ہماری نقش پہ کیا کر چلے

اس حاضر جواب نے کہا جو

خوابِ عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے

تنبیہ میں یہ حکایت بہارستان ناز مطبوعہ دہلاؤل سے نقل کی تھی مگر اب تحقیق ہو گیا کہ یہ شعر میرزا عظیم اللہ بیگ عظیم شاگرد عاظم کا ہے۔ واللہ عالم بہار آرا نے یہ حکایت کہاں نقل کی تھی دیکھتے ہو گئے گا۔

روایت ایک روز نواب صاحب نے یہ شعر موزوں کیا تو

سر سے پاؤں تک سفیدی آگئی تیرے چال

اس کا جواب اس بدیہہ گو سے پایا تو

پردہ فائوس میں رکھتی ہر عصمت کو بھال

اب اس کے اشعار پر مذاق ملاحظہ فرمائے تو

ہاتھ ایک اور بھی لگانا تھا

ہماری خاک پہ اس گل زنجب لگا دیا

یا الہی یہ کس سے کام پڑا

شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہر نسبت ہو

شک میاں طلب میں تیرے جھٹک جھٹک

میری بھی مشت خاک کا کچھ پایہ ہے ضرور

مقابل ہوا اگر کبے تیرے مصری چبا جاؤ

آیا نہ کبھی خواب میں بھی وصل میر

اب چھایا ہے مینہ برستا ہے

لے اُڑی طرِ فغان بلبلِ نال ہے

شمع کی طرح کون رو جانے

قیس کو وہ جہد میں نہیں رہتے روبرو میر

تیرے منہ کی بجلی دیکھ کر رات حیرت

ہاتھ ایک اور بھی لگانا تھا

دم سچے سے سر سے آشکار کیا

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

کیونکہ یہ ہے رخ خنداں وہ روتی صورت

جوں حلقہ در پہ رکھے سر کو چمک چمک

ای جاہل نہ بیگ جانو دامن جھٹک جھٹک

ترے آنکھوں کی بجلی کرے بادام کھا جاؤں

کیا جانے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

جلد آ جا کہ جی ترستا ہے

گل نے سیکھی روش چاک گریاں ہے

جکے جی کو لگی ہو سو جانے

میری ہر مژدہ آدرجگر موتی پر روتی تھی

زیر پر لٹھی تھی طعنی اور شمع روتی تھی

<p>جطرح لگی دلکو مرے چاہ کیسی کیلی اس زلف دراز اپنی نونا لہم نکتہ دہی نے نامہ پیغام زبانی نہ نشانی عذریوں کو وہ گلزار مبارک ہو رات دن جس لئے روتے ہو سولہ کر جھوٹے کہتا ہے تو قاصد نہ بانی پیغام مجھے کرتی ہی رہی زلف کجی کیا کیجے بغیر دیکھتے تیرے اتوں نہیں حتی چشم حتی تک بھی اگر چاہو تو سواں نہیں ہے اب خواہیں ہی۔ وصل ترا ہو تو ہو بار پر دہیں اور عیش سے مایوس ہے</p>	<p>اس طرح نہ لکھو مرے اللہ کیسی کیلی کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کیسی کی حالت سے کوئی کیونکہ ہوا نگاہ کیسی کی ہم کو یہ سایہ دیوار مبارک ہو ایک دن تگم وہ دیدار مبارک ہو مجلو باور نہیں جب تک نشانی آوے دل میرا لیکے یہ کہتی ہی رہی کیا کیجے اسکی تدبیر کہو اتوں جی! کیا کیجے کچھ آو جو دم نہ تو مرے پاس نہیں ہے ظاہر ہیں تو طے کی میں آس نہیں ہے نقش یا تاک بھی مرے دیکھ جا سوسی ہے</p>
<p>شیرین تخلص از بریگانام ہے۔ اس شاعرہ کا لکھنؤ مقام پہلے میر محمدی بہر سے ہم مشورہ رہی۔ بچہ شیخ امداد علی بھر کی طبع مزاج سے لب زیر سخن ہو کر صاحب دیوان ہو گئی۔ اسکی کئی غزلیں فارسی اور اردو کی بندہ کے پاس ہیں۔ جنکے چند اشعار اپنے اپنے موقع پر لکھے ہیں۔ سخن فہم ملاحظہ فرمائیں اور اسکی ذہانت کی داد دیں جو کہ ملاحظہ فرمائیں</p>	<p>بہتر یہ ہے نہ کوئی کسی سے لگائے دل ایم کاش موت آئے کسی پر نہ آکر دل ایسی پر ہی خصال یہ کیونکہ نہ آئے دل زلف نہیں پھر کیسی نہ مج کو چھینائے دل بہر شعلہ رو کو چاہے تو جو لھیرے دل</p>
<p>سنا ہے کون کس کہوں ماجر دل کیونکہ میں جس ہوا جو قابو سے جاوے دل باتیں وہ دلفریب ادائیں وہ دل ہوا کیونکہ سے نکال کے سید سے پھینک دیں الفت بھی چاہے پہ ذرا دیکھ بھال کر</p>	<p>بہتر یہ ہے نہ کوئی کسی سے لگائے دل ایم کاش موت آئے کسی پر نہ آکر دل ایسی پر ہی خصال یہ کیونکہ نہ آئے دل زلف نہیں پھر کیسی نہ مج کو چھینائے دل بہر شعلہ رو کو چاہے تو جو لھیرے دل</p>

میر تقی میر کی شاعری میں اس طرح کے شعر بھی ملتے ہیں جو اس کے ہاں بھی ملتے ہیں۔
میر تقی میر کے شعر میں اس طرح کے شعر بھی ملتے ہیں جو اس کے ہاں بھی ملتے ہیں۔

تمسے خدا خواستہ کوئی لگا کر دل
جسکو خد زراب کرے وہ لگا کر دل
اگر تم شمع محفل ہو تو پیندہ ہے پروانہ
ہماری زندگانی کا ہوا لبریز پیمانہ
کوئی مسجد بناتا ہے کہیں بنتا ہے تہ خانہ
رہے آبا دیار! حشر کسائی کا میخانہ
فقیری میں بھی شیریں مریں تلخ شہانہ

بہر و بہر و ت و نا آشنا ہو تم
شیریں کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی
پرینا دوں میں تم مشہور میں مشہور یوں
اگر آجوتھ سوساتی کے شیشہ ہو گیا ثابت
کہیں عشق حقیقی ہے کہیں عشق مجازی ہے
ہو میداں قیامت میں بھی دوسرا غزل کا
نہیں مسند تو کیا پروا خلیفہ اپنا مکہ سے

اشعار متفرقات از غزلیات مع جہ

برگ گل عجاز لب سے برگ مسون ہو گیا
ہر طرف تھجو جلوہ گرد دیکھا
نخل الفت کا یہ ثمرہ دیکھا
چشمہ آب بقا ہے سکنہ ریتا
حیراں ہوں مثل آئینہ کی کدھر کر آپ
مقدریں تھی سانپ بھوک کی الفت
ہوئی شاخ سنبل کو جگنو کی الفت
دل میں رکھو غبار کیا باعث ؟
جو دیکھے چاند آجائے گہن میں
میرے ہاتھ کا پاں کھاتے نہیں ہو

اُسے جب مٹی لگائی او جو بن ہو گیا
آنکھ اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا
لخت دل آئے شاخ مرقا گان
دہن یار کا بوسہ نہیں ملتا دلو
دل میں جگہ بنائی ہے رستہ کی آپ
ہوئی سے ہمیں لفت آبرو کی الفت
چمکتے ہیں گیسو پہ افشاں کے ذرے
خاک کیا جانکر مجھے اپنا
وہ عالم ہے ترے گورے بدن میں
خدا جانے کیا دل میں ہے بگمانی ؟

شیریں تخلص اس اسم با سحر معنی فہم کا۔ جو نوازش جہاں بیگم صاحبہ
والی ریاست بھوپال ادا م اللہ سلطنت صاحب یوان میں۔ مولوی حیدر لدین احمد

یاد

صاحبِ ذیتِ مرحومہ اسی گوارے کے کلامِ پاک کو پاکِ نظر سے فرماتے تھے۔ اگر
حضور کے اوصافِ ہمایوں تحریر کرنے چاہوں۔ تو ایک دفتر بھروں پھر بھی بکر
از ہزار نہ لکھ سکوں۔ اس سبب سے فرطِ ادب اُسکے لکھنے کی اجازت نہیں دیتا
محبوبِ ایک غزل تبر کا نذرِ حباب ہے

خالق ہے خدا کے سحر و شام پہلا پیدا ہوئے ہم اُمتِ محبوبِ خدایر آتی ہے ہوا سر و گھٹا اُٹھتی ہے گھٹنگھو میتا بنی دل اُسکے بھی دلیں تو اثر کر اسے بادِ صبا تو ہی تن زار کو لے چل ہم کرتے ہیں حج کو چہ دلدار کا اپنے فرقتیں تیری ساتھ دیا اپنا اُسی نے پہلی سی رُکا وٹ نہیں سے نظرِ لطف کافر کیا مجھ کو۔ تری اس زلفِ کافرا دنیا میں برا شور ہے شکر شکنی کا	مشہور اسی نے یہ کیا نام ہمارا برتر نہ ہو کیوں ہر تہہ اسلام ہمارا منگو اوڑھنا مٹی و جام ہمارا میتا بھی تھے ہے پیغام ہمارا گلزار میں آیا ہے وہ گلغام ہمارا ہے چادرِ تن جامہ احرام ہمارا کام آیا بہت یہ دلِ ناکام ہمارا آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا شیریں جو تخلص میں ہوا نام ہمارا
--	--

شیریں تخلص شیریں حید نام لکھنوی شاعر کا ہے۔ رسالہ سیرِ سیاح میاں
الہ واد خان صاحب صاحبِ لطافتِ قلبی سے معلوم ہوا کہ۔ یہ رقاصہ محبوبہ ہنوز اپنا
ناز و انداز دکھا رہی ہے۔ اور اس طرز پر غزل طرازی کرتی ہے

فصلِ گل آتی ہوا دستِ جنوں دھیان دل پساجاتا ہے قدموں کے صاحب تری صورتِ یہ نظر ہو ترے قہرِ مہر خانہ جہنم سے یہ بیکے سدِ معاری مری روح	انگڑے دامنِ مہرِ سلامتِ گریبان رہے پانواہستہ ہر کھنے کا فردا دھیان رہے تری الفت میں مروں میرا یہ ایمان رہے اُسے گھر جاتے ہیں۔ تھوڑی یہاں بھان رہے
--	--

کسمی شب کی کہ گھر میں مگر نہان رہے
کہ سدا دین محمد میرا ایمان رہے
دل قیاب میں لاکھوں میرا رات بے

کیوں حضور آپ کے وعدہ ہی پہ بالابر سو
اب یہ خالقِ محرابِ روزِ دعا ہے شہیل
آرزو کوئی نہ بن آئی فلک کر ہاتھوں

صافغص کی ردیف

صاحبِ مخلص امتہ القاطن نام مشہور بہ صاحبِ جی۔ غارت سے چلے پوربے
طلوع ہو جلوہ افروز دلی ہوئی۔ حکیم مومن خالص صاحبِ مومن مرحوم سے اپنی
بیمار کا علاج چاہا۔ مگر یہاں یہ نقشہ ہوا ۵ مرزدہ باد اسے مرگ اے عیسیٰ آپ ہی بیمار
یعنی حکیم صاحبِ حکمت کا رستہ بھول از خود فراموش ہوئے۔ نوحہ عشق کا درس شروع کر گئے
اس فدا دار نے بھی اپنے مریضِ طبیب کی برابر ایک سال تک خوب ہی دل کھول کر
شریت وصل پلایا جب فریقین کو صحت کلی و شفقتِ دلی حاصل ہو گئی تو یہ دلربا لکھنؤ
چلی گئی۔ حضرت نے نوحہ مثنوی قولِ عیس کا اسکی مفارقت کے بیان میں خوب
موزون فرمایا ہے۔ اپنے فیضِ صحبت سے اس محبوبہ عاشق نواز کو شاعرہ بھی
بنا دیا ہے۔ اب انہیں کہ یہ زندہ ہے یا مر گئی۔ مگر یارونکی یاد کار کیوٹا
یہ کلام چھوڑ گئی ۶

سما یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا
یہ جلوہ خانے دکھایا تو دیکھا
ٹٹ کر رکھے نسیم سے کہہ دو بھیا تو دل
پھر سچی کچھ نظریا دیکھئے کیا ہوئی
دکھانا مرانا مہ اعمال الہی !
یوسف سا غلام اک مجھ کو ڈیال الہی !

قتیبہ کا جانا کہاں دیکھتا تو
کہ کیا ہا صنم کے نظارہ میں ز اہد !
طو لے ہیں اسے پیر بن یوسفی کے بند
نظر سے جانبِ اختیار دیکھئے کیا ہوئی
جو خطر جبین کا مرے کاتب ہر اسی کو
صاحب جو بنایا ہے۔ تو مانند زلیخا

ص

صدر تخلص نواب صدر محل صاحب کا ہے انکا آؤ کچھ حال عاصی پر معاصی کو معلوم
 نہیں ہوا ہوت اتنا سنا کہ اس شاعرہ لکھنوی کا ایک یوان بنام بادشاہ نامہ اور
 ایک نامہ اسم گلدستہ تصنیف ہو چکا ہے ہنوز شق سخن جاری ہے۔ یہ غزل اسکی
 بھر یاد گاری ہے

جوش جنونیں اقدن سے رہا الگ الگ سینے بلائیں لینے کو ہاتھ بڑھائے بڑبڑ شمع جلانے آئے ہیں۔ آج وہ میر تقی میر خاک ہونو فکی بھلا تیرے مریض عشق کی بجز یہ خج خج کی زمی انکو ہوانہ کچھ اثر حسرت و آرزو بخیر وصل در دو مصیبت افت	میں صبح الگ الگ لوگ جدا الگ الگ منہ کو پھر کے یار نے مجھے کہا الگ الگ چلیو خدا کیو اسطے باد فنا الگ الگ میں ہوں دو اور دو اور دور مجھے وہ الگ الگ نالے گئے الگ الگ آگے رسا الگ الگ سر کا ہے لطف الگ الگ کس کا الگ الگ
--	--

صدر وہ کم نصیب ن جویں گر اٹھاؤں ہاتھ
 باب قبول سے رہے میری دعا الگ الگ

صنم تخلص کی درگاہ نامی اکبر آبادی ایک مجنی ہے۔ جو اس زمانہ میں بنام درگاہ بان
 شہرت رکھتی ہے۔ کسی اجد کی سرکاریں گانے پر نو کر ہے۔ اور نہایت متمول جو
 میرے دو تین دوستوں نے جنھوں نے اسکی صحبت کا حظ اٹھایا ہے۔ اسکی
 لیاقت اور حسن اخلاق کی بہت تعریف کی ہے۔ ایک مہربان نے اسکا تخلص
 لفظ بتایا تھا۔ مگر کلام اول اول معلوم ہوتا ہے۔ بہر کیف یہی کلام اسکا
 اس وقت موجود ہے

چھپایا اگر رخ پر نور اپنا رومال کے لپاس میں ابر کے بار	جسے گا طالب دیدار کیو مگر پانی پیا کیا میری چشم پر آب سے
---	---

صنم پر تخلص انرجیونی نام سے جو تیرہ کی طوائفوں میں کوئی کجی تھی۔ جو

سلک صوملیم برودہ۔ کیا کہے ہیں۔ کہ وہ گلاب اس شاعرہ سے شوق خلق اول یاد و سرود
 میں اسکا ذکر کیا ہوتا۔ اب دفعہ ثالث میں میں اسکا ذکر نکالی سے سخن سازی کیوں کرتی ہو۔ ۱۲۰ سنہ یعنی ۱۸۰۷ء

دست تک دہلی میں رہ کر رہا اسے بھی ہونی بہا رہی۔ مذکور ہے کہ یہ شاعرہ بنو حواج
 قدم شریف مدفون ہے۔ ولیدہ بھری میں اسنے اپنی جدائی کے داغ کا گل کھلایا
 تھا۔ مگر گلدستہ سخن اسکا اب تک اسی طرح تازہ ہے۔

زنگی تکے یار میں ڈلوگ	مر گئے پر یہ آشنا کے
دل نہ آئے انکو تو خدا کو مان	اے صنوبرِ بیت بھلا کسکے

ضیا و ضطغ کی ردیف

ضرورت تخلص شرف النساء نام زوجہ میرزا کو بیگ مرحوم نسل تیموریہ سے تھی۔

سبز رہے باغِ سدا زینِ نبی کا	کئی مدنی ہاشمی و مٹسبی کا
یارِ آبِ ہر شاہد ہمیشہ چربن	کئی مدنی ہاشمی و مٹسبی کا

ضیا تخلص ضیائی بیگم نام۔ زوجہ حکیم نور علی لکھنوی۔ بقول صاحبِ ہارِ شاعرہ قاضی
 عربی و فارسی زبانوں میں بھی شعر کہتی تھی۔ باسٹھ برس سے زیادہ عمر کی ہو کر عازم
 ملکِ بنگال ہوئی۔ یہ نمونہ اسکی ریختہ گوئی کا ہے اور اچھا ہے۔

تمہارا جسے۔ ہمارا جسے۔ نہ آٹھ سیک کا عتاب ہرگز نہ

اُسٹھے تو کیونکر اُسٹھے پاتا و کہ۔ تم ہونا رک میں تھے اس ہیں

میں ہوں دنگِ خلق کہ کھتی جو جگہ کا	اسکو بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی
میں نے پوچھا قتلِ جگہ کیجئے گا کس طرح	بولے قحط کی کبھی۔ گاہے نگاہ تیز
ستوں میں شہِ چچ کھلے زلفِ یار کے	دعویٰ دروغ ہو گئے مشکِ تیار کے
شمشاد گر دسایہ قامتِ چمن میں ہیں	خورشید و مہ شمع ہیں خسارِ یار کے
بیوہ بہ بو شراب کی منہ میں نہیں ضیا	چوسے ہیں ہونٹ تھے کسی بارہ خوار کے

طالعہ کی ردیف

فردینا

طلب مجہول الحال کسی عورت کی یہ مقال ہے

طلب کو حسب تھی جو دیدار کی | کھلی رہ گئی آنکھ بیمار کی و

ظاہر معجزہ کی ردیف

ظرافت جو گلستان سخن میں مسطور ہے۔ وہی یاں بھی مذکور ہے کہ

ظریف ایک پردہ نشین جو کبھی شوخ رویوں اور دلبروں کے زمرہ میں شمار کیجاتی تھی

آسکے لب میں شراب بھرتا | جس سے آفتاب سے بھرتا

عین بنیقلہ کی ردیف

عاید تخلص نواب مراد بیگ صاحب مرحومہ عابدہ فاضلہ کا تھا۔ جو نواب محمد یوسف علیا

بہادر مغفور والی رامپور کی دختر نیک اختر تھی۔ اور نوابین العابدین جاں بہادر

حال فوجدار راج سواتی بیپور کی محل خاص شمار کیجاتی تھی۔ علم فضل میں

گویا زریں لہار یعنی مخفی ثانی تھی۔ چنانچہ میر کی کتاب شاعر بہتامنشی محمد علی

جو یا مراد آبادی مقیم بیپور اپنی کتاب سرودھبی یعنی خیابان تاریخ میں زریں

ارقام فرماتے ہیں۔ میں اُس کے خرم فیض کا خوش چین ہوں۔ اور یہ کہ

کلام اُس کے مطلع سخن کا فیض ہے۔ و الغرض بیگ صاحبہ مرحومہ یوان فارسی

و اردو اور نیز مشنوی شکوہ کے بیان میں یادگاری کے لئے چھوڑ گئی ہیں

مگر انوس کہ میری نظر سے اب تک اس عابدہ عارفہ فاضلہ کاملہ کا کلام نہیں گزرا

مجبوراً کامی شعر گوئی کا آخری مصرعہ بے کم و کاست اسکی تاریخ وفات

ظاہر کرتا ہے۔ اور جو یا مصروف اُسکوں کو نظمیں فرمایا ہے وہ

یہ کرامت اسکی جو جو ملا کہ خود فرمادیا (تا قیامت رحمتِ خلاقِ باری قبر)

طلب

ظرافت

عابدہ

لکھتے ہیں اور لاغر می ہر رنگ کے گوشت کو
ہے شکر گنم کی بس کافی ہماری قبر کو

تاریخ گوئی کا بیان تہیہ

ماطران علم دوست کی خدمت عرض کیا جاتا ہے کہ گویندہ نے اپنے تذکرہ گلہ سترہ
نادر الاکار میں فرالبلخت درج کی ہے۔ وہاں سے تاریخ گوئی کا دھنک بھی کچھ
اخذ ہو سکتا ہے۔ اونیز میرے ہریان میر عباس صاحب ایک سالہ بنام استخراج التواریخ
چھپوایا ہے۔ پس یہاں زیادہ توضیح کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ الا جو یا ممدوح کی
کتاب جواب مسطور میں عجیب عجیب باتیں نظر آئیں۔ بے اختیار دل چاہا کہ اسکا
لب لباب بھی نذر احباب ہو پس نادریا وہ گو عرض کرتا ہے۔

مام باتیں جنکی واقفیت تاریخ گو کو لایند

ایسے چند عرفوں کے جنم کو تاریخ کا مادہ کہتے ہیں جنکے عدد جو قبل کے حساب سے حاصل
ہوں سنہ سال مطلوب کے برابر ہوں۔ مام باتیں جنکی واقفیت تاریخ گو کو لایند
اعلام ہے کہ جملہ جسکو مادہ قرار دیا، موزون یا ناموزون یعنی پوسنہ ہجواہ پر لکند
سب بھترہ مادہ ہے جو اس اقعہ پر دلالت کرتا ہو جسکی کہ وہ تاریخ سے مثلاً
میرزا رفیع السودا نے کسیکے باغ کی تاریخ میں کیا خوب کہا ہے۔ مام باتیں جنکی
سیر عدوے بہار ش بریدیم و لغتم بگلشن تو الہی گزند وے زرد
مادہ تین طرح کا ہوتا ہے۔ کامل۔ ناقص۔ زائد۔ مام باتیں جنکی واقفیت تاریخ گو کو لایند
کامل جیسے مرآۃ خیالی اس کتاب کا ہے۔ ناقص جسکے
ناقص جسکے عد کچھ کم ہوں اور یا اشارہ لطیفہ اسی کو ی حوت بڑھا کر سنہ مطلوب

تکالیں۔ جیسے جناب میرزا قمرالملک صاحب ملک مظلہ العالی نے بندہ کے تذکرہ نادر الاذکار کی تاریخ نویں موزوں فرمائی ہے۔ اور اس عمل کو تعمیہ کہتے ہیں۔

تراوید و پیسر گشت کا مش	زرشخ کلک نادر نقش ناؤ
نہادہ نادر الاذکار نامش	برائے سال تالیف از سر فہم

زائد وہ مادہ ہے کہ جسکے عدد اعداد مطلوبہ سے زیادہ ہو جائیں۔ اور اسکو یکنائہ فصیح کم کریں۔ اس عمل کا نام تخمینہ ہے۔ جیسے بندہ کے شجرہ خاندان تیموری کی تاریخ چھٹی ہے۔

بے سر بغض سے نکو سیر	ہست تاریخ غیرت گلزار
----------------------	----------------------

یاد رکھو کہ چند باتیں فن معما کی تاریخ گویوں نے مان رکھی ہیں جو تعمیہ تجربہ کے عمل میں مستعمل نہیں ہیں انکا ماضی رکھتا ضرورت سے ہے۔ و جہاں تعمیہ تجربہ اکثر دو حرفی سے حرفی لفظ کے ایک حرف سے کیا کرتے ہیں۔ پس سر کلمہ کے حرف کو ابتدا۔ اول۔ لب۔ دست۔ چشم۔ رخ۔ دہان۔ دندان۔ روئے۔ زبان۔ بینی۔ پیش۔ شلخ۔ سینک۔ راس۔ سر۔ بعد۔ چوٹی۔

وغیرہ الفاظ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ و جہاں وسط کلمہ ہوا ان ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ و جہاں وسط۔ اوسط۔ درمیان۔ میان۔ کمر ضمیر۔ دل۔ جگر۔ قلب۔ شکم۔ پہلو۔ بازو۔ ناف۔ وغیرہ۔

تیسرے حرف کے یہ نشان مقرر ہیں جو اکثر کلمہ کا اخیر ہوتا ہے۔ و جہاں انجام۔ پا۔ پس۔ پایاں۔ انتہا۔ حد۔ آخر۔ دم۔ پاشتنہ۔ زانو۔ وغیرہ۔ اگر میں ان سب کی مثالیں لکھوں۔ تو طویل فضول ہو۔ مختلف شاعر و نثر نویس نے ان کی مثالیں ظاہر ہیں۔ العاقل نکتۃ الاشارة۔

دیکھو اٹھارہ سے بہتر سنہ عیسوی میں دو ایضاً تین بتا سوں کی رسید کی تاریخ

سنہ تازہ غنہ بتا سے آئے

پس سنہ بارہ سے بیاسی بھی اسکو پڑھ سکتے ہیں۔ اور عدد بھی مطابق ہیں

صنعت مرقع جسکے مادہ کا ایک حرف نقطہ دار ہوا اور دوسرا نقطہ

تنبیہ علم بلیغ میں اسکو صنعت قضا کہتے ہیں۔ پس یہاں بھی یہی نام ہو گا معلوم ہوتا

سال اسکا۔ بلند تر قیمت

صنعت منقوطہ وہ مادہ ہے جسکے سب حرف منقوط ہوں

شب خفت شفیق۔ ۶۱۸۷۲

صنعت مہملہ جس میں مادہ بے نقطہ ہو

کہ گرد و مالک و سردار و سرور و شکر و شکر ہجری

صنعت رعنا۔ اگر کسی ایک مادہ سے دو تارینیں اسطرح نکالیں کہ اسکے

حروف منقوطہ سے ایک کامل تاریخ نکلے اور مہملہ سے دوسری۔ تو اسکو اس نام

سے نامزد کرتے ہیں۔ کیونکہ گل رعنا دورنگا ہوتا ہے جو اسکی دو مثالیں چمن اند

کے اخیر پر بھی ہیں

شہادہ

روضہ فردوس و رشک صد جمال و رورق

شہادہ

صنعت موصل و غیر موصل جبکہ مادہ کے حروف موصل سے بھی تاریخ

کامل ملے اور حروف منقطع سے بھی

شہادہ

مثال نور حیاتا باں عجب چراغ ادا

شہادہ

صنعت منقلب کے مادہ کو چاہو جسطرح الف پلٹ کر یٹھو وہی پڑ جائے

گفتم برائے سالش شتاباش کلک شتاباش

شہادہ

صنعت تقسیم وہ ہے کہ عدد کے حصہ دو چن یا سہ چن لے جائیں

شہادہ

۱۲۸۷ھ

لے دال کردوچند سچند اسکو پچھرتیں و

یعنی اول اکائی میں دال کے عدد ۳ کو رکھا۔ پھر اس کے دوچند ۶ کو پچھرتی کے سچند ۳ کو لکھا۔

تنبیہ بھیران ناو نراناں عرض کرتا ہے کہ اگر اس صنعت کا نام صنعت جبر رکھا جائے تو بہت ہی مناسب۔ اس نکتہ کو محاسب خوب سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری رائے ناقص کے موافق صنعت تقسیم کی مثال یہ ہو سکتی ہے۔

بارہ کاپونہ او چھنا حصہ دیکھو ۱۲۹۱ھ

یعنی پہلے بارہ کاپونہ سمجھو پھر اس کے پونے یا تیس چوتھائی یعنی نو کو دہائی بناؤ اور اسی بارہ کو چھ پر تقسیم کر دو خارج قسمت کو اکائی کی جگہ لکھو تو اس کتاب یعنی مرآۃ خیالی کی تصنیف تالیف کے جزئی ۱۲۹۱ھ پیدا ہوں۔ فافہم و عہدہ

صنعت اوائل جبکہ سب لفظ سے تاریخ پیدا ہو

ہاتھ و جور و پری آدم گفت ۱۲۹۲ھ

انتباہ اس صنعت کی دوسری مثال بندہ اسی کتاب کی تالیف سینہ عیسوی میں یوں عرض کرتا ہے

ہمدوم عابد و ضیا۔ فافل اند ۱۲۹۵ھ

گوہر چہار شاعرات کے مخلص ہیں۔ مگر اول و آخر کو مخلص نکر دانو۔ تو گویا صحبت نسواں سے پرہیز کر نیکو ایک عمدہ نصیحت اور تاریخ تالیف کتاب بھی ظاہر ہے

صنعت فانی جبکہ کسی واقع کی تاریخ فال کے طور پر کسی کتاب سے دیکھی جائے جیسے امراؤنگیم صاحبہ کی تاریخ ایکے کلام سے میر جو یا صاحب نے لکھی ہے

صنعت ریاضی جعفر قاعے ریاضی کے مشہور ہیں۔ سب تاریخ پیدا ہو سکتی ہے مثلاً جمع۔ تفریق۔ ضرب۔ تقسیم۔ اربعہ۔ ستہ۔ کسوا و عشر و غیرہ

سلسلہ وغیرہ کے کل قاعدوں سے تاریخ بنا سکتے ہیں۔ تمت مفاد کلامہ +
 تنبیہ ذرہ میقاتیہ عن کرتا ہے کہ اگر کسی صنعت حسابیہ کے نام سے
 کہتے تو مناسب ہے کیونکہ یہ قاعدے حساب کے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ایک ہی مادہ میں دو متین
 عملوں سے کام لیا جائے جیسے تذکرہ نادر الادب کا کہلی تاریخ میں یوں لکھی ہے +

ولی مضروب مولی کے سر سے | ولی کے دلیں جس کا ایک نشان ہے

ولی کے ۴۶ عدد مضروب اور سر مولی کے ۴۰ مضروب فیہ جبکا حاصل ضرب ۱۸۴۰
 ہوا۔ ولی کا دل لام ہے جس کے ۳۰ عدد ہیں۔ دو نو کو جمع کیا تو مجموعہ ۱۸۴۰ اسے مطلوبہ ہو
 اسے ظاہر معنی مصطلح فقر ہیں۔ اہل ل اسکو خود جانتے ہیں تشریح کی حاجت نہیں +
صنعت ملفوظی جبکہ حروف ملفوظی ہی کے عدد لئے جائیں یا یہ کہو کہ حروف
 کے اسموں کے عدد دیں یعنی تہر و بنیات دو نو تکے عدد ملا کر تاریخ پیدا ہو +

سراج سعادت۔ ہے تاریخ اسکی + مثلاً

سین۔ را۔ الف۔ جیم۔ سین۔ عین۔ الف۔ دال۔ تا +

۱۲۰ ۲۰۱ ۱۱۱ ۵۳ ۱۲۰ ۱۳۰ ۱۱۱ ۳۵ ۴۰۱ = ۱۲۸۲

تنبیہ اگر اس کو صنعت الاسما کہیں تو شایاں ہے کیونکہ اسمیں حروف سے آسموں
 سے کام لیا ہے اور ملفوظی صرف تیرہ حروفوں کا نام ہے (الف جیم دال ف ال سین
 شین صاد ضاد عین غین قاف کاف لام) پس صنعت ملفوظی کا وہی مادہ ہو
 جہیں ان حروف سے کام لیا جائے اور کوئی حرف نہ آئے۔ جیسے قلت تعلق شغل کے
 بارہ سو اکھٹے عدد ہیں + یا یہ اعتبار تقطیع کے ملفوظی حروف کا لحاظ کیا جائے
 جیسے سودا کے ایک جگہ نوآب کی داوٹ۔ دو کو دو حرف خیال فرما کر بارہ عدد
 شمار کر لئے ہیں +

یہ فتح نو مبارک نوآب نامدار + مثلاً

مگر غلطی ہے اسکو کینے جائز نہیں رکھا +

صنعت نادار میں شمار حروف کے عدد دیتے ہیں جیسے الف مسمیٰ کہ اسکا شمار ایک ہے پس ایک کے تیس عدد لے لئے جو یا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ صنعت بہت ہی مشکل ہے۔ اس میں صرف مظفر خاں گرم اور مومن خاں حسن مرحومین نے ہی ایک ایک تاریخ لکھی ہے۔ اور کسی سے نہوسکی (مومن) اس نہ پیمت (جو یا) یا شیخ تشریح مادہ اول کی یہ ہے +

ا ی ن ن س ب ت حروف
ایک دو پنجاہ پنجاہ شصت دو چہا صد شمار
رواد ثانی کی تشریح شریفی تیزو
۳۰ + ۹ + ۶۱ + ۶۱ + ۶۰ + ۱۰ + ۳۰ = ۱۲۶۸
۱۲۶۸ = ۱۲۶۸

جو یا موصوف نے اس صنعت میں پچیس تاریخیں لکھی ہیں۔ میں نے صرف نمونہ دکھا دیا +
اس شاعر بکتا نے اس صنعت میں خوب ہی علم استاد دی بلند فرمایا ہے +

تنبیہ اگر اسکو صنعت شمار مسمیٰ کہتے تو مناسب مقام تھا +
صنعت ایجا و حسین لفظ مادہ کے اعراب کے بھی عدد شمار کر لیں +

شہاب ثاقب کی تاریخ +

اسکی تاریخ صاف تارہ ہے +

ت + زبر + ۱ + ساکن + ساکن + ۱ + زبر + ۵ + ساکن = تارہ
۲۰۰ + ۲۰۹ + ۱ + ۱۳۱ + ۱۰۰ + ۲۰۹ + ۵ + ۱۳۱ = ۱۲۸۶

تنبیہ میرے نزدیک اس صنعت کو صنعت الاسماء الحروف والاعراب کے نام سے یاد کیا جائے۔ تو نہایت مناسب معلوم ہوتا۔ مگر الخفی علی الفہم +

صنعت بلین جبکہ شمار حروف کو بھی حرف فرض کر کے اس کے عددوں سے تاریخ نکالیں۔ اور یہ سب مشکل ہے۔ آج کا کسی صاحب کمال تاریخ اس قسم کی نہیں دیکھی گئی۔ یہ جو یا کا ایجا ہے +

ایک ماہی کی تاریخ + اسکی تاریخ پیل ہے جو یا ۶۱۸۶۲

پ	ی	ل	حروف مادہ
دو	دہ	سی	شمار حروف مادہ
چہار شش	چہار پنج	شصت دہ	شمار حروف شمار مادہ
۸۰۹	۲۶۴	۱۸۷۲ = ۷۹۹	سنہ مطلوبہ

تنبیہ لیکن دوسری تاریخ جو حضرت نے بلا تشریح لکھی ہے درست نہیں آتی +

ایک مہینہ ہے نام یہی سال ہے ۱۲۶۲

۱	ی	م	ن	ہ	حروف مادہ
یک	دہ	چہل	پنجاہ	پنچ	شمار
دہ	بست + چہار پنج	سی + دو پنجاہ	سی + دو پنجاہ	سی + دو پنجاہ	سی + دو پنجاہ
۴۷۱	۲۶۴	۱۹۰	۲۲۱	۱۳۶	۱۲۸۲

مگر اصل میں تو (۱۸۷۲) لکھے ہیں۔ واللہ اعلم یہ مغالطہ کیونکر پڑا جو
اغلب ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہو مصنف جتنا نے (۱۲۸۲) ہی لکھے ہونگے اس
صنعت کا نام صنعت شمار سنی زیبا معلوم ہوتا ہے +

صنعت عجیب اس میں حرفوں کے عدد بحسنہ حسب مراتب لکھے جاتے ہیں +

حال - تاریخ - احباب - جو یا ۱۲۸۱ سال

۱	ح	ب	۱	حروف
۱	۸	۲	۱	اعداد
۱	۸۰	۲۰۰	۱۰۰۰	مراتب

پس آٹھ اجوری حاصل ہوئے +
تنبیہ اس کا نام صنعت طراز ہے نہ معلوم کیا ہے

صنعت غریب جس میں کہانیہ تعمیر فرمہ کیا جائے +

الف آخر - الف اکبر کے لکھ

اللہ اکبر کے عدد ۲۸۹ ہوتے ہیں۔ اور الف بمعنی ہزیرا کے آخر بڑھایا۔ تو ۱۲۸۹

سال پوری ہوئے و

تنبیہ صفت التعمیہ صنعت التعمیہ کو نام سے یاد کیا۔ اور ان دونوں کی مثالیں

اس بیان کے شروع ہی میں موجود ہیں و

صنعت اشکال جہتی لفظی حروف کے شمار کے عدد لئے جاوین و

جامہ عیش۔ اسکا سال ہوا

جیم الف میم با صین یا شین حرف لفظی

سہ چہل یک ہی ہشتاد چہل نہ چہل پانچ یک ہشتاد و پچا۵ + وہ یک صد و پچا۵ = شمار

۲۱۲ + ۸۱۰ + ۸۵ + ۸۵ + ۵۶۰ + ۳۹ + ۲۲۹ عدد

جنتا مجموعہ ۱۹۲۰ سمیت لاجہ دھرم نیت بکرا جا بیت ہوتا ہے۔ اور سرور علیہ میں

اسکی تشریح کے تحت۔ لفظ شین کے نیچے جو عدد (۲۶۸) لکھے گئے ہیں۔ وہ القلم

خیال کرنے لازم ہیں۔ شاعر کی استادی اور اسکی صحت پر ہزار آفرین ہے و

سے این کار از نو تاید و مردان چنین کنند و

تنبیہ اسکو صنعت شمار اسما کہیں تو بھی زیبا ہے و

یک حرفی تیار ترح + اسکی تاریخ کا ف سے جو یا +

کاف } است یک ہشتاد و پچا۵

تنبیہ کان سے مراد کان مرکب میں کہ ہے۔ پس کی حرفی ترح +

ہاں کی حرفی کی مثال یہ ہے جو شیخ محمد جان شاد نے کہی ہے۔ اور یہ شخص میر کا عورت

خات الرشدیہ محمد تقی میر کا شاگرد تھا اس مثال میں صنعت ضرب بھی آگئی۔ کما مر و

الف بگیر ز فرق اسیر کی من + سہ مرتبہ یک مضاعف مضاعف افزون کن +

صنعت کمال جبکہ ادہ کے طاق طاق حرفوں سے الگ تاریخ نکلے۔ اور جفت

صفت سے الگ۔ گویا ایک ادہ سے دو تاریخیں پیدا ہوں و

صنعت کامل جبکہ ایک مادہ سے چند تاریخیں نکالیں۔ اور چند مادوں سے صد
تاریخ استخراج کریں۔ تو اسے صنعت کامل سمجھیں جو جیسے جو ایسا صاحب نے دس شعر لکھی
اور اسے بارہ ہزار تاریخیں نکالیں۔ اس طرح پرکہ۔ اول تو ہر مصرعہ تاریخی کہا ہے۔
پھر ہر شعر کے حروف منقوٹ سے اور نیز غیر منقوٹ سے جدا جدا تاریخ برآمد کی۔ پھر
پہلے مصرعہ کے حروف معجزہ اور دوسرے کے ہملہ۔ اور اس طرح اسکے عکس سے۔ الگ
الگ تاریخ نکالی۔ پس یہ کل ساٹھ تاریخیں ہوئیں۔ مگر حضرت نے آگے ترتیب کے
قاعدہ کو جاری فرمایا کہ۔ پہلا مصرعہ اخیر کے سب مصرعوں کے لئے تو۔ ۳۶ تاریخیں
پھر ہر مصرعہ باقی نو مصرعوں کی مصاریع ثانی سے ضم ہوں تو۔ ۳۲ تاریخیں ہو جائیں
پس یہاں تک۔ ۳۶ تاریخیں ہوئیں۔ پھر حضرت فرماتے ہیں کہ مصاریع اول کو
دوم فرض کیا۔ اور دوم کو اول۔ گو اس ترکیب کے ۳۶ تاریخیں آؤں تو جو جائیگی۔
مگر میرے نزدیک یہ سراسر تکلف بجا ہے۔ الغرض کل ۳۲ ہوئیں۔ اس تکلف سے
بھی پوری بارہ ہزار نہیں آئیں۔ شاید صنعت جبانے کوئی تکلف آور و دراز قیام
بھی کہہ دو۔ جو اس سچائی کی بھرمین نہیں آیا۔ کیونکہ حضرت نے اسکی تشریح
بہت ہی کم لکھی ہے۔ خیر یہ کیا کم ہے جو کہ ہر مصرعہ ۳۶ تاریخیں
چارم ارج پر اس بنگلور کا قاسم لاغبار غبرہ جلد ۲ مطبوعہ ۱۱۔ دسمبر ۱۳۸۴ لکھتا ہے۔
کہ جناب عبد الحفیظ صاحب بنگلوری نے یہ چھ شعر تاریخی اس پرچہ کی تعریف
کے اسی صنعت کے لکھے ہیں جسے دس ہزار تاریخ نکلتی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں جو

تاریخ بصنعت کامل متعلقہ صفحہ ۲۶۱ چمن انداز

۱۰۰۔ قاسم ترغاس اسبت نور ہوا — ۱

۸۔ مل گلشن مریم شیخ سوار — ۲۰۰

۵۔ مالہ نور خاور کاظم ناک — ۲۰

۵۰۔ نسخہ درود بجام کا مکار۔۔۔ ۲۰۰	
۹۔ طالع خرسند بیابان لمع باد۔۔۔ ۴	
۷۰۔ عالم نشر گل و نامہ وقار۔۔۔ ۲۰۰	
۴۰۔ مطلع نور خیمہ و اہل کلمہ۔۔۔ ۵	
۶۰۰۔ خندہ طور حبیب و کوہبار۔۔۔ ۲۰۰	
۳۰۰۔ شمع روشن بایم و طالع صلح کل۔۔۔ ۳۰	
۸۔ حافظ رحم کل اہل حصار۔۔۔ ۲۰۰	
۵۰۔ نشر قاسم مطلع کامل حسام۔۔۔ ۴۰	
۶۰۔ سیف معجز البیدر روح شتار۔۔۔ ۲۰۰	
۱۳۰۰۔ میزان اہل	میزان اواخر ۱۳۰۰

۱۳۰۰۔ ہجری نبوی کے دس ہزار مادہ اسطرح پیدا کر لو (۱) سر مصالیح (۲) ہجری
کا اخیر (۳) ہر مصرعہ تاریخی ہے (۴) اول و دوم مصروف کے حروف منقوط (۵)
غیر منقوط (۶) پہلے نمبروں کے معجم حروف دو سترن کے جملہ (۷) اول کے بے
نقطہ ثانی کے نقطہ دار (۸) ہر ایک مصرعہ اولی کو باقی کے مضارب ثانی سے بطور
دیکر اعمال بالا جاری کرو + تمت مفاد کلامہ
میرے نزدیک توجو یا اس فن میں سب پر ہیقت لیگیا۔ جیسے معاکے فن میں بیانی
جنت ماوائی۔ کہ۔ اس ایک شعر ہے چو آن مہ روئے خود از پردہ نمیدہ دل از
ما برد و آخر کرد نابود + میں سے تین سو ساٹھ نام نکال گئے ہیں۔ یا علم قافیہ میں ملانا
مرحوم نے ایک سالہ وصف خرد کا لکھا۔ پھر اسکی شرح جو وہ حروف میں زیر ارقام فرمائی
۱۷۰۰ اس رسالہ میں سے یہ کافی در علم قوافی کا ترجمہ بنا دہ نے رسالہ غوث قافیہ جناب نذیر کے قلم سے
کے ہمراہ چھپوا دیا ہے۔ اور اہل فارسی دو نو رسالوں کی جناب کے کلیات میں بھی شائع
ہوئی ہے ۱۲۰۰ عفی اللہ عنہ

سبحان اللہ علم استاد ہی ایسے ہی استاد بن فرمایا کرتے ہیں یہی لوگ قیامت

تک کو یہو کا چھوڑا کرتے ہیں و

غرض دریا کو کوزہ میں بند کرنا اور قطرہ کو دریا بنانا کسی کو کہتے ہیں و

صنعت مسلسل جبکہ ایک مادہ کو بہت طرح پر پھیل سکین اور اسکی بجز میں فرق نہ آئے

اسکو مسجع بھی بولتے ہیں و

حضرت نے اس صنعت میں دو شعر ہمارا چھپور کی صحت یا بی بیماری خیم میں لکھو

میں۔ اور انکو چار دائروں میں لکھا ہے۔ پس وہ چوتھہ طرح پر چھپا جائیں + مگر انکا

ارشاد ہے کہ۔ یہ چھپانوسے طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ وہ ہوندا و

مہر سخا ماہ کرم در عجب سروقی	یوسف لقابیل شیم عالی نسب ک سری
------------------------------	--------------------------------

۱۷۸۶	۱۷۸۶ ہجری
------	-----------

روح و غائب قدم اہل دلقان وشی	وصف ترا جوید قلم اوج طرب آید سی
------------------------------	---------------------------------

سم ۲۸	۱۷۸۶ فصلی
-------	-----------

داروہ کی صورت مجوزہ مصنف جیسا کی اصل کتاب میں ہے و

صنعت مہر لعل کئی طرح پر ہو سکتی ہے۔ الامصنف چھپانے جو خطر بخ کی قید لگا

ہے اور مثال میں یہ مصرعہ حاکم عادل مالک نامی بدین قابل مصنف سرور ہشتہ

ہجری بساط پر فرمایا ہے شاید سہو کاتب سے غلط ہو گیا ہے کہ۔ اچھی طرح سمجھ

میں نہیں آتا و

صنعت نوا یکٹہ میں لاکھ تاریخین ہوں۔ یہ بھی ایجاد غامضہ جو یا ہے و

زردست باغی قتل آمد غم فراوان بامربک	۱۷۸۶
-------------------------------------	------

تاریخ قتل میو صاحب گور زخبرل بہادر ہند ہے و	۱۷۸۶
---	------

پہلے اول حرف کو لو اور بعد تیسرے پانچویں ساتویں وغیرہ کو اسطرح چاہو جس حرف

شروع کرو۔ اس کے بعد کو ترک کر کے جاؤ و ہم بھی پڑا تکلف ہے و
اس تکلف سے بھی اول مرتبہ تین تا پچیس تکلیفیں گی۔ اگر اس کے عکس پر عمل کرو جیسا کہ
مصنف صاحب فرمایا ہے یعنی پہلا پچھلا حرف نو پچھ ۲۸-۲۹ وغیرہ

بعد از ان ۲۹ و ۲۴ وغیرہ تو تیس اور ہوں
یہ کل ساٹھ ہوں۔ اب ہ کتے ہیں پھر دوسرے کو پہلا سمجھو اور وہی عمل کرو۔ غرض
اس طرح ۶۰ × ۶۰ = ۳۶۰۰ ہو جائیگا نہ ایک لکھ بارہ ہزار ہو جائیں۔ جیسا کہ حضرت
فرماتے ہیں۔ مگر ان اور کوئی تکلف دو راز قیاس جاری کیا ہو۔ تو سمجھ میں نہیں
آتا۔ بہر کیف یہ باتیں خواہ مخواہ کی فرضی ہیں و
خاتمہ اس کے بیان کیا۔ یہ شوخی بیان خارجہ جو یا ہر لسان کا خلاصہ تمام ہوا و

بندہ عرض کرتا ہے کہ علم بلاغت میں جس قدر صنایع لفظی و معنوی ہیں۔ اگر شاعرانہ خوبی
حادی ہو تو صد ہا صنعت و نمین تاریخ کہہ سکتا ہے۔ غرض جس قدر کسی کو کسی خاص فن میں
ہمارت ہو۔ وہ اتنی قدر زمین ترقی کر سکتا ہے۔ یہ بیان صرف نمونے کے طور پر لکھا
اے تادراں خواہ! تو کہنا ہے کہ ان چلا گیا۔ نازنینوں کی باتوں سے پہلو تہی کرنا۔ اُنکے
مشاققون کو شاق گزارا ہو گا۔ خیر گزشتہ مصلوٰۃ۔ اب پھر میل تذکرہ کا تذکرہ چھیڑ و
عالم تخلص سے خاص محل صاحبہ بادشاہ واجد علی شاہ صاحب ممدوح الصدر کا جو ممدوح
دیوان و مثنوی ہیں۔ بہت خوب بجاتی ہیں۔ یہ شعر اُنکے ہے و

عالم! وہ طلب گار ترے ہونگے اُسی دن	جب تازہ ستم اور کوئی ایجاد کرے
عزت تخلص عزت النساء نامی ضلع مظفر نگر میں کوئی عورت یوں سخن سرا ہے و	
قاضی تنگ نہواہل سخن کا کیونکر	ہے مرے شعر میں مضمون مراں گل کا
میں اپنی آہ کی تاثیر کے فدا عزت	کہ بزم غیر سے یان اُسکو پہنچ لاتی ہے

عزیز تخلص کی کوئی دہلوی کسی سعادت یار خان ملکین کی شاگرد و طبع لب گشا تھی و

تم نہ کیجھو گے گوہن ایک بار ہم نہیں بار بار دیکھیں گے
جبکہ باغ و بہار دیکھیں گے ایک گل کیا ہزار دیکھیں گے

عشرت تخلص ہے۔ نواب عشرت محل صاحب محل شاہ اودھ موصوف کا و

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی میں وہ نہال تھا کہ آگاہ و جل گیا

عصمت یہ وہ عصمت نامی دہلوی ہے جو لاہور میں مدرسہ مشہور ہے۔ لکھنؤ کا پانی
بھی پی چکی ہے۔ سنہ کے عربی فارسی زبانوں میں بھی مداخلت رکھتی ہے
مگر نہیں معلوم کہ شعر کی صلاح کس سے لیتی ہے۔ یہ شعر سکا بسبیل ڈاک آیا ہے و

لب ہوے بند نام احمد سے اور مشکل کشائے کھو لدے

عفت تخلص نجم النساء نام باشندہ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود کا ہے جبکہ
یہ ہی ایک شعر سنا گیا اور کچھ حال معلوم نہیں ہوا و

ہم جو ایجاب جہان سے بچھ جاتے ہیں صد ہوتے ہیں تعلق ہوتے ہیں گھبراہٹ میں
علیٰ مینے ایک پور کے طالب علم کی زبانی سنا ہے کہ علی بخش نامی لکھنؤ کی شاہ بازار
صاحب یوان تھول خجیر صیدہ و جمیلہ کشمائی کے زمانہ میں شاعر نشان گزری ہے
مرا فوس کہ اسے اس شاعرہ کا صرف ایک مصرع ہی سنا یا تھا۔ وہی لکھا گیا و

ابھی گھر گئے اب کس شتر قطار میں ہم

عید و نامی کسی عورت بازاری دہلوی کا یہ شعر سنا گیا و
اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس شعر کو جناب مفتی صاحب ہارم ورم از قہ پسند فرماتے
تھے۔ اور تحقیق ہو گیا ہے کہ اب شاعرہ کیسے عقد نخل میں ہے و

عجب کو گ گل کو دکھا۔ مائی سے کھدو تصویر میں کہیںچہ دہن ایسا کمر اسی

بعد اظہار اس رسالہ کے رسالہ معارضہ شتر محل مقبول عالم برادر مقصود دیکھا گیا۔
تو زمین اس شاعرہ کا کلام تو آؤر ملا۔ مگر آؤر کچھ مال نکلا و

۱۲ سنہ ۱۲۸۵ھ

عشرت
عصمت

عفت

علی

عید

غین منقوطہ کی ردیف

غریب تخلص اور امیر لکنا نام ملکہ میر بکت علی ساکن پٹنہ کا یہ کلام ہے جو

لو اور وہ تو جلنے لگا میرے نام سے	دل سردا بتواؤ شر بار نے کیا
کھلتا نہ تا برگ مرا یہ معاملہ	رسوائے شہر محبو دل زار نے کیا
دلکو درپردہ جلایا شل شمع کیون غیب	وہ جو پروانہ ہے غیر و نیر تو ہو کچھ غم نکر
آہ۔ اگر دلمین جگہ اُسکے ہمیں کرتی تیر	اسقدر بھی مجھے اُس محبوب کو برم نکر

فے کی ردیف

فاطمہ بیگم نامی اگرہ میں کوئی خانگی اس لب لہجہ سے سخن سرا ہے جو

نازک باغ وہ میں تو یہاں بھی جو گلنت	ہم خود بھی ایسے ہیں کہ نہ نایانہ جائیگا
-------------------------------------	---

فاطمہ تخلص فاطمہ سلطان بیگم نام معروف بہ الداد مدرسہ مدرسہ نانہ دہلی کا ہے۔ جو مئیہ محل کے مدرسہ میں لڑکیوں کو پڑھاتی ہے۔ فارسی خوان ہے خلیق بھی ہے۔ ایک وزیر سے ایک ٹہربان نے جو اُسکو کچھ پڑھاتے بھی تھے۔ یہ مصرعہ سنایا تو آپچی مرضی بننے پالی ہے جو اس نوجوان حاضر جواب نے یوں جواب دیا پھر یہ کیوں لیٹ وعل ڈالی ہے جو

فرحت تخلص اسم کوئی محبوبہ فرحت بخش فیض آبادی یوں سخن سرا ہے

میں جلون او کرے غیر سے یوں گرم دل	دلمین ہندک ہو میر تو بھی نہ جھجھا
دل لگا ہے تری لعل و تاسے کچھ ہو	سانپ کو چھیر لیا اتو بلا سے کچھ ہو
میں بچھو دلی سبز لعل بان کو اعط	میری کیا تنگ و پرسی تیری بلا سے کو

فرخ تخلص فرخ بخش نام کسی پوری من خواہ

غریب

فاطمہ

فرحت

فرخ

ہمارے قتل کی تدبیر ہے نصیر ہوئی ہر نگاہ یاب کی شاید ہی تاثیر ہوئی ہے

فرید نامی میرٹھ کی شاہ بازاری قریب بیتا لیس برس گزر کر دہلی میں آئی تھی حافظ عبدالرحمن قاضی صاحب کو شعر دکھائی یہی غلامین زندہ تھی شیر اسکا ہے

ایک ہی زبان رکھو تو ہمکو زبان دو کرنی ہے روسیہ قلم کو زبان دو

قاف کی ردیف

قادری مختصر اسلم جعفری مسطور کی چھوٹی بہن شاہ نصیر صاحب مرحوم کی شاگرد تھی کیونکہ غزل ہاتھ آئی ہے

شرط وفا یہ تھی غیر کے گھر جائے
کچھ تو حیا کیجئے چھین تو شرمائے
ترس خدا جائے اڑت ترسائے
عاشق رنجور کو اتنا نہ ترسائے
لب سے ہم کیجئے اپنے لب لعل کہ
شرم نہ کچھ کیجئے چھاتی سے کجائے
میں ہوں فقط وارث نام نہیں غیر کا
پاؤں مری گودی میں شوق کر پھیلاؤ
بجز میں اور قادری بخت پر مضطرب
ایک دن اُسے ضرور ملنے کی ٹھمرائے

قمر مختصر حیدری بنیام عرفانہ تعلقہ صاحبہ مرحومہ محل واجد علی شاہ صاحب

ممدوح الصدا کی یہ یاد گاری ہے
تذنیہ اس تحریر کے بعد سنا گیا کہ قمر آسمان حسن خوبی مولانا ساجد صاحب کے

عقد نکاح میں بھی رہی ہے

شماع میں جو میں نشن یاب ہو کر اپنے مسکن شہر دہلی میں آیا تو شیر خوش نصیر صاحب کے معلوم ہوا کہ یہ شاعرہ میرزا سہاؤن خجست کی بیٹی میرزا محبوب علی قاسمی کی شہزادی تھی کہ شہر بھی کہتی تھی کہ شہزادی جبریمین ابھی ملک بقا ہوئی وائے عالم کہ یہ فقرہ

صاحبان نخل و نام میں ہوا کہ تو

فرید

قادری

قمر

نقل ہے کہ یہ کتیباً تیرہ پندرہ برس کی عمر میں علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر
شعر گوئی پر مائل ہوئی تھی۔ اور بیس برس کی عمر میں مرگئی یہ کلام اسکا ہے و

ساعدیہ نہ پہنچا تھا کہ جو ہاتھ کو کہنیا
ہائے ہوزندہ کرتے ہو قیامت کثر ہو
جب تک تم بند کھولو گے سحر سوجائیں گی

نقاش نے اُس بُت کا مرے نقش جو کہنیا
جانتے بھی ہو پڑی اتم کیا کرتے ہو کیا ہوا
وصلی شہ گام کیا حاصل رہا بہین جوانا

سیر تخلص مخمور خاتم نام بنت حکیم حبیب اللہ ولد لکھنوی کا ہے جس نے بارہ برس
کی عمر میں یہ رباعی موزون کی تھی۔ اور حال اسکا کچھ معلوم نہیں ہوا و

بس غیر کے ہاتھ پہ نہ کھ میری نگاہ
لا حول ولا قوۃ اِلَّا بِاللّٰہ

سے دستِ الہ نام چرا بادشاہ
تیری ہو کر غیر کی دست نگر

مکتبہ اس دوستان کا چوتھا مصرعہ عرفیوں میں ترانہ کا وزن ظاہر کر شکو
ضربا مثل ہو رہا ہے۔ جو چار مصرعے اس وزن کے ہوں وہ دم میت ہی
کہلاتے ہیں و مکتبہ تحقیقی بندہ نے یہ چوتھے مصرعے بہار سے نقل کی تھی۔ مگر اب
دریافت ہوا کہ دراصل یہ تو میر علی اوسط صاحب شک کا کلام ہے۔ دیکھو اسکا
دیوان جو بنام تاریخی نظر مبارک کے نام سے مشہور ہے و
کیفنی تخلص کی ایک شہزادی تیموریہ خاندان سے تھی۔ جس کا یہ قصہ حدیث قدسی

میں بچھا ہوا ہے و
چنگلہ حدیث قدسی کے لفظ پر مجھے اس وقت ایک لطیفہ پاکیزہ یاد آ گیا ہے جو
یارانِ فراغت پسند کو سناتا ہوں و ماضی ہو کہ۔ قدسی تخلص کا ایک شاعر شاہجہاں
بادشاہ کے عہد دولت میں ملک اشعار تھا۔ میرزا فیض السودا نے اُس کے کسی مضمون
کا سر قلم کیا۔ اور اردو زبان میں نہایت پاکیزہ غزل لکھی جب ہمشاعرہ میں پڑھی
گئی۔ مرصعہ آفرین کا شور و غوغا ہوا۔ اسی وقت سراج الدین علیخان آرزو فرمایا

کہن

کین

قول سودا حدیث قدسی ہے | چاہئے لکھ رکھیں فلک پہ ملک

پس غزل مذکور سے زیادہ اسکی واہ واپہوئی۔ بلکہ خود سودا بھی اچھل پڑا۔
حدیث بات کو کہتے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں خاص پیغمبر خدا کی بات کو حدیث
بولتے ہیں اور حدیث قدسی شرعی محاورہ میں اُن آیات پاک کا نام ہے جو قرآن
شریف کے علاوہ ہیں۔

الغرض حدیث قدسی کے نام سے ایک مجموعہ خمسات بھی چھپا ہے جس میں قدسی
مذکور کی ایک نعتی غزل کی تضمین کے نئے ڈھنگ کی مختلف شاعروں اُردو فارسی گو کی
جمع کی گئی ہیں۔ گویا وہ بھی ایک کرہ ہے۔ اُسی سے یہ خمسہ لکھا جاتا ہے جو خمسہ

سکانت ہے جو کرے مع تری میکہ بنی | نعت الہدیٰ جب شخص کی محض فی
جذاذات تری مایہ حاجت طلبی | مر جاسید کی مدنی العربی

دل جان باد فدایت پیچیدہ شش لقی

نور تھانیزاومان نور حقیقت سے بہم | دیکھ کر موسیٰ و عمران ہو غش شاہ اُم
اور نہ پر رخ تابان پہ ہے کیا ہی عالم | من بیدل بکمال تو عجب حیرا غم

اللہ اندھیرہ حال است بدین بوا لمجہی

ہمید روح قدس آپچی ذات والا | عرش اعظم در دولت پہ کہے صل علی
عطیت تیرہ والا ہوشہا اکس سے ادا | نسبت نیست بذات تو بنی آدم را

بر تر از عالم و آدم تو یہ عالی سبی

نور سے تیرے منور ہے زمین و آسمان | توئی بانی ہے بناؤ فلک دین طشت
نہ فلک بہشت جنان کی خوش آبی گلشت | شب عراج عروج تو را فلاک گزشت

بمقامی کہ رسیدی نزد سیچ بنی

حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابرا کرام | تجھے خزان ہے لب غنچہ اُمید انام

نقل ہے کہ یہ کینیز یا تمیز پندرہ برس کی عمر میں علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر
شعرو کوئی پر رائل ہوئی تھی۔ اوپس برس کی عمر میں مرگئی یہ کلام اسکا ہے و

نقاش نے اُس بیت کا مصرعے نقش جو کینیا جانتے بھی ہو پوچھی اتم کیا کرتے ہو کیا ہی وصلی شیعہ گھا گیا حاصل یہ ہمیں جو باز	ساعدیہ نہ پہنچا تھا کہ جو ہاتھ کو کینیا مارتے ہو زندہ کرتے ہو قیامت کو زور ہو جنتک تم بند کھلو گے سحر ہو جائیگی
---	---

نسیر تخلص منجھو غلام نام بنت حکیم حبیب الدولہ لکھنوی کا ہے جس نے بارہ برس
کی عمر میں یہ رباعی موزون کی تھی۔ اور حال اسکا کچھ معلوم نہیں ہوا و

سے دست الہ نام ترا بادشاہ تیری ہو کر غیر کی دست نگر	بس غیر کے ہاتھ پہ نہ رکھ میری نگاہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ
--	--

نکتہ اس دوستان کا جو تہا مصرعہ و فیون میں ترانہ کا وزن ظاہر کر نیو
ضرب مثل ہو رہا ہے۔ جو چار مصرعے اس زن کے ہون وہ دمیت ہی
کہلاتے ہیں و نکتہ تحقیق بندہ نے یہ چو مصرعی بہار سے نقل کی تھی۔ مگر اب
دریافت ہوا کہ دراصل یہ تو میر علی اوسط صاحب شک کا کلام ہے۔ دیکھو اسکا
دیوان جو نام تاریخی نظر مبارک کے نام سے مشہور ہے و
کیفی تخلص کی ایک شہزادی تیموریہ خاندان سے تھی۔ جسکا یہ قصہ حدیث قدسی
میں بھیجا ہوا ہے و

چشمکہ حدیث قدسی کے لفظ پر مجھے اس وقت ایک لطیفہ پاکیزہ یاد آ گیا ہے جو
یارانِ طرافت پسند کو سناتا ہوں و واضح ہو کہ۔ قدسی تخلص کا ایک شاعر شاہجہا
بادشاہ کے عہد دولت میں ملک الشعراء تھا۔ میرزا رفیع السودا نے اُس کے کسی مضمون
کا مرقہ کیا۔ اور دروزبان میں نہایت پاکیزہ غزل لکھی جب ہمشاعرہ میں پڑھی
گئی۔ مرزا و آفرین کا شور و غوغا ہوا۔ اُسی وقت سراج الدین علیجان آرزو فرمایا

کیم

کیفی

قول سودا حدیث قدسی ہے | چاہے لکھ رکھیں فلک پہ ملک

پس غزل مذکور سے زیادہ اسکی واہ واپسولی۔ بلکہ خود سودا بھی اچھل پڑا جو حدیث بات کو کہتے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں خاص پیغمبر خدا کی بات کو حدیث بولتے ہیں اور حدیث قدسی شرعی محاورہ میں ان آیات پاک کا نام ہے جو قرآن شریف کے علاوہ ہیں جو

العرض حدیث قدسی کے نام سے ایک مجموعہ خمسہ نام بھی چھپا ہے۔ جس میں قدسی مذکور کی ایک نعتی غزل کی تضمین نے ڈھنگ کی مختلف شاعروں اردو فارسی گو کی جمع کی گئی ہیں۔ گویا وہ بھی ایک نثر ہے۔ اسی سے یہ خمسہ لکھا جاتا ہے و خمسہ

سکانت ہے جو کرے روح تری میرے بنی | نعت المہر میں جب شخص فی محض غمی
جہذا ذات تری مایہ حاجت طلبی | مر جاسید ملی مدنی العربی

دل جان باد فدایت چو غنچ شش لعلی

نور تھاتیرا و مان نور حقیقت سے بہم | دیکھ کر موسیٰ و عمران ہو غش شاہ اُمم
اور ہر برغ تابان پہ ہے کیا ہی عالم | من بیدل بجمال تو عجب حیرا غم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوا لعلی

ہبط روح قدس آپچی ذات والا | عرش اعظم در دولت پہ کہے صل علی
عظمت تیرے والا ہو شہا! کس سے ادا | نسبت نیست بذات تو بنی آدم را

بر تر از عالم و آدم تو چہ عالی سبی

نور سے تیرے منور ہے زمین و شہت شہت | توئی بانی ہے بناؤ فلک بدین طشت
نہ فلک بہشت جان کی خوش آبی گلشت | شب عراج عروج تو ز افلاک گزشت

بمقامی کہ رسیدی ز سد سیچ بنی

حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابرا کرام | تجھے خدا ان ہے لب غنچہ امید نام

میں شجرا و حجر غرقِ سحاب، اکرام	نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام
زان شدہ شہرہ آفاق بشیرینِ ربی	
ذاتِ انور سے بنا سارا جہان عالمِ نور	اور فروغِ اُسکے سے ہر خانہ پر میریتِ محمود
ربِ عزت کو جو اغرازِ عرب تھا منظور	ذاتِ پاک تو درین ملکِ عرب کردِ مہر
زان سبکِ مدہ قرآنِ بزبانِ عربی	
رتبہ وہ تیرے سنگ کا ہے اے شاہِ اُمم	سربِ اُسکے را شیعہ فلک بھی ہر دم
رِشکِ فراخیِ ملائک ہے سوائے آدم	نسبتِ خود بسکت کروم دلیسِ منفصلِ کم
زانکہ نسبتِ بسک گوئے تو شرعے ادبی	
وقتِ روئے مقدس میں نہیں تابِ حیات	زہیچاؤنِ پلائینِ جوئی نابِ حیات
تشنہ و صلبِ اقدس نہیں سیرابِ حیات	ماہرِ تشنہ لبیا نیم توئی آبِ حیات
لطفِ فرما کہ ز حدِ میگزرد تشنہ لبی	
چشمِ ہر آپسے اے شاہِ سرفراز! نظر	لطفِ لطف سے عقدات پہ ہو بازِ نظر
تا کرینِ خلدِ برین پر بھی وہ بانا ز نظر	چشمِ رحمت بکشا سوسے من اندازِ نظر
اے قریشیِ لبی ناشی و مطلبی! خو	
درِ عھدِ بیانِ سحرِ بیتاب نہایتِ کیفی	حکمتِ لطف سے اس درِ دہونمِ سلفی
عازمِ درگاہِ کیفی ہے مثالِ قدسی	سیدی انت جیبی و طبیبِ قلبی!
آمدہ سوئے تو قدسی پے دربانِ طلبی	
کاف فارسی کی ردیف	
گنا متخلص باسم کسی شاعر لکھنوی کا یہ کلام ایک ہریان کے ذریعہ سے	
ہاتھ آیا۔ اور کچھ احوال نہ کھلا۔ این ہم غنیمت ست	
یعنی کچھ دولت سرین یار نہیں	
دلِ طیبہ کو پہلو میں جو قرار نہیں	

<p>نہ مجھ کو دیکھنے بوسہ میں آپ لے لوں گی بنایا مجھ کو زمانہ نے آخر شہر چو رنگ خاک زدہ جو ہے گنا تو اندون حصا</p>	<p>میں آپ بھی تو اٹھاتی کیسی عاتقین کیا ہو کوئی یادوں نے مجھ و انہیں بغور سمجھتے جو دیکھا کیسی یاد نہیں</p>
<p>گوہر مخلص بہ اسم دراصل کابل کے کسی رسالدار کی بیٹی ہے۔ خدا معلوم کس سبب سے اپنے والدین سے ناراض ہو کر ہندوستان میں چلی آئی۔ لدھیانہ میں یہ بسرفات کرتی ہے۔ فارسی تو اسکی زبان مادری ہے۔ اردو میں یوں گوہر فشان کرتی ہے</p>	<p>کس سے کہئے یہ ماہر صاحب مہلو کہتے ہو کیوں برا صاحب پر اے ظالم! کبھی مجھے ملا کر دیا بوسہ۔ مگر کچھ منہ بنا کر جو چاہا دیکھلی۔ گردن جھکا کر نہ حاصل ہوگا کچھ محب کو رولا کر</p>
<p>عشق کیا بلا ہوا صاحب! غیر اچھا ہے۔ ہو گا اپنے لئے ستم گر جو کر۔ ظلم و جفا کر لجا کر شرم کھا کر۔ کسم کر ہمارے دل میں ہی تصویر جانا محفل جا بگئے فضل اشک میرے</p>	<p>گوہر مخلص اصل بے بہا نام لکھنؤ کی کسی کسی کے یہ اشعار میرے پاس آئے ہیں حسرت و یاس الم اور غم تنہائی ہے تھا ابھی اُکرتھا را کہ ابھی تم آئے مژدہ اوشمہ قہم آغوش کر۔ جاگی میں نصیب روح پیاسی گلی کس مست کی میخانہ سے راہ میں مل گیا تنہا نہ سبھلے کو زائد!</p>
<p>گوہر مخلص بہ اسم ساکن پہاڑ لچ واقعہ الی فارسی خوان ہے۔ گو عام پریشہ کرتی ہے۔ مگر اپنے تئیں شہزادی بتاتی ہے۔ یہ شعر اسکا سنا گیا و</p>	<p>اپنی قسمت میں بھی انجمن آرائی ہے میری تاثیر زبان بھینچ کے لے آئی ہے لیکے انگریزی وہ کہتے ہیں کہ نیند آئی رہے مے اڑی جاوے ساقی! تیری پیانہ سے کعبہ کو جا ہی چکا تھا ترے بھکا کر سے</p>

ہم نشین ہیں وہ کہاں کوئی ٹھکانا نہ
یا ہمیں وہ نرسے یا وہ زمانہ نہ

لام کی ردیف

لطیف تخلص لطیف النساء نام عظیم آبادی کا اس زبان میں یہ کلام ہے جس کا ذکر
خیر اسی کتاب کے پہلے حصہ یعنی **کاشن ناز** میں لکھا گیا و

یہ طفیل اشک مر جی جگہ ٹپی چلتے ہیں | لا | تو پھر ہزار سنبھالو نہیں سنبھلتے ہیں

یقین نہ والیل پر کرتے جو تیرے گیسو نہ دیکھ لیتے

رہینگے مصحف سے بلکہ منکر جو تیرے رو کو نہ دیکھ لیتے

لطیف یہ دوسری لطیف مزاج ہے جس کا نام اللہ جوائی اور پتہ وطن ہے -

اندون یہ رقاصہ محبوبہ بازاری علی گڑھ میں مقیم ہے - دربار قیصری کی تقریب میں
وارد ہوئی تھی - تو معلوم ہوا کہ کبھی درحرف آشنا بھی ہے یہ شعر اُس کا ہے -

آئینا اُس پری کے تجھ اشتباہ ہے | دروازہ ہی کی طرف مری ہر دم نگاہ ہے

اعلمن شمس کے غدر سے پہلے سہا پور کی دوزخیان لالن اور حیرن نامی ولد دہلی
سویں - جو گانے میں اچھی دست گاہ رکھتی تھیں - ارا نجلہ لالن کے یہ دو شعرا میر خان
کوئے دہلوی نے جو اس وقت اُن کا سنگتی تھا مجھے سنائے ہیں و

جلوہ گر ہے ہوئی اُس غنہ دہن میں لالی | شرم سے چھپ گئی مرجان کی بنجین لالی

جعبہ شکر میں پراشوخ کو دان سرخ مونا | اگلی عکس یاں صاف کے من میں لالی

میم کی ردیف

ماہ تخلص کی دو عورتوں کا کلام ملا ہے - ایک کا نام منجھلی بیگم تھا - جو دہلی کی

خانگی تھی - طرز سخن پر اس کی یہ ہے

ماہ کا ہیہ ہوا جاتا ہے ابرو دیکھ کر دیکھ لو بنگر کے ٹھکلا آج وہ شکل بال

دوسری کا نام نامی اُس کے جمال کی مانند پردہ عصمت ہی میں مستور رہا اٹا

معلوم ہوا کہ اس کا کوئی نے اپنے پیر میان غلام نصیر الدین صاحب عرف میا

کا لے صاحب ہلوی مرحوم مغفور کی وفات کے میں روز بخیر رحلت فرمائی۔ لاہور بدو

کے باہر حاصل اپنے باغین مدفون ہوئی۔ اس فاصلہ نے ایک یوان فارسی زبان میں

دوسرا اردو میں مرتب کیا تھا۔ لیکن غدر میں اس کا مکمل کلام برباد ہو گیا۔ اب ہنر افسر

صرف ایک شعر تتراد کا اس کے ایک رشتہ دار نے اپنی یاد سے لکھوا دیا ہے وہاں مذکور

ماہ کے دل میں جو ترا نقش محبت ہے یا۔ نہ مٹے گا وہ کبھی

بائع جنت بھی کوئی دیوے تو درکار نہیں۔ تیرے کوچہ کے سوا

ماہ تقا نامی ایک نڈی طوائف ملازمان راجہ چند ولال صاحب مرحوم مغفور کھترسی

نائب الیاست حیدر آباد کن ہی صاحب دیوان تھی و

ایک روز راجہ صاحب نے صبح کے وقت اُس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا

ہے چین کہاں جبکہ مری آنکھ لڑی ہو ملنے کی بخومی تو بتا کون گھر ہی ہے

اس شوخ دیدہ دہن زیدہ حاضر جواب نے فوراً یہ شعر یہ موزون کر سنایا و

پہلے ہی سے چلا کے مری دل کو مستامت امیر غم سحر چپ رہا بھی رات بڑی ہے

مبارک آپکا اہم مبارک سرفروغ عصمت توتقی عفت میں جلوہ نما ہے۔ آپ کی آل مبارک

سے ایک مبارک فال نے صرف یہی ایک مقطع مبارک سنایا۔ اور فرمایا کہ ایک دفعہ جانا

مبارک نے ایک مکان خریدا۔ جسے حق شفع والوں نے بخوی کیا۔ تو زبان مبارک تو

ایک غزل موزون ہوئی۔ جس کی اخیر بیت یہ ہے و

گھلینا مبارک کو یارب ایہ مبارک ہو بیفائدہ لوگوں کو ناحق کی ملن آئی ہو

یقین ہے کہ آپ شہ نصیر میرا رمت اللہ علیہ مشورہ سخن کیا ہو و

تنبیہ اس کتاب کے اول دفعہ طبع ہونے کے بعد تحقیق ہوا کہ ایک نام نامی رکن لکھنؤ
 تاجا پ شاہ نجم الدین صاحب صغیر مہر جو مہر خاں شاہ نصیر صاحب مغفور کی زوجہ نامی تھیں
 آپ کی ذات مبارک کو کعبہ شریف کا کوئی حجر آباد ہے۔ گیارہ بارہ برس کا
 عرصہ ہوا کہ آپ ہی سے ہجرت کر گئی ہیں۔ بیشتر عارفانہ شعر موزون فرماتی رہیں یہ کلام
 انکا اور ملا ہے۔

مجھے کیا خوف محشر ہو مبارک لدن قیامت کا
 عذاب گور کی سختی الہی کیونکہ جھیلوں میں
 محبوب شخص نواب محبوب محل بیک صاحبہ منکومہ حضرت واجد علی شاہ صاحب بہار
 کی یہ غزل سراپا سخن سے نقل کی جاتی ہے۔

اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار میں روح
 ہزار مرتبہ تجھ سے میں خدا کرتا
 جو آنا ہو تجھے نہ نظر تو آ عالم!
 نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی
 نہیں ہو گور کی تلخی سے کچھ ہمیں مشیت
 جو آئے نزع گئے ہو وقت وہ سچ جال
 تیرے فراق میں نہ ہونے لگی گرتی ہے
 سے آرزو تیرا نہ ہوں ستمل ہو نہیں بھی
 کسی حکم میں نہ موت زندگی محبوب

نکل گئی تن لاغور سے انتظار میں روح
 اگر چہ ہوتی سر پیار تو اختیار میں روح
 نکل سجالے کہیں تیرے انتظار میں روح
 ہمیشہ ترقی کی تیرے لئے فرامین روح
 رہیگی بعد فنا کے بھی کوئے یار میں روح
 مریض جگر کے آجائے جسم ار میں روح
 ہے کرب قبر میں پیسہ اور فسطاط میں روح
 لگی ہوئی ہے تری قیاح آبار میں روح
 حقیقت ہے دلاسن کردگار میں روح

تحقیق شخص رسد خان جہان بیگم نام اس مرحومہ مغفورہ کا ہے جو صاحب عالم
 میرزا قاسم بخش صاحب برکی (جسکے نام نامی سے تذکرہ گلستان سخن ہمدان ہے)
 کے خاص باخلاص تھی اگرچہ بیگم صاحبہ کلام بہت کچھ ہے مگر مجھے ایک شہزادہ

نور

کشف

والا تبار نے یہ ہی دوشعر عطا فرمائے ہیں

لڑھائی سے کہ پین غننگان خاک شہر
قسم خدا کی عس کو بڑا صواب ہوا
خدا جانے کیا بات ہے۔ اس میں مخفی
کہ۔ اس ظلم پر جیکو بجاتا بہت سے

مشتری تخلص ہے۔ اس زیرہ جبین کا جسکا مشتری ہر ایک عطار و دھنصال ہے مگر قمر نجاب
اسکا نام ہے شہر لکھنؤ کے چوک میں اسکا جائے قیام ہے۔ یہ لولی لکھنوی بھی مثل
اپنی زیرہ کے آغا شمس حسا کی شاگردی پر نازان ہے وہ ہر طرح سے شادان و فرحان
ہے۔ گوان دو نور نڈیوں پر ہر طرف سے بوچھاڑ رہتی ہے۔ پرانگی طرف سے بھی
گوہار رہتی ہے۔ چنانچہ ایک اخبار میں منشی گنیش داس حسا لائق سابق ملازم راج
پٹیا کے نام نامی سے ایک غزل دیکھی گئی جہیں یہ شعر بھی تھے

ہم شاہ شمس ہر جبین کے ہیں مشتری
خوبو نے یوں بھرا ہوا گو لکھنؤ تو ہو
شاگرد شمس ہر ہوا ہو مشتری
لکھے اک اس میں غزل و بو تو ہو

مکر دینو لا ایک خط انہی طرف سے باسم گرامی میان داد خان صاحب سیاح صاحب
لطائف غیبی جو مشہر ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اب کچھ یہ کج رفتارین
راہ راست پر آگئی ہیں۔ جو ایسی ملائم باتیں بنا رہی ہیں۔ اب بندہ ان جھگڑوں کو چھوڑ
مشتری کی وہ غزل لکھتا ہے۔ جو خاص اس تذکرہ کی واسطے بسیل ڈاک آئی ہے

پہلو میں ہمارا دل ناشاد نہیں ہے
ویرانہ تن بزمین آباد نہیں ہے
کافی ہے رگ جان کر لئے نشتر مرثگان
عاشق کو تری حاجت فضا نہیں ہے
کس عہدہ فراموش کو دل دیدیا بنے
الندریے انیان کہ۔ ذریا نہیں ہے
کاشانہ دلیں ہر کہاں ساقی میکش
نیشہ میں ہمارے وہ پریرا نہیں ہے
کافی ہے ترا حلقہ گیسو حوض طوق
گردن مری منت کش حاد نہیں ہے
وہ سبز قدم ہے یہ مبارک ہے سراپا
قامت کے مقابل تر شمشا نہیں ہو

یہ خاندانِ خاندانِ صفا و ہسین ہے
یہ گنبدِ چرخِ ستم ایجا د نہیں ہے
یہ جانِ خزینِ قابلِ بیداد نہیں ہے
مجنونِ میرا شاگرد ہے۔ آستا و نہیں ہے
کہم آنے کبھی عاشقِ شا و نہیں ہے
سرکارِ میں شنوائی فریاد نہیں ہے
تابِ قلمِ مانی و بہزاد نہیں ہے
افسوس کہ مجنونِ نہیں فرما د نہیں ہے
کبھی نظری جسکو یہ صدا و نہیں ہے
لیکن کوئی اب تمس سامتا نہیں ہے

اسے طائرِ جانِ بچیر سے کرکینِ لبیرا
شاید کسی محو و رکا ہے آبلہ دل
اسے باقی بیداد کچھ انصاف بھی دے
وہ دشت میں تھا۔ میں صفتِ گردِ ہیز
وہ ان حیرنِ خداداد ہے۔ یانِ عشقِ خداداد
ذاتے میں وہ سنے مرا شکوہ فرقت
کینچے میر موزلف سیدنا کا نقشہ
کس سے کہوں کو غم و حشت کی میں آفتاب
اس صفحہ دلیر ہے تری آنکھ کا نقشہ
کنے کو تو رب کہتے ہیں۔ امیرِ شتری اشعار

معشوقِ تخلص ہے جیدری خانم فیض آبادی کا جسکا صرف ایک شعر پندیدہ
گفتگو سے آیا ہے

رقبہ یاقوت نے باغ کے لنگرِ پتھر

یاں کھا کر جو کہیں تھوکن یا اس گلے

مغلِ تخلص ملبا جان نام مشہور مغلِ جان بنت امیر بیگم کا ہے (جو پندت
گلاب سنگا کشمیری کے گھر میں تھی۔ اور اسکی وفات کے بعد ساری عمر تاب
رہی۔ اس عورت کے پندت مسطور سے جو مرتے وقت کلمہ پڑھکر مدفون ہوا چار
لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ از انجملہ مغلِ اسکی پیٹ پوچھیں ہے) ایک
بہن اسکی معروف بہ بیگم جان جو سید امیر صاحب خوشنویس بلوئی عرف میر خجہ کش
کے گھر میں پڑ گئی تھی اور بعد وفات سید مرحوم غدری کے زمانہ میں رحلت کر گئی
اسکی بیٹی ولایت نامی ناچنے میں خوب مشاق ہوئی۔ مگر مسکرات کی عادی ہو کر
ذلیل و خوار رہی۔ اب اسکی لڑکی بگہ نامی عفو خان جوانی میں تعلیم پا رہی ہے بدو

معشوق

مغل

ایک نواب زادہ دہلوی مغل بچہ کے کھلح میں رونق افروز ہوا۔ پورے اورانکا
نسب نامہ مادری بھی معلوم ہی سے ملتا ہے۔ صرف امیر تگیم ہی گردش زمانہ
سے پنڈت کے آٹھ اگئی تھی۔ مگر بعد تو یہ خاکلیوں کا ڈیرہ خوب مشہور ہوا۔ ناچنچ
کانے کا بھی چرچا پھیل گیا۔ اہل والی پہاڑی پرایک مکان فیض الشان بنوا لیا +
رستہ اوپا لکی خریدی۔ سبط رح کی ناموری چل کی تیسری عمدہ جان نامی۔ جو میرے
ایک عنایت فرما سے آشنائی رکھتی ہے۔ اپنی جوانی کے زمانہ میں اچھا گان
تھی۔ اب اپنی لڑکی زہرہ نامی عرف تجوبن کو تعلیم دلوا رہی ہے۔ (اور ہاں یہ جو
کچھ فارسی بھی پڑھتی ہے۔ چنانچہ آج کل گلستان کا سبق لیتی ہے۔ اور گان بھی
مڑہ سے ہے۔ ”ہونہار بردا کے پکنے پکنے پات“) الغرض یہ مغل خانگی کہلاتی ہے
اسنے پیشہ عام کو طرح دے ناچ خیرے کو سلام کر۔ فقط ستار ہاتھ میں لے اپن
خواہندہ کا پہلو برسوں گرم کیا۔ اور کسی سے کچھ مڑہ کار نہ رکھا۔ مگر کتہہ ۴ کے
شروع سے وہ بھی کسی سبب سے کنارہ کر گیا۔ تو یہ ثابت قدم روف نماز کی پابند ہوئی
سکرات و نہیات سے سوائے زردہ کے سب ترک کر بیٹھی۔ ہاں وہ وفا شعار بھی
استدرا سلوک کرتا رہتا ہے کہ۔ اُسکے کھانے پینے کو کافی ہوتا ہے۔ خدا کے
فضل و کرم سے یہ کسی دوسرے کی محتاج نہیں ہے۔ اپنے لواحقوں کے
شامل گزارہ کر رہی ہے۔ اللہ جل شانہ اس نیک نیتی کا اُسکو اجر عظیم عطا
فرمائے۔ بہر کیف یہ دو تین غزلین اُسکے نام کی ہیں و

جستجو تیری مجھ بعد از فنا تھی میں تھا	روح میری طائر قبلہ نما تھی میں تھا
نفسِ حق کو دوسری کیوں نہیں کیا مال	پانوں گئے تو تیرے کیا بس حسا تھی۔ میں تھا

ملکہ شہزادہ میں جگہ یہ کتاب سری دفعہ کے ہی سے عام صاحب جدید آباد کن میں روضی افروز میں۔ ملکہ شہزادہ
کو بھی انہوں نے اپنے پاس ہی بلالیا ہے۔ ہاں علی اللہ علیہ السلام اس کتاب کے چھپنے سے ماہ نوہرہ شہزادہ میں کو
علاوہ بخار می ملک مدح مولیٰ حضرت بشیر خوش آفرینے اسکی تاریخ وفات یوں موزوں کی کہ ان عظیم صاحب
دارالافتاء رفیع سوئے علی علیہ السلام خلافت افسادہ میں قس نے تاریخ پیدائش اپنے چھپنے کے بعد از وفات
سورہ سبوحہ ۱۴۱ مقام لاہور انوار شہزادہ بشیر رضا علی مدحہ علیہ السلام پیدائش کی یوں ذکر ہے کہ میں نے
نوعری میں ہی رحلت کر لی انا اللہ اما اللہ رحمت۔ علیہ السلام کے اخیر سوئے و قصص بالکل دست دراز ہوا۔ ہاں
نائب ہی جی ہوئی ہے۔ غنیمت کہ وہ صاحب شہزادہ کو یہ شاعرہ در کج چلنا یوں اپنی کہیں کے پاس جی جی سے چھوٹے

اوبت کا ذلیہ کیا طرز جفا تھی۔ میں تھا
 وائوٹا کامی کہ وہاں خلق خدا تھی میں تھا
 سبط علی اسکی محفل میں فضا تھی میں تھا
 یہ دل سودا کی سپیکر خطا تھی میں تھا
 اسی مقل کیا کیجئے اس محل کا ساتھی میں تھا

میر کر ہوتے غیر کو تو نے بلایا کس لئے
 جبکہ اس قاتل نے قتل عام پر باندھی کر
 برگ پان ہار گل تھے اور می و جام کوک
 زلف کو بوسہ پانچ مجھ پر ہم ہو گئے
 شاخ گل کشمین اسپر اس طرح دوڑا کرتے تھے

غزل دیگر

واجب الرحم سمجھے وہ دلدار
 چپکا بیٹھا ہون شل نقش جدار
 جلد ہون سینہ عذو کے پار
 یار کو یار سے دوبارہ یار
 مثل بلبل رہون ہون ناز نثار

حال دلکا کون جو کچھ اظہار
 لیک ہے ہر خامشی لب پر
 سے توقع یہ اپنے نالون سر
 دیکھے کہ خدا بلاتا ہے
 رات دن اسے مغل تصور میں

دیگر

خود نمائی نکر خدا سے دُر
 آشنائی نکر خدا سے دُر
 آشنائی نکر خدا سے دُر
 یار سائی نکر خدا سے دُر
 بجیا فی نکر خدا سے دُر
 بت ! خدا فی نکر خدا سے دُر
 یون کلامی نکر خدا سے دُر
 یہ سلائی نکر خدا سے دُر

بیوفائی نکر خدا سے دُر
 سحر الفت کی انتہا ہے کہاں یہ
 بیوفائے کیا وفا ہو گی
 ظاہری زہد کو بھی دیکھ لیا
 ہے حیا دین و دنیا کی زینت
 کیوں بھلاتا ہے اورارتا کر
 دست نازک کا کچھ خیال تو رکھ
 باز آ ظلم سے تو خیا ظن !

میں نے کہا کہ ان دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ مصرعہ بعد ازین اس طرح موجود ہے بیوفائی نکر خدا سے دُر
 اس شعر کو نے یہ سبزل ولی کی بھی دستی تھی لہذا اس کو قادیان میں لایا گیا ہے۔ یہ مصرعہ ہے
 یقیناً اس غزل کے یہ مصرعہ کبھی یہی حال ہے ۱۲ منہ عین الصدقہ

و در آسکو ہونڈی	تو بڑائی نکر خدا سے ڈر
منتوں سے منار ہے وہ	اب ڈھٹائی نکر خدا سے ڈر
بے مغل رات دن ترے قربان	اب جدائی نکر خدا سے ڈر
منور تخلص بنو بخش نام لکھنوی مقیم حال جو ناگدہ کا سنا ہے کہ اچھے شعر کہتی ہو لیکن ہکا کلام ناخندہ نہیں آیا۔ مرن ایک مصرعہ سنا گیا ہے جو اسنے اپنے نام کے سجع میں کہا ہے۔ وہی لکھا جاتا ہے۔ اور کچھ احوال اسکا دریافت نہیں ہوا *	
یا آہی دل مشور بخش	
منو تخلص بنو جان نام۔ سکہ کرنال کا۔ جو نوئی طبیعت سے کبھی کبھی شعر کہتا کرتی ہے *	
تو نے کر دیکھا ہر ایک بت عوا اخلص	جب عا الفش ترے دل پہ ہمارا اخلص
تم سنو یا مت سنو۔ اے جان من!	پر دعا ہر صبح دیجاتے ہیں ہم
مہتاب تخلص بسم کسی بیوی عورت بازاری کا یہ شعر گاہ سے گزرا ہے *	
دل اٹھاتا ہے مرا جو رجھا کیا کیا کچھ	آہ کرتا ہے وہ عیار دغا کیا کیا کچھ
مہر تخلص بیجا جان نام عرف کالی سکنہ کرنال کے یہ شعر دستیاب ہوئے ہیں *	
بوقت نزع بالین پر مرے آئی۔ تو کیا آئے	دم آخر جو تلو لکھم دیکھا۔ تو کیا دیکھا
یوں پکٹا داغ حیران ہر کے سینہ میں ہے	جس طرح خانو سین ہونڈیر پیرا ہن چراغ
ہم کو سینہ سے لگانا چاہئے *	غیر کی چھاتی جلانا چاہئے *
نون کی ردیف	
نار۔ اس تخلص کی چار نازنینوں کا کلام ہے۔ جو بے کم و کاست لکھا گیا ہے *	
اول بیجا نامی شاہد بازاری فرخ آبادی یوں مترنم ہے *	

نور

منور

مہتاب

مہر

نار

۴۰
ناز

زہرہ بلالین سینے ملی آسمان پر
 دومی دلی گمانی خاتم کی پٹی۔ بنام گیتیارام بیگم ہے۔ جو نہایت شوخ مزاج
 بڑی چالاک۔ زبان دراز۔ چال باز۔ چلتی اوزار۔ رنڈیوں میں مشہور روزگار ہے۔
 اسنے دلی کے ایک رئیس کی چو بھی ناموزون موزون کی تھی۔ یہ عورت کبھی
 کیسے گھر میں بیٹھ جاتی ہے۔ کبھی پریشہ پرکربانہ تھی ہے۔ شروع کے شروع میں یہ
 شاعرہ جیدہ چلی گئی۔ وہاں سے اسکے کچھ شعر لاکہ کنہیا لال صاحب وحشی۔ صاحب
 جواب اجواب تذکرہ گلشن بچار لائے۔ کچھ پہلے میرے ہاتھ آئے تھے۔ وہ سب
 مذرا احباب میں

وصال یار کا سامان جہان بنا بگڑا تمہارے پانوں کے ناخن کی ہمیری نہوئی	ہمارا کام یونہی ہنرمان بنا بگڑا طال لاکھ سہرا آسمان بنا بگڑا
ہمارے عین لکھنے پر ہزاروں صا کرتے ہیں تم تو اترا گئے جفا کر کے مئے دکھلا دیا یکسال عشق غلط فہمی ہے اپنی۔ آپ کو ہم باوجود فہمی ہر ادلی زلف کو زنجیر باوام بلا سمجھے تمہیں ہم دست سمجھے دو کونا آشنا سمجھے	ایں عین عنایت ہر کرم افزا کرتے ہیں بننے مارا نہ دم و وفا کر کے ابتدا ہی میں انتہا کر کے برادھو کا ہوا۔ نا آشنا کو۔ آشنا سمجھے ہزاروں بیچ ہوں جہیں اسی انسان سمجھے مہی نادان سمجھے جدا۔ جو تم سمجھے بجا سمجھے

سومنی ایک خنہادی تیموری خاندان کی پرنسز سیدہ مایہ دلی پرنسز سیدہ موجود ہے
 غدر سے پہلے جوانی کی ترنگ میں شعر کہتی تھی۔ اب جو دو چار یاد تھے خود
 لکھوا دئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں

شور ہے اسکی بیوفائی کا دام زلف سیدہ اسکی سر	بس نہیں چلتا وہاں سائی کا نہ بنا کوئی ڈھب رمانی کا
--	---

ناز

گر غلامی علی کی تو اسے نازا
مجھ سے روٹھا وہ یار جانی ہے

ہے اگر دھیان بادشاہی کا
جان جانیکی یہ نشانی ہے

چہارمی امیر جان بنت گوہر جان کھنوی کی یہ غزل موصول ہوئی ہے و

اپنے پہلو میں جگہ دے کر سرِ محفل مجھ کو
الغبت یارِ سرِ بس ہو گا یہ حاصل مجھ کو
لیگیا بامِ پودہ حورِ شامِ لیل مجھ کو
کر کے تیغِ نگہِ ناز سے بیل مجھ کو
جسکا دیوانہ و سرگشتہ پھرا کرتا ہوں
اور بہان ہوں کوئی دم کا ذرا ٹھہرتو
بگمان ہو تو قسم کھانیکو میں حاضر ہوں
بحر میں اس بیمِ خوبی کے ہوا یہ نقشہ
سببِ گریہ میں اس بحرِ کرم سے کہتا
گر میان یار نے کینِ غیر سے میری اگر
چشمِ احباب میں افروز میری عزت ہوگا
نالہ و آہ و بکا کا ہش ل - داغِ جگر -
زلفِ پیچ کا دیوانہ سمجھ کر حاد
اور بھی بے وفا مرتبہ عالی ہو
قیس کی شکل سے جنوں کی لیلی کا نہیں
نازِ احباب کی خاطر سے کہی میں غزل

دل ہی یار نے کی دیکھ کے بیدل مجھ کو
خاک میں خوب ملائیگا مراد ل مجھ کو
آج سراجِ کار تہ ہوا حاصل مجھ کو
دیر تک غور سے دیکھا کیا قاتل مجھ کو
اسی لیلی کا دکھا دے کوئی محل مجھ کو
کیا چلے جاو گے اب چھوڑ کے بیل مجھ کو
کیون اٹھانے نہیں تیر ہو جاہل مجھ کو
دل رلایا کیا پہرہ وں لیلیا مل مجھ کو
گر خدا کرے اعنایت لبِ ساحل مجھ کو
صفتِ شمع جلایا سرِ محفل مجھ کو
تم جو تو کہتے پکارو سرِ محفل مجھ کو
اُس قمر کی ہوا الفت میں یہ حال مجھ کو
موسمِ گل میں پنہاتے میں سلاسل مجھ کو
گر کرے اپنے شہید و نہیں وہ داخل مجھ کو
دل لہو جاتا ہے کیوں جانِ نعل مجھ کو
گو کہ دیتا تھا اجازت نہ مراد ل مجھ کو

مارِ کلہ تخلص نینت جان نام ایک عورت اسی شہر کی نزاکت فروش بازار می
شہداء میں موجود تھی جس کا یہ کلام ہے۔ اغلب ہے کہ۔ اب رحلت کر گئی ہوگی و

یاد دہاوا کیا کہتا ہے۔ بہارِ طرہ و عدو قضاالت میں لکھا۔ نہ سلوٹ سے اسلی خبر نشان مقام ہے یہ دو شعر اسے
یاد تھے لکھتے و محققان زمانہ اس تحریر کے تائید کو ملاحظہ فرمائیں ۱۲۱۷ھ میں لکھے گئے

۴
بیت

بیت

یاد آتی ہے اُن اٹھویں امدہ مشکی
ہی نالہ وزاری کلمہ شور فلک تک
ساتی نے کلنکے جب جام بھرے ہے
پروہ جیت گلہام کوئی کان نہری ہے

نازک دوسری نازک نام سیام فتن جان نام خوشخام شیرین کلام ہے۔ جو میرزا
شاہ رخ بہادر مرحوم کی گائینوں میں تھی۔ وہ اپنے امام خان گوئے کے ذریعہ سے متناجا
والدہ بین جان رقاصہ متوفی کے ڈیرہ میں آئی۔ اور ناچنے گانے میں مشہور ہوئی
یہ شاعرہ اکثر لکھنؤ کے ڈھنگ برتی ہے۔ مشنوی بہا عیش کو بہت ہی مزہ سے
برستی ہے۔ اور اس مدسی کو خوب ہی ادا کرتی ہے۔ وہ مشہور ہے کہ۔ تھا
کوئی ایک خواجہ مصحفی داغ چال باز بھی ایسی ہی بنی کہ۔ اپنا ثانی نہ رکھا۔ سنا ہے
کہ۔ اسنے کبھی تماشین کو خرچی چکا کر نہیں کھا۔ مگر دو چار روز کے بعد اس پر وہ
چھپر رکھا کہ۔ سرنہ اٹھا سکا۔ جو اس کے پنجہ میں پھنسا۔ اس کے پھکے چھوٹ گئے۔ اس وقت
جان کی بدولت ایک دو بیچارے مارے بھی گئے۔ بعض اس کی کلکیٹ بہار گھر
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ۔ اس بہرہ وین نے بنارسی شہزادی کا بھیس بنایا۔ اور دلی
کے ایک رئیس زادہ ہندو کو جو رنڈیوں سے متنفر اور پھنسا لون کی طرف مائل رہتا تھا
دام تزویر میں پھنسایا۔ بتو پو بارہ ہو گئے۔ ہزاروں کے داری تیار ہو گئے ہفتہ
عشرہ میں خود ہی راز فاش کر دیا۔ اس سادہ لوح کو چٹا دیا۔ باوجود ایسی چال کیوں کے
یہ دلربا و لغزب اپنے آشناؤں کی ایسی خاطر دارات کرتی ہے کہ۔ جس کی نظیر میںے اور
کوئی نہیں سنی غرضیکہ اس زمانہ میں پوری میسوا ہے۔ یہ مثل شاید اسی کیواسطے درست
ہے۔ اُن سے مارے تان سے مارے ران سے مارے جان سے مارے تو
ہمارا مشہودان سنگہ بہادر مرحوم مغفور والی الوداع کے لڑکا پیدا ہوا تو اس رقاصہ
نے بھی جاکر مجرا کیا۔ اور اپنی چرب زبانی و شیرین کلامی سے ہمارا صاحب کو
ایسا مائل کیا کہ۔ ہر روز کی حاضری کا حکم لیا۔ وقت خواب عرصہ تک مشنوی تھی

ہستی تھی۔ یوں مشتاقوں کو لہجائی رہتی تھی۔ وہیں چننا شعرا صلہ کور کے بیا نہیں
موزون کر سناے منجملہ اُنکے چار شعر مجھے بھی لکھوائے ہیں۔ مگر انہوں یہ مثل ہے کہ
لوٹو سوچو ہے کھا کے پتی ج کو چلی ہو لینے منوعات شرعی سے توہ کر ایک مسلمان کو کھینچ
لیا ہے۔ گو بظاہر نکل نہیں کیا۔ لیکن نکل کی شرطیں پوری کر رہی ہے۔ مسئلہ مسئلہ
کی کتاب میں بھی پڑھ رہی ہے۔ کلام اللہ بھی پڑھی ہوئی ہے۔ کسیفہ۔ زبان فارسی کو
بھی اُشنا ہے۔ مختصر یہ شعر اُسکے ہیں۔ جو اُس نے خود لکھوا دئے ہیں و

ایسا نہو کہ میرا کسی جت پر آئے دل
ایسا نہو کہ۔ نگو کوئی دیر نہ آئی دل
تو و نہ سے ملے پھینکے جو ایسا ستا دل
اشکوئی جان نل نہ پڑیں سخت نام دل
چکر میں ہر جس سے فلک ہر اختر کو حیرانی ہے
سرخ کیا جو ہر پوشاک کیسی دھانی ہے
ہو گئی جس کے باعث ہر دل ستو کی آسانی ہے
والی الو کا ہر سنا دربار بھی سلطانی ہے

کہتا ہوں نہیں خدا سے یہ باب جراتے دل
دُرتے رہو خدا سے تو اظلم مت کرو
بس جائے یہاں سے نہ باتیں نہائیے
مازک شب فراق میں اتنا زوئے
جلوہ گریسے رونق پر یہ جہ لاٹانی ہے
کوئی پستی اوڑھی جا کر کوئی دلوں میں نہ
آج جو یہ اُس عقدہ کشا کی سخت جگر کی سنگہ
برہم طرب کرتا یہ کیا تا عاہ اور اداب سے

نجیبین اس مخلص کی ایک عورت کا کلام ایک عنایت فرمائے عنایت فرمایا

او کچھ حال بتایا و

دل جگر میں تو دو نو کھو بیٹھی
تکلیہ کر کر خدا پر جو بیٹھی

چشم بد دور۔ گر بھی ہے آنکھ
مہ گئی دو جہان میں وہ بھی غنی

نجیبین مخلص یہ اسم دہلی کے اردو بازار کی رونق انگیز تھی۔ جسکی گفتگو

و جگت بلکہ چکر آمیز تھی۔ سناس کہ اُس نے ایک غزل پان کے ملازمہ لکھی تھی
تکلیہ کر کر خدا پر جو بیٹھی

مٹ کھو بعد مرگ میر سے انتظار کو

نزلت اس موزون تخلص کی مصداق تین نزاکت شعارون کی حقیقت بیکھنے

اپنی نزاکت ظاہری باطنی سے جلوہ گری کرتی ہے

اول وہ نزاکت تخلص مجموعہ نام نازنوں کی بت بازاری ستم شعاری ہے۔ جو تفسیر

مردوم صاحب کشن بخار کی دوست داری سے شاعری میں نام پاگئی۔ انجام کار

حضرت سلطانجی صاحب کے قدموں میں جامہ فون ہوئی اور جنگو نامی اسکی دوسری بہن

میر جم علی مختار کا عدالت فوجداری کے گھمبیں پر لگی تھی۔ یہ دونو خانگیان کیتائے

زمانہ مشہور تھیں۔ چرخہ والوں میں انکا مکان عالیشان اب تک موجود ہے۔ جسکو

لالہ جھمیں نرائین صاحب ساہوکار کھتری اور حکیم حسن اللہ خان صاحبہا درمومین مرہ

بعد از فی خرید فرما کر اپنے اپنے تختے نصرت میں لاپکے ہیں۔ اور غدر کے بعد

ایک برج سکول بھی اسمیں جاری ہوا تھا۔ اب اس کے متصل ایک مشن سکول کی شاخ

ہے۔ اسکا اصل رنجو کا یہ کلام ہے

بکہ رہتا ہے یار آنکھوں میں	ہے نظر بقرار آنکھوں میں
محفل گلرخان میں گلو	ایکیا دل ہزار آنکھوں میں
سرمہ خاک یا عنایت ہو	آگیا سے غبار آنکھوں میں
یاد آئے کمر جو گلشن میں	ہو رگ لعل بھی خار آنکھوں میں

کے جو قیہوں کی برائی۔ تو کہے وہ	ہے وہ ہی وفادار جو ایسوی نہا ہے
پڑا خون دل مسرہ قدم کجا بجا میرے	بنا یا مجھ کو یا کہ خاک کو در قافلے سے
کہتا ہے ”اپنی بھی کر کیا عاشقی غلط“	گر کہنے تیرے عہد میں الفت نہیں رہی
کیوں نہ میں قربان ہوں بہ حبیب کی جزا سے	ہم کو جفا کا شوق ہے اہل وفا کوں، بٹا

میرے شوق نہا بھی تاثیر نہ کھو	کہ۔ دلدار بھی کر با جانتا ہے
-------------------------------	------------------------------

نراکت ہوں پرنا تو ان محبت	لطیف مرے نام کا جانتا ہے
<p>نامنصفی اور اے بت بیدا و گراہی ! کہتے ہو علاج آپ کر چکے خفگان کا حرام ہے اگر چاہ کی تقدیر تو ظالم ہم نرمی دشمن کو چھپاتا ہے۔ تو فاضل ملکائے گری کی نگہ سے گل اذام</p>	<p>چاہت تری غیر و نکو بھی ہو گی مگر یہی جی کا ہیکو ٹھہر یگا سنا ئی اگر ایسی تقصیر نہ ہو گی کبھی بار دگر ایسی کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی اللہ! یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے</p>
<p>دوم وہ نراکت مخلص کند و نام بنت سینی ہے۔ جو خوشحالی والی دلی کی کچنی مشہور ڈیرہ دار ہے۔ اور افضل جیپور میں اقامت گزین ہے۔ گونا خاندہ ہے مگر طبیعت نوزوں رکھتی ہے ستار خوب بجاتی ہے۔ میر و اجد علی لکھنوی شگفتہ مقیم جیپور مشہور سہنی ہے یہ شعر اسکی زبانی لکھے گئے ۔</p>	
<p>بکلی نار ہوں تو تیرا ہوں ان فرشتوں کو واسطہ مجھ سے خواہش دین نہ کام دنیا سے ہوں اچھا کبھی سچا سے سجدہ کروا نہ خیر کے آگے</p>	<p>میں گرفتار ہوں تو تیرا ہوں میں گنہگار ہوں تو تیرا ہوں میں طلبگار ہوں تو تیرا ہوں میں جو بیمار ہوں تو تیرا ہوں بندہ احرار ہوں تو تیرا ہوں ۔</p>
<p>بہین غیروں سے بھڑکاتے ہیں آپ آرام کرتے ہیں کیسے کام سے کیا کام! ہم اپنا کام کرتے ہیں نہ بوسہ رخ کا دیتے ہیں۔ نہ گیسو چھونے دیتے ہیں یوں ہی اک عمر گزرجی کہ۔ صبح و شام کرتے ہیں ہوئے دو چار خون۔ گرنا گہانی سے۔ عجب کیا ہے ہ وہ جب جہنمی لگاتے ہیں۔ تو قتل عام کرتے ہیں</p>	

جگانا ہے انہیں تا صبح اکدن وصل کی شب میں

ابھی سونے دو گر طالعے مری آرام کرتے ہیں

تنبیہ اس شاعرہ کے کلام پر بعض جاسرقہ کا احتمال کرتے ہیں۔ مگر
میں نے جس طرح اُس کے منہ سے سنا لکھ دیا۔ مثلاً عین یہ شاعرہ بیمارہ اپنا مجھ
کرنے وارد مٹی ہوئی تھی۔ اور ریوڑ سی والہ کٹرہ میں ٹھیری تھی۔ اُس وقت

میں خود اس سے ملا تھا۔

سوم وہ نزاکت تخلص کی محبوبہ بازار می مقیمہ بیٹی ہے۔ جس نے ایک رقعہ شکر کا
مع غزل لاحقہ اسمی زہرہ و شتری لکھوئی کے مشتہر کیا تھا۔ میں نے بلول فضل
سمجھ کر اُسے قلم انداز کیا۔ صرف غزل کو لکھ لیا۔ وہ مولانا

یہ قسمت ہے کس کام آئیے قابل
نہیں بت کوئی دل لگانے کو قابل
نہیں ہم رہے لب ملائیے قابل
کہاں اب رہے منہ دکھائیے قابل
یہ ہے نقش الفت مٹائیے قابل
کہ ہے اس میں طاقت ملائیے قابل
ہوئے ہم غم و غصہ کھائیے قابل
فلک میں کہاں ہو وہ زائے قابل
تو پھرے نہیں منہ لگائیے قابل

نہیں کرتے درپہ جانیکے قابل
جسے دیکھئے یو فاسنگدل ہے
کسین کیا کیا ضعف لے کام اپنا
کیا عشق نے مہکوا بدنام سب میں
اسی سے ہے درد و الم عاشقوں کو
بب کیا کشش دلی اس سو ملا دے
عجبت ایک بیدار دل لگا کے
عجب دور آیا ہے ناقابلون کا
اگر زہم میں ہونے ساقی نزاکت

سنا کی سنا ہے کہ۔ بس تخلص کی کوئی عصمت پناہ لکھو میں یوں لب کشا

کیا کہیں تم سے ہم کہ کیا ہیں ہم

نظیر تخلص بہم کسی شاعرہ کا یہ مطلع گوش آشنا ہے و

نزاکت

نظیر

تورن

جو تو اختیار کے پہلو میں میان رہتا ہے	مجاوہ تہائی میں بیرون حقان رہتا ہے
---------------------------------------	------------------------------------

تورن نامی کسی فرخ آبادی عورت کا پیشہ عراثتہ آیا ہے
--

مارا تھا تیری زلف کو کل جسکو گلبدن	باغ جہان سے آج وہ چار اٹھ گیا
------------------------------------	-------------------------------

واو کی ردیف

وزیر

وزیر ہم تخلص ہم نام کسی عورت خیر آبادی ماہر و بازاری کا یہ کلام ہے
--

کسی پردہ دار کا غم - جو نہ پردہ دار ہوتا	تو نہ استخوان میں ہرگز میرے خبا ہوتا
یہ غنیمت نہیں تھی؛ ہر کہ چسپ در گشتا	یہ وقت ہے کہ جام می ناب یار ہوتا
نہیں جب ثبات دنیا - تو مجھے ترا گلہ کیا	مرے ساتھ عہد کیونکر؟ ترا ستور ہوتا
تجھے کب غفور کہتا؟ کوئی امی کریم و رحم!	کسے بخشتا؟ جو کوئی نہ گناہگار ہوتا

ولایتی

ولایتی تخلص شاید کسی شہزادی تہیور کی ہو - جس کے نام سے قدری مولی نہایت شہو
--

ہوئی تھی - جسکا مقطع یہ ہے

چودہ کا وہ سال ہمینا ماہ کا سن بوجائی	روز جو کا تہہ وج تھی لاتی بیگم زہلی گائی
سبب کسری و نو کی بڑائی	ہند میں کیسی مہری بچائی

ماہوز کی ردیف

موس

موس تخلص کسی جمہول محال کی یہ مقال ہے

عمر انسان جس قدر بڑھ جائے ہے	اتنی ہی دیکھو موس ہو جائے ہے
------------------------------	------------------------------

یاد شہناہ متحانی کی ردیف

یاد

یاد و تخلص کسی شہزادی بلوی کا ہے جو میرے ایک ہریان سے ربط ضبط

رکھتی تھی اور انہیں سے شعر کی اصلاح لیتی تھی۔ انہوں نے اسکی تاریخ وفات

یوں موزون فرمائی ہے

لحی میں یاد نے جبت چھپایا	رہا ہے کثرت غم سے کس ہوش
کہو تاریخ اسکی کون کہو ہے	ہوئی جو یاد اب از خود فراموش

الغرض اگرچہ یاد مرحومہ سے بہت سا کلام یاد گار ہے۔ مگر ایک قطعہ جو اُس نے اپنی نزع کی حالت میں کہا تھا۔ بنظر یاد گاری درج ہوتا ہے۔ وہ ہوا ہذا

عجبت فکرِ درمان ہے اسے اقربا	کہ اب یاد تو یا نسے چلنے کو ہے
سراخچہ غسل و کفن کر رکھو	تن زار سے جان نکلنے کو ہے

یاس تخلص آفتاب بیگم کا۔ جو فیض آباد میں اپنی نازک خیالی کو فخر کر رہی ہے

اُڑنے وہ خجیر باد شوق میں بڑ پر لگا	تیر تیرا جس کیسے اے رپی پیکر! لگا
کیا خبر سوداؤ کو موسم گل کی ہوئی	میری تربت پر بنے راندن پتھر لگا
اب بھی گرا نا ہے۔ توجہ دے آئینہ خبر	لے میجا! اب تو دم آنے مرے لب پر لگا
حال تیرے زار کا نوع دگر ہو فر لگا	جان بلعاشق ترا سے سیمین ہونے لگا

یاسمن تخلص کی چھبیل نامی نشاۃ اللہ خان صاحب مرحوم کی کثیر باتیں زخمی زب پر آتی ہیں۔ سبب نکاح کرنے سے بھی متنفر تھی۔ مگر کہتے ہیں کہ۔ انشا نے حکم شرع اسکا نکاح کر ہی دیا۔ پس یہ پاکدامنہ تیسرے ہی روز رحلت کر گئی۔ واللہ اعلم کہ۔ اس میں کیا اسرار تھا۔ الغرض یہ کلام اسکا یاد گار ہو گیا

گردشِ بخت کو پھوٹ دو چار	پھر تزار انگڑا یاد آیا
یاد آیا مجھے گھر دیکھتے دشت	دشت کو دیکھتے گھر یاد آیا
سہمہ کھلوا یا خموشی نے مجھ	وہ جو منظورِ نظر یاد آیا
صبر جاتا رہا قرار کے ساتھ	پر میرے دل سے جان تو نکلیا

یاس

دختر رز سے رات صحبت بھی | شیخ جی کا مکر و ضونگیا

یا سہین تخلص اور تو من نام سے کسی سہارنپوری شاعرہ کی غزلین بزم سخن اور گلہ سنا
میں طبع ہوئی ہیں۔ جنکے مطلعے یہ ہیں +

کام آخر ہو چکا کہد و ترے بیمار کا
کوئی دن رکھنے پچایا چارہ گر اگر تہیز
پر یہ بھرنی نہیں مری زخم جگر آتے نہیں
چشموں نے ایک آنہیں دریا ابل گئے
بے نقط مشتاق اب ہر بہت دیدار کا

لا ا علم شعرا حقہ کی نسبت سنا ہے کہ کسی عورت کا کلام ہے +

نہ روشن کیا آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جانا ہر دکھیں۔ یا اُدھر پروانہ آسمان

خاتمہ الکتاب

الحمد للہ والمنة کہ یہ گلدستہ رشک و صہار۔ بابہ زاران زینت حسنا ہے

اجامہ مرتب ہوا۔ جو کہ۔ اسمین مستور کی خیال بنیدیاں ہیں۔ اسکا نام تاجی مرات خیالی

رکھا گیا +

یا الہی یہ گل نوشکفته کی تمیم غنہ پز غیرت افزائے دمنبوئے پرویز عالم کے

دماغ کو تازگی بخشنے۔ اور آئینہ بہان کے دل صفا منزل کو تعلیم نسوان پر پائل کر دے

+ آمین یا رب العالمین +

قطعات تاج انطباع و فاعول حمین انداز خواں کشایع ہو کر بعد موصول

ہوئی ہیں اور نیز نظمیں جو جن وزن انصافین و زانم و جریبیں

فوقہ و تاریخی بصورت و غنا قابل اہل عالم بے بدل۔ ماہر علوم عربیہ۔ واقف فنون

انگاشیدہ مرزا شہن بیگ فاضل احمد با شرف مرحوم خلف اخلف جناب نواب

فاضل بیگ خان صاحب دہلوی *

این ماتم سخت است کہ گویند جو ان مرد

افسوس کہ یہ نوبادہ جو انی مترجمی سنٹرل بک پو پنجاب سے دہلی کے ضلع سکول کی
مدرسی فارسی و عربی پر مشرف ہو کر ۱۲۹۹ ہجری کے اخیر میں عازم ملک بقا ہوا *

انا للہ وانا الیہ اجون

(حقہ قدیر جو کہ کلام عجیب شاعرانہ ہند ہے) ۱۲۹۹ ہجری از حرف ہمدہ ۱۲۹۹ از منقو
من الکلام بشیر خوش نقریر سلمہ القدر۔ جنکے اوصاف گلشن ناز کے ضمن میں تحریر ہیں۔

از فضل زدی چمن انداز طبع گشت	لاریب است قابل تحسین و مر حبا
کلام بشیر کرد و تارینجا رستم	شائے بوستان۔ وچمن رخ خوش فرا

نا در خوش فکر دیکتاے زمان	دیگر	تذکرہ فرمود حیرت ناک طبع
گفت سالت بلبل فکر بشیر		نغمہائے طوطیان پاک طبع
خجی این نسخہ چون مطبوع فرمود	دیگر	شہ مطبوع طبع شایقینان
بشیر بیک گفت گفت سالت		پدید آمد ریاض ناز نینان
نا در خوش کلام و سجویان	دیگر	چمن انداز طبع زدن احوال
خاتمہ تاریخ عیسوی بنوشت		تذکرہ طبع شد بعد امال

نقل خط جناب میر محمد علی صاحب جو یا مراد آبادی (صاحب سرود غلیبی نوت

افروز سوائی ہیو رک۔ فی زمانہ تاریخ گو یگانہ ویکتا شاعر نکات شاعر سے ماہر سمجھتا
دیر معلومات منشی گری میں بینظیر۔ صاحب تحریر پر تاثیر۔ بولنے میں خوش تقریر ہیں)

موصولہ ۱۴۔ اپریل ۱۲۹۹ بمقام لاہور *

قدردان جو یا سلامت

اجی جناب اپکار لہ مرآت حیا لی اتفاق سے ایک سوداگر میرے پاس لایا۔ شکوہ

کھول کر پڑھتا ہوں۔ تو وہ آفتاب جمالی ہے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا رسالہ تالیف کیا ہے کہ عاشقوں کی جان معشوقین کا ایمان رسالہ کیا ہے کان محبت جان الفت ہے میں تو اس سالہ کو دیکھ کر چار گھنٹی تک حیران رہا کہ اس قسم کا رسالہ محبت کا قبالہ دیکھنا نہ سنا۔

رسالہ کو دیکھ کر یہ لطف آیا کہ گویا میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ اور اس خواب میں یہ لکھا گویا ایک باغ ہے۔ جنت کا چشم و چراغ ہے۔ اس باغ میں ایک محل ہزار سالانہ سے آراستہ۔ اور اس محل میں ہزار پرہیزگار پیکر حور جمال تہختال ہزار ناز و کرشمہ کے ساتھ بیٹھی ہیں۔ ان پر دیون کا مشاعرہ ہے۔ ہر ایک ماہر و اپنے اپنے اشعار پڑھ رہی ہے۔ اور جب کا جو شعر ہے وہ لاجواب ہے۔ دیوان عشق کا انتخاب ہے۔

آنکھ کھل گئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ مرآت خیالی ہاتھ میں ہے۔ واللہ عجیب کتاب ہے۔ لاجواب ہے۔

پڑھتے پڑھتے جب عابدہ یعنی نواب امرا و بیگم کے نام پر پہنچا۔ تو اپنا نام بھی اور سالہ حیات باں کا ذکر بھی دیکھا۔ اپنے ذرہ کو آفتاب بنایا۔ اور خاک کو آسمان پر بٹھایا۔ آپ بڑے قزوان ہو۔ حق تو یہ ہے کہ میں آپ کی ان عنایتوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا ہوں۔ میں آنم کہ من داعم۔ آپ نے وہ کام کیا ہے کہ مجھ کو ناز و نگاہی ممنون رہنا چاہئے۔ اور بے مرئی کے بھی مشکور ہونا چاہئے کہ ہمیشہ کو یادگار رہا۔

اور جہاں جہاں آپ نے اصلاح فرمائی ہے۔ واللہ بہت درست ہے۔ میں مانگتا لیکن مطیع والوں نے بہت غلطیاں کر دی ہیں۔ اب نظر ثانی میں درست کرونگا اور آپ کی اصلاح کو قائم رکھوں گا۔

کیا کہوں آپ نے مجھ کو نہ لکھا۔ ورنہ عابدہ کا کلام دیوان بھی بیتا۔ میرے پاس ہے اب منظور ہو تو لکھنا۔ اور خط کتابت جاری رکھیں۔ جس ایک طرح کی ملاقات ہوئی

رہے۔ اور لایقہ اس طرف سے سسر رکرنے رہے۔ اور اپنی کیفیت سے اطلاع بخشے

بقلم سید محمد علی جوینا نائب کو تو ال شہر چپورہ سپر میل ۱۳۸۴ء

چیمین انداز مولفہ محقق شیوازان و مولفہ جادو بیان منشی درگاپر شاد صاحبہ
تخلص دہلوی ہیڈ اکر میز جو کیشنل پریس لاہور سلمہ اللہ تعالیٰ کا ریویو ہو۔

ہمارے پاس یہ کتاب ایک مخز کر مفوا کی وساطت سے پہنچی۔ ہمنے سرتا پا اسکا مطالعہ
کیا۔ اور ایک بے بہا جوہر پایا۔ مصنف سلمہ بے نے شاعرہ عورتوں کے تذکرہ میں جو
ہندوستان میں۔ گزری ہیں۔ یہ کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اور ایک سو جوالیس عورتوں کا
اسمین ذکر کیا ہے۔ اور سب کے نام ردیف وار لکھے ہیں۔ اور ہر ایک عورت
کے حالات جس قدر مل سکے مختصر اور مسجع عبارت میں لکھے ہیں۔ حتی المقدور بہت
کوشش کے ساتھ جس قدر حالات اُنکے نزدیک صحیح معلوم ہوئے وہی درج کئے۔ باقی

چھوڑ دیئے۔ فی الحقیقت تذکرہ کی خوبی بھی یہی ہے کہ۔ صحیح صحیح حالات اسمین
لکھے جائیں۔ نہ یہ کہ خواہ مخواہ طوالت اور مبالغہ سے کام لیا جائے۔ اور آناپ
شناپ اسمین بھر دیا جائے۔ جو ناظرین کو گمراہ اور کتاب کو بے وقعت کر دے۔
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کو پاس س قسم کے چند نسخہ اور بھی تھے جو تصنیف
کے وقت مطالعہ میں تھے مگر اُن سے مصنف کو کچھ دہنیں مل سکی۔ بلکہ اکثر مقامات پر
انکو رد کیا گیا ہے۔ اور اُنکی غلط بیانی ظاہر کی گئی ہے۔ یہ بھی اس تذکرہ میں ایک

برائی خوبی کی بات ہے کہ۔ مصنف نے اکثر اپنی ہمعصر شاعرات کا ذکر کیا ہے۔
اور بہتوں کو انہیں سے بچشم خود دیکھا ہے۔ اور دوستوں کے ذریعہ سے اکثر کا
احوال دریافت کیا ہے۔ غرض ہمارے نزدیک اس تذکرہ کے معتبر و موثقیں کچھ
کام نہیں۔ مصنف کی کوشش و محنت کی جس قدر تعریف کی جائے بہت کم ہے۔

جب سہ لکھنو اور مل کی سلاطنتیں زائل ہوئی ہیں ہندوستان میں شعور شاعر کا

بہت کم ہو گیا ہے۔ باوجود اسکے بھی جو شاعر خصوصاً عورتیں موجود ہوں وہ مردوں کی برابر بلکہ اُن سے بہتر شعر کہہ سکیں۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں بھی کریں۔ تو مردوں کی برابر لیاقت پیدا کر سکتی ہیں۔ اور یہ لیاقت بالخصوص یونانی کی عورتوں کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک ملک کی عورتوں کو خدا نے قابلیت کا

مادہ عطا کیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ہر ایک خیال کا آدمی مستفید ہو سکتا ہے۔ جو لوگ سخن فہمی کا مذاق رکھتے ہیں اُن کے مطالعہ کے لئے ایک عمدہ سفینہ ہر قسم کے اشعار کا ہے۔ جو لوگ تاریخ کے شائق ہیں وہ تاریخ کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ جبکہ ناز و انداز و ہر وہ جہان مشتری جہاں کی گفتگو بھاتی ہے۔ وہ بھی اپنے دل کے ارمان نکال سکتے ہیں۔ جن لوگوں کا آج کل یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان میں تعلیم نسوان مروج نہیں ہوئی اُن کے دفع وہم کے لئے یہ کتاب کافی دلیل ہے کہ اس ملک میں تو کبھی تعلیم پہلے سے جاری تھی۔ اور بہت عمدہ تعلیم ہوا کرتی تھی۔ اب جو سرکار کی توجہ سے جا بجا زمانہ مدارس قائم ہیں۔ اور لاکھوں روپیہ سرکار کے صرف ہوتی ہیں پھر بھی وہ بات حاصل نہیں جو پہلے تھی۔ جسے ہرگز نہیں سنا کہ۔ حال کی تعلیم ناسخ عورتوں میں سے کوئی شاعرہ ہوئی ہو۔ جس نے شعر کہنے والیوں کا ذکر اس تذکرہ میں ہے۔ وہ مسافرائی تعلیم یافتہ ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ صرف اس قدر شعر کہنے والیاں ہندوستان میں ہوئی ہیں۔ بلکہ عجب نہیں کہ۔ اور بھی ہوں۔ حضرت مصنف بھی اس حتمال کے قائل ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ۔ ہندوستان میں تعلیم نسوان پہلے

جی سے جاری ہے۔

لہٰذا یہ افسوس ہے کہ جس قدر عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُن میں شریف بہت کم ہیں۔ اور اکثر بازاری عورتیں ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ اُن

خاندان میں (جو پرانے خیال کے آدمی تھے) تعلیم نسوان ایک عیب کی بات سمجھی جاتی تھی۔ اور شاہانِ بازار ہی لیاقت پیدا کر نیکو اپنی گرم بازار کی ذریعہ جانتی تھیں و
۱۷ نمونہ کی طور پر ہم ایک شاعرہ کا حال نقل کرتے ہیں و

ان چند سطروں سے ناظرین دریافت کر لیں گے کہ کس درجہ تک تحقیقات کا حق ادا کیا تا دِ فصاحت و بلاغت دی ہے۔ کیونکہ نہ ہو آخری اشعار دلی کر رئیس زادے اور اہل زبان ہیں و

اربابِ بصیرت پر یہ بھی واضح ہو کہ تذکرہ النساءِ نادری کے دو حصہ ہیں۔ پہلا گلشنِ نازد و سراپنِ انداز یعنی فقط دوسرے حصہ کا ریویو لکھا ہے۔ پہلا حصہ ہمیں نہیں ملا۔ ہاں اسی حصہ کے ساتھ ایک مختصر نکتہ پہلے حصہ کا چمپا ہے طرزِ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ وہ فارسی زبان میں شعر لکھنے والیوں کا تذکرہ ہے۔ اور یہ اردو لکھنے والیوں کا۔ شاید ہمارا یہ قیاس صحیح ہو۔ بہر حال جو کچھ لکھا ہے بے بدل لکھا ہے۔ اور مصنف سلمہ بی نے نہایت فائدہ مند یادگار چھپوئی ہے یہ بھی افسح ہو کہ حضرت مصنف صرف اسی کتاب کے مصنف نہیں ہیں۔ بلکہ پورا بھی نہایت عمدہ تصانیف صفحہ کروڑ گاریر یادگار کہتے ہیں۔ از انجملہ سالہ ہشت

۱۸ قولہ ہاں یہ افسوس ہے... الخ جناب اڈیٹر صاحب ایک اسل فوس کو بندہ اس معروضہ سے رفع کرتا ہے کہ۔ شریف زادیوں کو شاعری کی ممانعت رہتی ہے۔ دینا کی طرف زیادہ رغبت دلائی جاتی ہے۔ دوسرے انکا کلام دستیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ اسپر بھی چمن انداز کی (۱۴۴) شاعروں میں رشتاؤں کی پہلی مانسون کا کلام موجود ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ۔

۱۹ قولہ نمونہ... الخ صاحبِ اخبار نے اس موقع پر چند ادنیٰ کا پورا پورا حال درج فرمایا۔ بندہ نے اسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ اصل کتاب میں موجود ہے۔ ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

مسلم المبتدی۔ نکتہ باب قصہ ممتاز صفحہ ۱۸۱۔ شجرہ کلزارینے نسب نامہ تیوری۔ تذکرہ۔
 نادرالاذکار شعرا دکنی میں * (نکات الحساب ترجمہ رسالہ نحو فارسی صہبائی وغیرہ)
 اشتہار مشہور کوہ نور کذب و دور نمبر ۵۶ جلد ۳۰ مطبوعہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۶ء

مرات خیالی

مندرجہ عنوان رسالہ جسکا اصل نام چمن انار ہے اور مندرجہ عنوان نام صرف تاریخ
 تالیف کے لحاظ سے رکھا گیا ہے۔ رسالہ گلشن ناز کا دوسرا حصہ ہے جسکا ریویو
 سال گزشتہ میں درج اخبار ہو کر مدینہ ناظرین ہو چکا ہے *
 اس سال کے مصنف صاحب طبع تسلیم۔ عالی جوہر منشی درگاپڑا صاحب نادر
 نے شب روز کی نہایت عرق ریزی سے آئین عورات شاعرہ نادرہ روزگار کے حالات
 مع انکے منتخب شعرا کے درج کئے ہیں * رسالہ قابل دید ہے۔ اور مولف صاحب
 کی محنت قابل قدر۔ ایسے لوگوں کا جو منتقنات سے خیال کیا جاتا ہے جو اپنے
 اہل وطن کے لئے اپنے اوپر اتنی محنت نہ گوارہ کر کے ایسی ایسی عمدہ یادگارین زمانہ میں
 چھوڑ جائیں۔ جسے علاوہ انکے بقائے نام کے اُس چیز کی بقا تک انکے مہوطن مستفید ہو
 سکیں * اس رسالہ کی ضخامت ۶ صفحہ کی تقطیع ۲۰ + ۲۶ ہے۔ سرسرام پوری کا غدر
 چھپا ہوا ہے قیمت ۴ روپے۔

نقل خط آمد بھوپور موصولہ ۳۔ جون ۱۹۰۷ء مقام لاہور *
 مجموعہ خوبی ہائے بیکران۔ مظہر الطاف فراوان۔ مجمع محاسن اشفاق و اخلاق۔ شاعر
 نازک نیال منشی ہیشال درگاپڑا صاحب المتخلص نادر دام شفا کلمہ *
 تسلیم عرض ہے۔ اشتیاق والا ایضاً ملاقات کثیر الافادت کی تحریر یا تقریر زبان قلم
 سے یا مہرے لسان سے باہر ہے *
 شکر ہے اللہ کا کہ میں خیریت سے ہوں۔ اور اپنی نوید صحت نری کا اسکی جناب سے شکر و

جو بارہتا ہوں * تذکرہ چمن انداز کہ جو بنام تذکرۃ السوان ہم شہر ہے۔ مینے در نیوالہ تفر
مطالعین لئے۔ سبحان اللہ ہر فقرہ جسکا نہایت پر مضمون ہے۔ اور طرح طرح کے عمدہ
نثر موزون خاص بکھر خاطر عنایت ماثرا کا ایک در کمون ہے۔ نقطہ نقطہ دلربا ہے ہر حرف
جانفزا ہے۔ والا حوصلگی اور بلند رنگی میں شاعر مصنف کے کس کو کلام ہے۔ اور جس
کسی معترض حاسد بدین کو کلام ہے۔ وہ کچھ فہم مطلق خاص عام ہے *

خیر خاکار اکثر مشتاق شعر و سخن بچپنیں صاحبان ہے۔ بلکہ جو ایسے فیض صحبت ملاقات
وافر المرات رہتا ہے۔ بیتابانہ دل نے چاہا کہ۔ خدمتیں خود کو پہنچا دے۔ مگر وہ چند
امورات عارضہ الھکار زمانہ یہ تمنا دلیں مخفی رکھی۔ خط کہ نصف ملاقات جسکو کہتے ہیں
نکاشہ کش کیا۔ اگر جواب لے۔ تو کیا کہنا چاہئے۔ خوبی تقابیر سمجھنا چاہئے۔ مگر وہ بھی
خالی نہو۔ ایک دو غزل بھی حسین چکیہ و خامہ لطافت شہما مر ہو۔ بے ازا خلاق و شہنشاہ
اصلا نہیں۔ اور نہ ہو گا۔ زیادہ طول فضول۔ مدام تادست داد و دل ملاقات پُر فا
مع کا۔ بار لایق یاد فرمائیں * بندہ شہنشاہ حافظ علی ابن منشی امان علی صاحب سرشتہ دار
محکمہ اپیل یاست سوائی جیسو۔ المتخلص قریاب مقیم باغ شامی رقی رام جی بغرض تفسیح طبع
و تبدیل آہ ہوا۔ ۱۸۔ جب روز یک نہ شمس الہ ہجری۔

فقرہ تاریخی متضمن بر تعداد اشعار چمن انداز بعنعت رعن مشتمل بر سنوات عیسوی
و ہجری انطباع دفعہ اول جو بارہ سخن کی بارگاہ بے نیاز سے بولف کو عطا ہوا تھا۔ یہ
مادہ تعمیدار ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صنعت میں بھی تعمید بخیر ہو سکتا ہے *

بجمل۔ ایک سو چالیس اشعار عورتوں اور دو لگو کا تذکرہ *
یعنی جمل کے حساب سے گن لو کہ اس فقرہ کے حروف بے نقطہ کے ۱۲۹۵ عدد ہجری
نبوی کے ہوتے ہیں۔ اور نقطہ دار حروف کے عدد ۱۸۰ عیسوی سال نکلتے ہیں۔ بجمل سو پر ماہ
کہ لفظ جمل کے عدد بھی شمار میں آئیں گے۔ یہ ہی تعمید کا اشارہ ہے *

چمن انداز کا ضخیمہ

جولائی ۱۹۳۹ء مطابق سن ۱۳۵۸ ہجری موافق سن ۱۹۳۹ء بمقام مین تحریر ہوا

مؤلفہ

عجز بنیاد درگاہ پر شاد مؤلفہ تذکرۃ النساء اور نادری

کہ باسم تاریخ مرآت خیالی نام زد ہے

مع عرضہ

جو بخدمت صاحب تذکرہ

بہارستان ناز روانہ ہوتا ہے

ماہ فروری ۱۳۵۸ء کو

اکمل المطابع دہلی میں سید فخر الدین ہاشمی کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا خجام میرا بخیر اس نے کریم

اللہ اللہ! وہ بارگاہ بے نیاز کیا سبب اسباب ہے کہ: انسان ضعیف البنیان جس طرح رجوع کرے اسی رستہ کا توشہ ہیا موجود پائے۔ دیکھو عجیب کچھ ان پیغمبر نے جو شاعرہ عورتوں کا تذکرہ لکھا۔ تو اسکے لئے کس قدر ذخیرہ جمع ہو گیا کہ۔ اس کتاب میں بھی نہ سکا۔ تکملہ۔ اور ضمیمہ لکھنے کی نوبت آئی۔ افسوس کہ باوجود ایسے ایسے ثبوتوں کے بھی دل فسق و مجور متزل شاہد مقصود کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ الایق ازلی اسطر توجہ کرے تو کیا رد براہ نہو۔ بیشک گوہر مطلوب حاصل کرے۔ پراس راہ چو باب کو دشوار گزار سمجھ کر ادھر کا رخ ہی نہیں کرتا ورنہ دمان تو ہر دم یہ صلح عام ہے عرفی +

طلب بیار و مترس ز متاع منع کلیم

باطل عذر میرا کہ نیتی معذور

اللہ جل شانہ اپنی عنایت بیغایت سے جلد اس گمراہ کو ہدایت کا نور بخشے۔ کہ یہ گم کردہ راہ این دامن کی طرف سے پھر کر صرف ذات خاص کا تصور ہر وقت پیش نظر رکھے۔ اور دنیاوی معاملات کی پابندی سے رہا ہو کہ بصدق دل حضور سرسمر نور کا خیال کیا کرے آئین یارب العالمین! اسی خیال سے اب اس ضمیمہ کو لکھنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کو اس قسم کی خامہ فرسائی سے ایک قلم ہاتھ اٹھاؤں۔ جیسا شعر گوئی کو ترک کر دیا ہے۔ آئندہ نثر نگاہی سے بھی باز آؤں۔ کیونکہ جن باتوں کے انہماک دل چاہتا تھا وہ اس کو فضل و کرم سے اکثر غلبہ کر۔ لی ہیں۔ اب کچھ زندگی کا بھر ساما نہیں۔ پچاس برس کا سن ہے۔ کہاں تک اس مکر و مات میں پڑا رہوں۔ یہ ہی جو ہے کہ۔ سرکار ابد پائدار کی ملازمت سے بھی دست بردار ہو کر نیشن پر قناعت کی ہے۔ گو دل لگی کی واسطہ بظاہر کتابوں کی تجارت شروع کی۔ ہے۔ مگر اس سے اصلی مدعا یہ ہے کہ۔ اسی بہانہ سے شاید کسی مقبول بارگاہ کا کلام ہاتھ آجائے۔ جسکے

شریفیث مائثر سے جوہر مطلب پر چائے۔ اندلس ماسواہوس +

ضمیمہ کا آغاز

اوا تخلص اس بادا کا جس کا نام امیر بیگم ہے اور چھوٹے صاحب کے نام سے مشہور ہے۔
لکھنؤ اس کا مقام ہے۔ بشا گردی میرزا عباس صاحب مشہور نام ہے۔ یہ کلام اسکا نتیجہ سخن
سے زیب ارقام ہے۔

آتات ہے دونوں کو وہ شوخ دیکھئے بچنا ہے کیونکر اب کلیو دلگیا

امیر تخلص امیر بخش نام مقیم ضلع پورنیہ کا یہ کلام نتیجہ سخن سے ملا اور کچھ حال نکھلا +

پائے ہوئے ہیں بوسہ دلدار کا مزا کیونکر نہوا میر ہدا سخن لذید

اہل تخلص حاجی بی بی نام اغلب کہ قوم کی کا تہہ الہ آباد کی پردہ نشین کا یہ کلام ایک
مہربان نے بسبیل خاک روانہ فرمایا ہے اور کچھ حال تحریر نہیں فرمایا +

تو نے تور کا کہی دیارِ رفت و قاتر ہم جانے بھی جالین تو اب تیری بستا

مناس ہے وہ مضمون ہمیں ذہن رسا سر رہ جاتا ہے جو بندش فکر شعرا سے

اس گل کا نہ لاجے کبھی پیغام مرے پاس شرمندہ کہی میں نہوا بادِ میا سے

کعبہ کی طرف نشہ میں کسطح سے جاؤں دشوار سنبھلنا ہے مجھے نعرش پاس سے

آتات ہے نظرا تھمیں اس شوخ کے جھوٹ ہوتا ہے لہو خاک میرا رنگِ خفا سے

لایا جو شبِ بزم میں اسے اہل زبان پر تاثیر ہم آغوش ہو چے آکے دھما سے

مارا جڑ نہیں اپنے آنکھوں کی حیا سے اب اُنکو جلاؤ لبِ اعجاز نما سے

شانہ جو اب جھٹا ہے تری زلفِ دو تار دڑتا ہے ہمارا دل صد چاکِ بلا سے

تا حشر جدا ہوں نہ میں اس حورِ لقا سے خواہش ہے اگر دلیں تو اتنی جڑ سے

لیکا کہہ میں چھلے کو کرے جھکونہ بد نام اتنا ہی نقطہ خوف تری دروِ ضا سے

باقی نہ می خواہش فی بادہ کشوں کو ہوش کچھ ایسے ہوئے مافی کی صلا سے

بچ پوچھے تو خاک دریا پر ہمو | آرام ہے بڑا کہیں نقش کھیا ہے

بدلا تخلص لاجان نام ہے۔ بموجب بہار مطبوعہ فضائل تفسیر علیگڑہ میں اسکا

مقام ہے اس طرز کا کلام ہے +

یقین ہے آج بخواروخی دھوکہ کہ تو ذہبی | گھٹا کا اودا جو راجہ نیلی فام بلا ہے

سنا کر جگہ باتیں غیر سے کرتے ہو بہتر ہے | میں بد لایکے چھوڑ دگھی جو زبان نام بلا ہے

پیری تخلص بی سید نامی عرف بی پوچھو دن ساکن کلکتہ بقول جبالہ کدہ نتیجہ سخن

مطبوعہ فردوسی ششاع نمبر جلد ۱۔ یہ شاعرہ انگریزی۔ عربی اور اردو زبانوں کی ماہرہ

اس قسم کے شعر موزون کرتی ہے +

سکے میر انصاف غم نہ سکے کتا ہو وہ شوخ | ہم نسیم کچھ کہ اس قصہ کا حاصل کیا ہوا

پلیہراج۔ تخلص ان نام اس حور شامل اما وہ والی زندگی کا ہے جس کا یہ شعر نذر احباب ہے +

بدیونسے میری ڈر کر مورا ہے محترز | مجھ کو سمجھا ہے سب جا مان بھی دیوانہ

سیارسی تخلص اس بیاری کا ہے جو ماہ بروہہ کے علاقہ میں دادھوان رنگ

محل کی ساکن ہے۔ یہ اس کے کلام کا نمونہ ہے +

چھوڑا الفت ان تو مکی ایدل نادان | تو چھوڑے بیکے جیتے ہیں وہ ان سے جو میں فرار نہ مزاج

سیارسی انت ہوا لاسکتہ نغصہ بلب گدہ مقیم دہلی شاکرہ بطیر خوش تقریر تخلص اسم ہے

یہ لونیہ محبوبہ مرغوبہ قاضی بڈان بمبھ میں مشہور معروف ہے۔ یہ شعرا کے نام کا موجود ہے +

ایوں نہوں وخت کو قریان ضبط ہو سکتا نہیں ؟

آگئے ہیں آپ از خود بے بلائے آج جو

جعفری تخلص جعفری جان طوائف لکھنوی مقیم کلکتہ کا جو منشی فدا حسین صاحب

فراسے ہم مشوہ ہے +

آتے ہماں وہ ماہ تمام روز | کس عیش سے گزرتی ہے یہ صبح شام

بدلا

پیری

پلیہراج

سیارسی

سیارسی

جعفری

جہان مخلص شاہجہان بیگم نام کا کلام اودہ شیخ دسمبر ۱۸۸۷ء کے پرچہ میں دیکھا گیا۔ اور
کچھ حال نکھلا۔ کافی بہار مطبوعہ دفعہ ثالث

مرا سید ہے گنجینہ متاع دردِ جہان کا | ستارہ اوج پر ہے طالع اندوہ مرا نکھ

چند اخلص و زام ایک نڈیکاتھا جو سودا کے عہد میں منظور نظر فیض اثر والی
اودہ تھی۔ ایک صاحب میس میرٹھ شیخ امیر بخش صاحب مخلص امیر خوش تقریر نے
بمقام لاہوریہ شعرا کے مجھے سنے تھے جو یہاں لکھے گئے

لورے گورے ہیں۔ پیارے پیاری ہیں | درِ وندان نہیں ستارے ہیں
پیچ میں کس کو لاؤ گے صاحب | بال کے لئے سنوارے ہیں
محفل بادشاہ کے صدقے | جہان چند آوہن ستارے ہیں

چندر سکھی نغمہ دلکش حصہ دوم میں۔ اسکی نسبت صرف یہ ہی لکھا ہے کہ۔ ”شہزادہ
کلام پرتا شیر ہے۔“ مگر اس میں اسکی کوئی غزل وغیرہ بھی نہیں لکھی صرف ایک ٹھمری
بھاشا کی درج کی ہے۔ بدینو جہینے صرف یہی نشان بتا دیا۔ اور اسکی نقل سے
قلم کو روک لیا

حجاب مخلص مہنی باقی نام باشندہ کلکتہ شاگرد مولانا سناخ یون لب کشا ہے
مگر ہمارے اسکو صاحب یوان اور شوکت کاشا گرد قرار دیا ہے۔ واللہ عالم بحقیقت الحال

ایک دم بھی کسی کوٹ نہیں ملتا آرام | ہاے بچپن میں ہم دردِ جاگر کی کیا

حرمت مخلص عزیز دلہن بیگم صاحبہ نام معروف بہ ”مرا“۔ یہ صاحبہ ریٹیل
کا ہے جو نہایت پرہیزگار۔ نماز روزہ گزار بشیر موصوف الصد سے تلمیذ کی نسبت
رکھتی ہیں۔ اسطرز کے صاف پرمضمون شعر موزون کرتی ہیں

محبت کی پس قطع محبت قدر ہوتی ہے | کہ شاخ نخل بیونہ کی پھل میں طرفہ لذت

حسین مخلص اس پردہ نشین کا ہے جسکا نام شمت جان عرف چھوٹی بیگم ہے

پہلے

پہلے

پہلے

پہلے

پہلے

پہلے

فیض آباد اسکا مقام ہے۔ حافظ محمد امین صاحب امین کے مشورہ سے کیا خوب
اسکا کلام ہے +

اے حسین بکو تو دے خاک ساری پند | ہو مبارک سیری پیکر کو شاہ نہ مزاج

حقا تخلص محمدی جان طوائف مرزا پوری شاگردہ سید الطاف حسین صاحب شیدا کا

مشاہیر ہے جو لفظوں کو صاف افشاں | حسین کو آپکی تشبیہ و نگا قران سے

حوار تخلص در نوروز جان نام اس گل ندام محبوبہ بازاری کا ہے جو چھوٹے صاحب

کہلاتی ہے۔ گویا شذہ لکھنوی ہے پر اب کلکتہ میں رہتی ہے۔ طبیعت موزون ہر

شعور خوب سمجھتی ہے۔ وہ بہر کیف یہ بیت اسکی تہہ سخن مذکورہ سے نقل کی جاتی ہے +

جسکی فرقت نے کنوئیں بھکوائے | ہیں عشاق کو

وہ مراد یوسف لقا زہرہ شمایل کیا ہوا

حیا تخلص چھوٹی جان طوائف شاگردہ سید الطاف حسین صاحب شیدا یون

سخن سرا ہے +

ہمیشہ کو چہ جانان کے گرد پھرتا ہے | یہ پاؤں کم نہیں گردش میں چرخ گردان

حیدر علی یا حیدر تخلص حیدری جان نام طوائف لکھنوی کی ایک ٹھہری نغمہ کش

کے پہلے حصہ میں منشی رام پرشاد صاحب لکھنوی عامل تخلص نے شایع فرمائی ہے +

یہاں اشعار دوست بحث ہے بدنیو جو وہ نہیں لکھی گئی +

نور شید تخلص اس مہر آسمان دلبری کا بسکا مشرقستان کانپور ہے۔ گو آج کل

کلکتہ میں اسکا نور پر زور ہے۔ محمد امین صاحب امین کی شاگردی سے مشہور نزدیک دور

اسکی غزل طرازی کا یہ دستور ہے +

گرمی بتلاتا نہیں اب میں نکاو او گانام | تھا ابھی پہلو میں کیا جانے مراد کیا

حسین تخلص یہ اسم ایک بُت بازاری۔ بیہرہ و وعدہ خلافتی سے عاری شذہ

ن

نور

حیا

حیدری

نور شید

حسین

ہمیر پور تھی۔ خوش گلو خوش نواز گل ندام یہ خوش خرام تھی میرے مہربان علم و ہنر کی
 کان مودت اہنگ ٹھا کر گلاب سنگہ صاحب یس نہر تھو وارد حال دم ملی اور سیہ
 نہر جمن متخلص بہ مشتاق شہرہ آفاق شاگرد استاد قلق مرحوم جس زمانہ میں اسطوف
 مصروف بکا رہے کرتھی۔ اس لڑیا سے دو چار تھی۔ انہیں کی فیض صحبت اسکی
 طبیعت شعور شاعری پر ابل ہوئی۔ جتنی گاہ گاہ خود بھی چکے لگی۔ مگر تخمیناً بیس ہی
 شعر کہے ہوئے کہ۔ مشاعرہ دوامی کی شمولیت کی طلبی آگئی۔ جلتی پھرتی نظر آئی +
 ٹھا کر صاحب اسکی وفات کو صد میں چند تاریخیں موزون فرمائی ہن۔ از انجملہ یہ ہے

لیکن وفا شعار و نمن نام اپنا کر گئی
 مشتاق کی طرف تری جسے نظر گئی
 عمرہ شعرا حیف ہے اہاں سے گزر گئی

تھو زلیسی عمر میں تو یحسین امری ستم
 دیکھا کیسا کھو آنکھ اٹھا کر نہ جی تے جی
 خامہ سیر کا سے یہ کھتا ہے سال فوت

تبلیغہ اسمین (۷) کوئی شمار کر کے اسکے دس عدد لئے ہن۔ (گز) کو دال معجزہ
 سے انکر اسکے (۷۰۰) عدد شمار کئے ہن +

بہر کیف سنا ہے کہ جبر سے اسے مشتاق صاحب کے اشتاق میں ماتھ پھیلا یا۔ میر
 سے کسب عام سے پیر میٹا۔ صرف نابج جوئے کا دروازہ کھلا رکھا۔ روٹی کپڑے کے
 کفیل سکے مشتاق ہی ہے۔

نقل ایک دفع کسی اتفاقیات پر حضرت مشتاق اپنی محبوبہ یگانہ آفاق سے بدرجہ ہو گئی
 تو یہ دلربا زمانہ بولی کہ۔ اے یار دلنواز و مولس و مساز میں یگانہ چند روزہ ہمارا
 ہوں۔ آپ مجھے بیزار نہ ہوں۔ تا حیات ناپا ئدا و بلا رنج و تعب بکشادہ پیشانی ہو گئی
 ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ بہت جلد عالم بقا کو روانہ ہو گئی +

روایت۔ یہ قاصد پہلے ریاست گھرو کی واقعہ بنیل کھنڈ میں ستر روپیہ
 ماہوار کی مجرئی تھی۔ لیکن اپنے پیارے مشتاق کی خاطر چھ مہینے گھر پر رہتی

تھی چھ چہنہ نوکری بجاتی تھی۔ گواسے لواحق مانگ آئے تھے۔ مگر یہ ایک کی سہیلی
 تھی اسکی نایکا اپنا سہیلی تھی وہ کہتے یہ غزل اسنے اپنی حصال لکھی ہے۔ جو حضرت
 مشتاق ہی کے ذریعے بندہ کو ملی ہے

طبع جسدن سہری پنہ پیہ ہے آئی مشتاق اسے طعہ واسے شریکیت میں تہری ہر لحظہ نہیں ملے تجھے پھر اتیری بدلی میں مگر یہ تو ممکن نہیں ملے تیرا بیف کوٹ جاؤ یاد رکھا اسے کہتی ہے رحیم جو کچھ	تب کو رہتی ہر مہرے گھر میں لڑائی مشتاق سنی جاتی نہیں ہے تو بڑائی مشتاق مجھ پہ آفت جو پڑی وہ ہے اٹھائی مشتاق ہوئے دشمن بھی اگر ساری خدائی مشتاق جان لیو گی سہری تیری بدلی مشتاق
--	--

یہ شعر اور اسی شاعرہ کے ہاتھ آئے ہیں

جیسا تجھ کو یہ مونا دیکھا اپنے بیکانے سب چھوڑے تیری چاہت کی دل نہیں چھوڑا	نہیں دنیا میں دوسرا دیکھا تیری چاہت میں یہ مزا دیکھا لاکھ باتیں تو کر کر لی مشتاق
---	---

ریب تخلص کن جان نام لکھتو کی حسن فروش بازاری۔ میر صغر علی صاحب اصغر
 کی شاگردہ کلثمتہ میں یون سخن سرا ہے۔

بچہ پھر اٹھا جو راتوں کو وہ مل گیا ہوا سونا تخلص بہم کوئی عورت ہے فرقہ طوائفان سے جسکا کلام میرے ہر بان نشی چھو خان صبا بالائے عنایت فرما ہے۔ دہلوی	آج سننا آج پہلو میں مراد ل کیا ہوا میں مومن وہ یا رتو اور نام قیامت جا انور آجائے الہی ملک الموت کو موت
---	---

شباب تخلص محمدی جان نام شیرین کلام آبد کی شاعرہ طوائفان کلثمتہ میں
 میدان سخن سنجی یون خوش غلام ہے

پھٹ گیا دامن یوسف اور جمل کیا وہ زینجا کا مکان ہفت منزل کیا ہوا	
--	--

زیر

سونا

شباب

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

شوخی مخلص مولاجان نام عرف بھگت صاحب کپوری رونق بازار کلکتہ تیار کردہ جا
منشی عبدالرحیم صاحب اپنی طبیعت کی شوخی یوں ظاہر کر رہی ہے۔ نغمہ دلکش کے
دوسرے حصہ میں بھی اسکا کلام بھیر دین کی دہن میں موجود ہے۔

عش مجھ آیا تو گھر کریہ کہتا ہوں شوخی میرے شائق میرے شیدائے سہل گیتا

شیرین تخلص اسم یہ وہی شیرین ادا لکھنوی معلوم ہوتی ہے جسکا کلام چین
میں لکھا گیا ہے اب کلکتہ میں یوں گرم بازاری کر رہی ہے۔

بام پر چڑھ کر جب کھجین دکھائیں بارے اُسکے کوچہ کی ہمیں گردش حاصل گیتا

صمیم تخلص فیمن جان نام طوائف مقیم کلکتہ کی ایک غزل نغمہ دلکش کے دوسرے حصہ
دیکھی ہے۔ اور کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ از انجاست

دلہ دھڑکونے جانی کو یہ صد پہنچا ہو گیا صبح کو عاشق کا سفر میل کی راہ

ضیا ایک پردہ نشین ترقی عصمت کا تخلص ہے۔ جسے نواب صاحب ہار دلی دار
امیور ادا م اللہ ملکہ سے فیض سخنی حاصل کیا ہے۔ یہ شعر اسکا ہاتھ آیا ہے

بھی بہا کبھی موسم خزان دیکھا نہ مئے شیر قابل یہ بوستان دیکھا

ضیا تخلص اس پردہ نشین سرفراز عفت کا جسکا نام نامی سکندر جہان گیم
ہے۔ اور یہ ناز پروردہ سید امیر علی صاحب جوم کو تو ال ساکن جاوہر کی دختر نیک

انتہ ہے۔ اس شاعرہ نے ایک قصیدہ ریہ بہوپال کے حضور میں روانہ فرمایا جسکے
صلہ میں مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ نقد پایا۔ اسکی عرضی مع قصیدہ کے گلستہ نتیجہ سخن

کلکتہ کے ممتاز طبیب صاحب نام میں شائع ہوا ہے۔ ایسی تاثیر ہے یہ شعر سنا ہوں

بھسے بھی ہو ہمیں کچھ کاغذ وری اہم کہدو فکرے سا آج مری ہو مہمان

غزل تازہ زبان مری سلیقہ جوفیا شکل طاؤس چمن میں ہوں جنادل قصا
غیر ممکن ہر چمن میں گزر باد بہار بن گئی ایک برس فصل بہاری بہا

قائل

لوہر

لوہر

مخفی

قائل مخلص عجب بہ جان نام فیروز آبادی زبڈی اپنی تیرہ گشتاں سے یوں قتل عام کرتی ہے۔ اس ناز و اکادم بھرتی ہے۔

ہو گیا ہے آپسے اپنے وہ بیگانہ مزاج	بروز جی کوئی دیکھے تیرے محبوب کی منزل
غرض جو ہے سورخ و لاف باز ہو بکو	حلقے بحث نہ مشک تار سے ہلکو

گو بہر مخلص اسم مقیم یہ تاب کڈہ نے اپنے مسکن سلطانپور کے مدرسہ میں تعلیم پائی حافظ محمد حسین جیسے سحر بہار پوری اور میان صفیر صاحب لکھنوی سے شعر کی اصلاح لی۔

کئی گھر آباد کر کے اجاڑ آئی ہے * آب نشہ ۶ سے پھر رونق بدار

یہ شعر اسکا بہار سے نقل کیا گیا۔

آپکے جانتا رہم بھی ہیں	عاشق دلفگار ہم بھی ہیں
------------------------	------------------------

گو بہر مخلص اسم کوئی لکھنوی حسن فروش بازار گوالیار یوں گوہر بار ہے۔

منزل کی بھاٹی جب چڑا ہے منہ پہ ماہ چارم	ہر ہنسنے میں تو ہوتا ہے مقابل کیا ہوا
---	---------------------------------------

مخفی۔ مخلص تھا اس مریم زمان بقیس دوران کا جسکا نام نامی زیب البتار بیگم تھا

لیکن یہ نور جہاں تاب شمر و صاحب کی بیگم کے لقب سے مشہور ہوا۔ یہ ہی نام اس

رئیس عالیہ کا زبان زو نزدیک دور را۔ درہل یہ مسلمان خاندان عالی کی شمر و صاحب

خزائیس کی ہاتھ آگئی تھی۔ جسے اسے عیسائی بنا نکاح میں لی تھی۔ اسی سبب

موصوف کی وفات کو بہر رخصتہ وغیرہ تو محال تعلق تھا موصوف کی مالک ہوئی تھی۔

مولف نالالین کے پڑا دارا سے ہر دیر ام صاحب دکن کے چھوٹے بھائی راسخ

بہادر صاحب مغفوقین اسی سرکار کے نمک خوار تھے۔ تادم حیات سرکار

اب پادرا انگشتیہ کے خزانہ سے پیش پاتے رہے۔

لیونکہ جسوقت بیگم صاحب کے انتقال پر انگٹا علاقہ سرکار نے ضبط کیا تو ہر ایک ملازم کی

پیشتر مقرر فرمادی تھی +

نیز بندہ کے والد ماجد منشی منسار رام صاحب تھیں تو ان خلیق لچہ رحمت منان نے دو چار سال ہر کار مرد و ص کی ملازمت کی تھی۔ مگر ان کے حین حیات ہی آپ نے وہاں سے ملازمت و کالت رسالہ اردلی کا بسبب تراجی دیوی صاحب کے چھوڑ دیا تھا +

الغرض بگیم صاحبہ محمود نے شاہ نصیر صاحب مرحوم سے مشورہ سختی اختیار فرمایا۔ جس وقت شاہ صاحب جی رآباد کو تشریف فرما ہوئے۔ انکی اجازت سے میرے تیار علی بیگ لکھنؤ ولسوڑا کے شاگردوں نے آپ کے کلام فیض انعام کو ملاحظہ فرمایا۔ بندہ کو شاہ صاحب

ہی کے خاندان سے یہ معلوم ہوا۔ یہ افسوس کہ بگیم صاحب کا صرف ایک ہی شعر باتھ آیا +

اندون جوش یہ ہے دیدہ گریان اپنا | اے صبا! کہیو ٹھکانا کرے طوفان اپنا

مجموعہ تخلص حسنی جان نام طوائف بنارس کے کلام کا نمونہ یہ ہے +

واقف رسم محبت ہیں۔ ہر دیوانہ مزاج | کوئی ناصح تو نہیں ہم۔ ہوں جو فریاد و رنج

شہید ہم ہیں ہمیں احتیاج غسل نہیں | کسی کی تیغ کے پانی سے ہیں ہمیں ہونے

مزید تخلص رحیم جان نامی طوائف کا جویشا کردی میریوسف علی صاحب یوسف اسطر

یہ سخن سرائی کرتی ہے +

تبیخ کرتی ہالی جو وہ آنکھیں کہیں | مگر کوہ پورے ہوئے جاؤں بھی قلعہ

مستورہ تخلص بہ اسم لکھنؤ کی کسی خانگی کا یہ شعر سنایا ہے +

خران میں بھی نہ کچھ حال کم ہوئی حشت | رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسوں

مطلوب تخلص فضل لکھنؤ پر پردہ نشین مہر وقات عصمت بقیم شمشاد کا جسکا کلام

تتبع گلستانہ سخن میں شائع ہوتا ہے +

ہے منزل عدم میں دل سوختہ کباب | پشما ہے توشہ اپنا میان کفن لذیذ

پڑتی ہر وحشیو بچی نظر خطر بار پر | چرتے ہیں خوب سبزہ صحرا ہر ن لذیذ

مجموعہ

مزید

مستورہ

مطلوب

شیرین سخن کلکے سے مزاج بولتا نہیں | مطلوب شاعری کا نہایت عزیز لہذا

معشوقِ مخلص و صلح نام یہودن مقیم کلکتہ پرچی مندر نصیمہ ناک کی ہمیشہ ہے و

بحرین پہلو کو خالی دیکھ کر جان ہے | پوچھا ہے جالے ریا جگر۔ دل کیا موانا

ملکہ مخلص کا منی جان نام رامپو میں پیدا ہوئی مراد آباد میں سکونت پذیر رہی۔ بائیس

برس کی عمر بانی۔ ایک سید زادہ کی شکوہ بی بی کہلائی و

خیر یہ کلام اس نیک انجام کا پنجاب پنج لاہور جلد ۲ نمبر ۲۶ صفحہ ۷۷ مطبوعہ ۱۸۶۹ء

سے نقل کیا گیا و

نہ تو صیاد کا دھڑکا نہ خزانہ کا کھٹکا | ہکودہ چپیں نفس میں گر بستائیں نہیں

ملکہ مخلص اتنی نام سخی مس بلاک جیسا بہادر سپہ نڈٹ پولیس کلکتہ کا ہے۔ انگریزی

کے علم موسیقی و قاصی میں توشہرہ آفاق ہونا بڑی بات نہیں ہے۔ مگر یہ کیتا زمانہ

ستار نوازی میں بھی طاق ہے۔ مولانا ساج کی صحبت کی فیض سے شاعرہ

ہی ہو کر خاموش نہ رہی۔ بلکہ مشرف باسلام بھی ہو گئی یہ دو شعرا کے درجہ تذکرہ ہو

بحرین دکنو بقیار می ہے | جوش زیادہ آواز داری ہے

آنکھیں چمکھو اگر ہو گئی ہیں سفید | کسی بت کی جو انتظار می ہے

ہمک مخلص مکن جان نام شاگردہ املا حسین خان صاحب ضا لکھنوی کا یہ

رنگ دھنگ ہے و

میں نہ ناحق داستان بحر کبھی یار سے | اور یہ ہم ہو گیا سنکریہ اف نہ فرج

ماز مخلص کی لکھنؤ میں ایک رندی ہے۔ جو شیرین جان کہلاتی ہے۔ اور اس

سے اپنے خواہندہ کو بھاتی ہے و

سببت ہے جو بلبل نائل پر داز کچھ ہیں | سفر ہے موسم گل کا چمن برباد ہو ہیں

ماز مخلص امر او جان نام ہے۔ اس طوائف سندیلہ والیکا اخیر آباد مقام ہے۔ اور

معشوق

ملکہ

ملکہ

ہمک

ماز

ماز

اس طرح کا کلام ہے +

نہ کہیں کچھ تو وہ میں سب کچھ | بات مانیں تو ہم کہیں سب کچھ

تازہ تخلص بندی جان نام عظیم آبادی فارسی اردو اور انگریزی دان کا یہ شعر بہار

مطبوعہ دفعہ ثالث سے ملا ہے +

انکو جانا تھا میرے پاس گردقت اخیر | شکل اکبار مجھے آور دکھاتے جاتی

مازار ان تخلص نفھی جان نام عرف چھل بل کا ہے۔ جسکے ناز و انداز کا عام گلستان

مقرر ہے۔ یہ اسکا شعر ہے +

میرزہ پہلو میں نہیں۔ زلف سلسل نہیں | تیری ٹھنی میں نہیں۔ پھر مراد ل کیا بلوہ

مازار میں بہار مطبوعہ دفعہ ثالث میں اس قاصد مرزا پورسی مفیم بنارس کا نام مانگی لکھا

جسکا یہ شعر حضرت کو ملا ہے +

جان دی میں جو اس چشم کے عشق میں | سیر گاہ آہوان چین مرا مرقد ہوا

نصیب تخلص الہی جان نام سہارنپور کا بازار جسکا قدیمی مقام ہے۔ سن ۱۲۵۰ء

کو وارد دہلی ہوئی۔ میرے ہر بان حضرت بشیر خوش تقریر سے ملی۔ انہیں کے

فیض صحبت سے شاعر بن گئی۔ حتیٰ کہ بدیہہ گو ہو گئی۔ ایک سوزا سکی والدہ خفا

ہو کر نکل گئی۔ تو یہ علامہ اپنے اشنا سے یوں گوہ افشان ہوئی +

گھر والے بگڑ جائیں بگڑنے دو بلا سے | کیا تم سے جدا کر کے یہ ملائیے خدا سے

آجکل یہ قاصد گروہ کی طرف چلی گئی ہے۔ یہ شعر بھی اسکا ہے +

جل نہ دیر میں آئے۔ نہ نکلے جان کعبہ میں

ترے قدموں پہ دم نکلے۔ تمنا یہ ہماری ہے

نظیر تخلص کی کوئی بازاری عورت کھنویں یوں اپنی گرم بازاری کرتی

ہے۔ یعنی اس انداز کے شعر کہتی ہے +

۴

۴

۴

نصیب

نصیب

وہ آئے ہیں مری بالین کچھ تو کہہ سن لو
خبر کر و ملک الموت کو ذرہ ٹھہرے
محببت لب جان بخش یافنے مارا
سج میرے لئے باعث عفا ٹھہرے
سے کب آنش غم پارہ دل مضطر
نظیر آگ پہ پارہ رکھو تو کیا ٹھہرے

لقاب تخلص حمید نابی نام ساکنہ کلکتہ جسے رامپور اور دہاکہ وغیرہ کی سیر بھی
کی ہے مسماۃ حجاب کی شاکر دہے بہار مطبوعہ دفعۃ ثالث سیر شعر اسکا لکھا جا تا ہے
وہ کیا منہ دکھائینگے عشرت میں جھکوا
جو آنکھیں ابھی سے چراغی موی میں

وزیر تخلص اسم دہلی کے زمانہ سکول میں تعلیم پاتی ہے بشیر خوش تقریر ہے
شعر کی اصلاح لیتی ہے تھوڑے دنوں سے اپنی ہمشیرہ کے پاس قصبہ سوئی پتہ
میں جا رہی ہے۔ یہ دو شعر اس نوخیز کے ہیں

”بچے کیوں آتے ہو پر سے ٹھیکو
میں جھک بات کہنے کو تو کہا
خبر دیتی ہے بھکی مچھو لیر کے آڑ کی
ہمارے دے لکے شیش غم کی ریل جا رہی ہے

تبدیلہ درمل ریل اس لوہے کی بیڑی کو کہتے ہیں جسیہ و خانی گاڑی کے پیٹے
چلتے ہیں۔ مگر عوام الناس میں یہ لفظ ٹرین کی جگہ مروج ہو گیا ہے۔ کیا بخیر علم
ولا یتو طوائف لکھنوی یوں غزل سرائی کرتی ہے

ہماری سارے اسیر نہیں آبرو ہو جائے
کنز لطف اگر حلقہ لگو ہو جائے

بہتر تخلص ہے اس گنا جان زندگی کا جو درجہ نگاہ میں مقیم ہے۔ اور کبھی کبھی سن
بھی اپنا تخلص باندھتی ہے۔ یہ شعر اسکا ہے

لیون نہ چرخ یہ کو کہو ہے دیوانہ فراج
ہاے یہ پیرانہ سالی اور طفلانہ فراج

دائرہ فروری میں صبح مقام دہلی پر دیو خانہ خود بقلم شکستہ قلم حضرت ڈاکٹر گارشا داد عفی
من نوشتم صرت کردم روزگار
من غامز این بماند یاد کار

اپنے موجود میں زندہ مقلد۔ سچ مان نے کہیں تصنیف کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور تالیف کے منفی یہی ہیں کہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھاننتی نے کتبہ جوڑا۔ میرے گلشن میں تریسپن اور اسکے مکملہ مطبوعہ سابقہ میں جو چمن انداز کے ساتھ چھپا ہے اٹھ اور چمن انداز میں ایک سو چوالیس یعنی کل دوسو پانچ عورتوں کا کلام لکھا گیا تھا حضور کی بہارستان ناز مطبوعہ دفعہ سوم میں بھی صرف ایک سو چوبیس کی میزان لکھی گئی ہے۔ حالانکہ شمار میں ایک کم آتے ہیں۔ نیز فہرست کا مقابلہ کل سے کیا گیا تو فہرست میں حرف کا ف کی نو شاعرہ لکھی ہیں اور کتاب میں دس کا کلام ہے۔ فرمائے گنا لکھنے کی فہرست کیوں خارج ہے یا اور اب جو میرا تذکرہ کر چھپتا ہے اس میں گلشن ناز کے محکمہ میں قریب پچاس کے اور چمن انداز کے ضمیمہ میں پچاس شعر گوئیوں کا ذکر بڑبڑایا گیا ہے جس کے کل شعر کہنے والیوں کی تعداد تین سو زیادہ ہو گئی ہے۔ فرمائی گئی کہ جن کسکی کتاب ہے؟ اور خیالی گھڑت جو بہت لگائی ہے اسکا حال یہ کہ۔ بندہ اکثر جگہ منقول عنہ کا حوالہ دیکھتا ہوں + فکر ہر کس بقدر بہت اوست + یا + ہر کس بخیاں خوشی خبے دارد + اغلب کہ حضور نے اس خیالی مسئلہ کو برتا ہوا گایس سر کو بھی ایسا ہی سمجھ لیا اور حضور نے پانچویں صفحہ کی گیارہویں سطریں ترقیم فرمایا ہے ”غرض کہ اسی قصہ۔۔۔“

تذکرہ دیکھ ڈالے۔ جا بجا سے دعوئہ کے نچالے۔ مگر۔۔۔

نہ پایا آخری لیکن جناب نے ان تذکروں کی فہرست۔۔۔ میلروں تذکرہ توشا۔۔۔

کل ہندوستان کے کتبیانوں میں بھی غلبے کے آپے دیکھنے میں کہاں آکر؟

یاں کسی جیسے ہوئے تذکرے کے سیکڑوں نسخہ کسی مطبع وغیرہ میں دیکھ لئے ہوئے۔

کیونکہ جوامر العجایب مطبوعہ مطبع نشی نو لکھنؤ صبا بھی بند گانغالی کو نکلا۔ کمال تعجب کی بات ہے۔ میرے گلشن ناز مطبوعہ سابقہ کے چوتھے صفحہ کو بھی حضور نے ملاحظہ فرمایا۔

سیدنا اٹھارہویں تذکرہ کے نام اور ان میں عورتوں کی شاعری کا پتہ لکھا گیا ہے۔

جو یہ فقرہ سنایا گیا مقتضائ تحقیق تو یہ تھا کہ آپ تحقیق فرماتے اپنا شبہ مٹاتے میرا
قصہ جانتے۔ جیسا کہ مینے حیا کے بیان میں جناب کی خطاطا ہر کی تھی و

منجھو خانم۔ کنیز کی رباعی جنھونے زیب رقام فرمائی ہے وہ دراصل میر علی اوسط
صاحب رشک کی ہے۔ انکا دیوان نظم مبارک ملاحظہ فرمائے جو تھی دفعہ کی ترتیم
اسکی تحریر سے بھی ہاتھ اٹھائے و

فریدن کے باعین جو کچھ ارشاد ہوا بجا و درست۔ کیونکہ حضور خاص ہائے رئیس اور
آبادی سے شہزادہ تھے کی زندگیوں کی نہرست آپکے ہاں تیار ہوگی۔ بندہ جیسا سنا تھا لکھیا
تھا۔ بالضرر اگر غلط ہے۔ تو بقول آپکے۔ ”رُوح برگردن لروی“ آپکے پاس بمقام لاہور
آپ سے ایکٹ میں اسکا احوال یوں پہنچا تھا کہ ”میرزا محمد بیگ صاحبین قرابت دار نواب
شیراز میں قاضی حرم کی زبانی فریدن کا حال لکھا تھا“ عرصہ تک جنگی ملاقات شاعر
سے ہی تھی۔ ”پیش درج تذکرہ کر دیا۔“ خط بندہ میر پاس موجود جس صاحب کو شک تھا کہ ملاحظہ فرما
پیش اس بات پر کہنا ہے بقول بندہ ”جیسی سنی پوسی کچھ“ پاپ پن مونیار ہے و

تغیر کے بیان میں حضور نے سب بڑ بڑکھل کھلائے ہیں عجیب خوب فقرے اُڑائے ہیں
ان سب قطع نظر کر کے بندہ صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ وہ نصرت الدولہ بہادر کو
اہل مطایع نے نصرت الدولہ بہادر بچا پا۔ حضور نے اُسے نصرت الدولہ بہادر بتایا
خیر جیسا کہ رباعیہ فاطمہ بیگم مکن ہے کہ فاطمہ بیگم کی لونڈی کا تخلص کنیز ہو حضور
اسکو کنیز فاطمہ بیگم نام سمجھ ہوں پس میری پچھانی پر بہتان بندی ناحق و ناروا ہے
زیادہ گزارش کرنا تہذیب کا منہ کالا کرنا ہے و

ماہ نقا کی نسبت ارشاد ہے کہ ”یہ ایک شعر اُس کے اشعار سے منتخب ہوا“ بخیر اس
سچ کہنا کہ اسکے کتنے اشعار نظم مبارک سے گزر چکے ہیں یہ منتخب ہے۔ بندہ کو تو وصف
اسکی یہ شعر مٹا دیا تھا۔ وہی جس انداز میں لکھ دیا تھا وہی جسکی وہی حضور نے نقل کر لیا

ہے۔ یہ چوری اور سینہ زوری نہیں تو کیا ہے؟ ہاں، نازک تخلص نے نیت جان نام کے کلام کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ ”یہ دو شعر اُسکے یاد تھے لکھ دئے گئے“، اگر حضرت کو شعر ہی یاد تھے تو اُسکی سکونت و سہ موجودگی چمن انداز سے لکھ دیتے۔ اس میں کیا فاضی جی گلہ کرتے؟

نازک تخلص و فتن جان نام پر تحریر ہے کہ ”منا جان رند کی ڈیر سے میں آ کر جانے لگی“ جناب عالی وہ تو اُسکے ڈیرہ میں آ کر آباد ہو گئی۔ اور چمن انداز کے چھپتے ہنٹا جان کے پاس ہی۔ بلکہ اُسکے بعد ”منا جان کی تہنیر و کفین خود ہی کی۔ اپنے ناحق چمن انداز کے اس فقرہ کو بدل لاکہ ”منا جان! الہ تبارک جان متونی کے ڈیرہ میں آئی“

غرض اسکا بیان اپنے خلاف اُفتہ تحریر فرمایا ہے۔ اسپر آپ لکھتے ہیں کہ ”باور فرمائی کا جھوٹ نہیں سچ ہے۔ یہ اشعار اُسکی زبانی سنئے ہوئے تحریر میں“ سبحان اللہ! چلاؤ دُزدے کہ بکھ چراغ دارد، جناب چمن انداز کی خاک چھا کر یہ شعر فتن کے لکھے اور زبانی سنئے ہوئے تحریر فرمائے۔ آپ نے جو قوت یہ شعر لکھے ہیں اُسوقت اُسکے ہم کلام ہونا تو درکنار اسکا دیکھنا بھی غیروں کو نصیب تھا۔ اور اگر آپ پہلے سُن چکے تھے تو اول ہی دفعہ یا دفعہ ثانی میں کیوں نہ لکھے؟ الغرض ہٹ دھرمی اچھی نہیں، یہاں سے معاملہ ہوا

صفحہ	سطر	لفظ غلط	صحیح
۴۲	۸	مطلب	مطب
۵۱	۱	برام	بزم
۵۱	۸	تھی بعد غذا	بھٹی غذا
۶۴	۴	کہول کر	گھول کر
۶۸	۱۲	میر کر امت ملی	میر کر امت ملی
۶۹	۳	فرحت بیان کی عبارت کے	نہ اسکا موجود نہ ثابت ہوتا ہے نہ جانا کوئی

مقررہ موجودگی پر دال ہے کوئی فوتیدگی پر غرض کہ اجتماع لفظین ہر بہار مطبوعہ فطیہ کی تحریک
 تو اسکی فوتیدگی قصداً ظاہر کرتی ہے دفعہ ثالث کی ناحق دھوکا دیتی ہے ۹۹-۱۵-نوم-نوم
 جناب حکیم جی! یہ سات آٹھ غلطیاں ہمارے ہاں ناز مطبوعہ دفعہ ثالث کی صرف اس سبب
 نمونہ کی طور پر گزارش ہوئی ہیں کہ باوجود ہر قدر کوشش و سعی کہ بھی مطبع کے کارپرداز جیسی کہ چاہئے
 صحت نہیں کرتے۔ آپ تو خود وہاں رونق افروز تھے جس قدر سمجھتی کم تھی۔ اور جس کو
 میرا ہمین انداز چھاپا تھا میں لاہور میں اور کتابت ملی میں چھپی تھی۔ پھر بھی حضو کو اسمین بخیر
 ایکل س (یہاں اور) لفظ کے او کوئی گرفت کا موقع ملا۔ گو اپنی ہٹ دھرمی آپنے فرین
 اور کین کے بیان میں یاد لگا خبا رکھال لیا۔ خوب کہ میں عاقبت کی باز پرس بری ہو گیا۔
 اب یادہ گوئی یا وہ گوئی سمجھ کر سلام عرض کرتا ہوں اور اسکا انصاف منصف فرماؤں سے
 چاہتا ہوں و تحریر تاریخ ۲۰-نومبر ۱۳۸۶

الرا
 درکار کتاب نادار

قطعات تاریخ تالیف مجموعہ ہذا مع تقریر خط جو اس وقت تک پیش نہ ہوئی ہیں
 قطعات نختہ کلام اہر سدا جیٹھا کر گلاب سنگہ جیٹھا مشتاق فریاد
 کے مشاق تیسریں میٹھ و لوق بخش دہلی و سیر محکمہ نہر غری جین سلمہ اللہ تعالیٰ
 شاکر داسا و قلم مہر موم

دیکھ کر ان کتاب نادار کی	خوش بین مشتاق تماثل نادار
از سہ دوستی کما مینے	خوب ہے یہ کلام معشوقان
دیکر	
عجاب لکھی تھیں نادار کتاب	گلستان نازک خیالان ہے
لکھی اسکی تاریخ از روی افس	زہ گلشن خوبرویان ہے یہ

ایضا

یہ سچ ہے کہ نادرنے اس تذکرہ میں
سر جان سے اسکا مشتاق بیشک
لکھے عورتوں کے من حالانادر
لکھو سال تم بھی۔ خیالات نادرنے

منہ

کیا خوب تم نے لکھی ہاں یہ کتاب نادرنے
منقو حروف میں مشتاق کی تاریخ
ہے شوراک جہان میں باش و مرچا کا
احوال سارا لکھا عورت خوش ادا کا

قصی

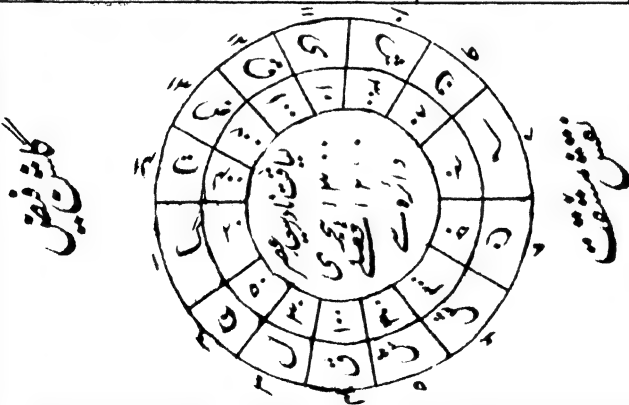
موتیریم چھی پھر یہ کتاب نادرنے
پوچھا مشتاق سے جو سال بدیدہ سنے
دیکھئے لکھتے ہیں تاریخ سخن در کیا کیا
مہر بہت کہا۔ نغمہ اصنام چھیا

صنم کی ج ۱۲

ایضا عیسوی

بیٹھا کس سوچ میں ہے توشتاق
لکھے از رو بشارت ہکا
دیکھ کیا خوب سے باغ عورت
عیسوی سال۔ چراغ عورت

دائرہ تاریخی بسم فرمودہ ٹھاکر گلاب گہ حساب موصو



قطعه از تہذیب فکر سہامی و علی کا شرف بھاکر لال سنگھ
صبا و اصف برادر اکبر بھاکر گلاب سنگھ صبا مشتاق موصوف
افسوس کہ اس کتاب کو چھپنے سے پہلے ہی جناب اصف صبا واصل بحق ہو گئے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

داڑی نا درایہ و اصف برادر مشتاق۔ مرا

بندہ نے یہ فقرہ اکی دو فہات کی سمیت بکرمی کا نکالا ہے۔ اکثر احباب نے اس حاد کی
تاریخیں موزوں کی ہیں۔ جو کہ مشتاق سراپا شفاق نے جمع کیا ہے۔ شاید کسی
موقع پر چھپ جائیں

تذکرہ خوب عورتوں کا ہے
نغمہ ہبلان دنیا سے

لکھنا دارنے واقعی و اصف
تو بھی لکھ دے یہ مصرعہ تاریخ

قطعه فرموا جناب نوشنگر لال صبا بھٹری رئیس و روضہ انبالہ
رواق افرا و حال ملی شاگرد جناب مشتاق شیخ شفاق

ہے یہ گویا نمونہ اصنام
درج بین اسمن واقعات تمام
اسکی تا سرخ دیجئے انجام
ہے یہ بے مثل و بی نظیر کلام

لکھی تھے کتاب کیا نا درایہ
نازنینان خوش بیا نوکے
دل میں شکر کے دیکھ کر آیا
لکھ میر بزم سے ندا آئی

قطعه از طبع فیض صاحب بھاکر رادما کشن صبا مشتاق رئیس قصہ
سہر جن نگر متعلقہ مراد آباد مقیم میرٹھ شاگرد جناب مشتاق شہر افاق

تذکرہ کیا ہی ہے بہار ستا
بے سیر بنص نغمہ ہر وان

لکھائے جو آج کل نا در
لکھ مشتاق نے بھی اسکا

قطعه نظم فرموا شیخ شہرت الدین صبا لہو متوطن موضع

ایندری صلح لڑاں متعینہ سر سور صلح دہلی اہلکار مجلیہ نہر شالرجی
مشتاق صاحب موصوفہ صندرا لطاق

خوب ہی اس کتاب میں آئی ہو
نارنگی نکا ہے بیان لکھا
بے سر شور میں اسکا سال
عورتوں کی ہے داستان لکھی

قطعات پنج عنایتی شیخ مشیت اللہ صاحب مشیت ساکن سکندریا
صلح بلند شہر شالرجی کلاں گنگہ صاحب مشتاق شہر افاف

نادر نے وہ لکھا جو یہ تذکرہ نہ
لازم ہے گل خوشگاہے اسکا سال
تاریخ ہے اسکی درکار ہے مشیت
از روئے جوش لکھدی نظم خور

قطعات پنجیمہ تختہ قلم صاحب
بدونی بیک علی اللہ صاحب
قطعات تاریخ طبع مکر تذکرہ مین انداز

میرے تفریق حضرت نادر نے اسے صفا
عورت ہند ہے کھانیک ٹیکال
کیونکر کرے یہ تصور کیا بند
تاریخ طبع لکھدو انیس خستہ فال

ولہ

تذکرہ اچھا لکھا نادر نے تھا عورت کا
بار اول جب چھپا مقبول اہل ہوا
تاریخ اصرار سے احباب باہتمام
بار ثانی زیدو طبع سے پورا چھا
سال طبع دومی ہفت فی بارو سے اچھا
چھپا درکار نادر تذکرہ مجھے کیا

ولہ

چمن انداز چوٹ طبع صفا بار دوم
شوق دیدار فزون گشت یہ ہر فرد
سال تاریخ بیک مصرعہ دوبارہ گنتم
چمن ذکر جمیل در سند اہل نظیر

تمام شد

فهرست حضرت امیر و غوث افاضی مدینه متین						
نام	مسکن	صفحه ذکره	مندودی	لنگا	۱۱	
سری پاریجی کیلاش	۲		گیلیا	دکن	۵	
سری سیتاجی اجودھیا	"		یدیاتا	ق	۱۲	
حضرتانی محمد لکھ - علیگڑھ	۳		کھوتا	اوچین	"	
حضرت عائشہ خا - مکہ مدینہ	۵		کھوتا	مگور	"	
حضرت فاطمہ خا	"		میران بائی	ماردار	"	
حضرت خدیجہ خا	"		مرگینا	مگوالیار	"	
زبیدہ خاتون	"		روپ متی	سارنگپور	"	
مقدمین جن کی پس نامی گرامی غوثوں کا ذکر ہے						
انہی حضرت						
کلمہ نام	مسکن	صفحتہ	تخلص	نام	مسکن	صفحه
زینب	مصر	۸	دلارام	دلارام	فارس	۱۴
آسمیا	"	"	آتون	توتی	نوارزمی	۱۵
ذبا	عرب	"	آرام	دلارام	مہول مسکن	"
آمنہ	مکہ	"	آرزو	+	سمقہ	۱۹
فتیمہ	عرب	۹	آرزوئی	+	"	"
ام سلم	"	"	آقا	بیگم	خراسانی	"
عائکہ	"	"	آقا بیگم بیگ	+	ہرات	"
میون	"	"	امانی	+	دہلی	۲۰
بنت البحر	کوخہ	"	بادشاہ خاتون	+	کرمان	"
عائشہ	"	"	ہندگی	+	کشمیر	۲۱
بنت عقیل	"	"	میر یا ماہ	میر بیگم	پاک	"
فتیمہ	سور	"	بیگم	+	ہرات	۲۲
انجھان	امرہ	۱۰	پر قوی	+	تبریز	"
چند	دکن	۱۰	جامی	+	آسنہ آباد	"
کارگی	جنگ پوری	۱۰	جمیلہ	+	دہلی	۲۳

تخلص	نام	مسکن	صفحه	تخلص	نام	مسکن	صفحه
جهان آرا	+	دہلی	۱۳۵	ہستی	+	دہلی	۳۶
جهان خاتون	+	شیراز	"	نسائی	فخر النساء	خراسان	"
حجابی	+	استرآباد	۲۴	نسائی	+	+	۳۷
حیات	حیات النساء	+	"	نور جهان یاکو	مہر النساء	آگرہ	"
حیات	+	شیراز	"	نہانی	بیگم	ایران	۴۰
حیاتی	+	+	"	نہانی	+	کرمان	"
خانزادی	فخر النساء	تبریز	۲۵	نہانی	+	شیراز	"
دوستی یا آقا دوست	نسائی سبزواری	"	"	نہانی	+	دہلی	۴۱
زارعی	+	ایران	"	نہانی	+	کشمیر	۴۲
سلطان	خدیجہ سلطان بیگم	دہلی	"	وزیر	وزیر النساء	دہلی	"
شیرین	سلطان فیضی بیگم	دہلی کہنہ	۲۶	ہمدی	شریف بانو	+	"
ضعیفی	+	سمرقند	"	+	ترسائی مجاہد الحال	بغداد	۴۳
عایشہ	+	"	۲۷	+	مجاہد الحال	دہلی	۴۴
عصمتی یا دختر	+	"	"	منکامین جن کا کلام ہے انہی فہرست			
عصمتی	+	خواف	"	نہانی	نام	مسکن	صفحه
عصمتی	نور جهان آری بیگم	+	"	بانو	بانو بیگم	دہلی	۵۵
عفتی	+	ہسفر	"	بلیغہ	+	شیراز	"
فتا	فتاۃ النساء	+	"	ہشت	+	اصفہان	"
گن یا شوخ	گن بیگم	دہلی	۲۸	ہشتی	+	گنجد	"
لاہ خاتون	+	کرمان	"	بیدی	+	خیابان	"
لطیف	لطیف النساء	عظیم آباد	۲۹	پیری	پیری بیگم	نیشاپوری	"
منفی یا زینب	منیہ یا زینب بیگم	دہلی	"	تصویر	بفتیق خانم	مرشد آباد	"
مشتری	قمرن جان	لکھنؤ	۳۲	توقی	+	ایران	۵۶
مطربہ	+	کاشغر	۳۳	جان بیگم	+	آگرہ	"
ملکہ	سید بیگم	جہانگیر آباد	"	جہانی	+	دہلی	۵۷
مہری	+	مہر آباد	"	حاکمی سبکی غلطی سے لکھا	خواف	"	"

۱۲	حجابی	+	جواب دقان	۵۷	کاشش	+	۶۲
۱۳	حسینہ	+	حیدر بیگم بھوپال	۵۸	ماہ یا ماہ لقا جو چین انداز میں تخلص ہے	+	۶۳
۱۴	دشاو	+	آقا بیگم تنکرہ کاشش ہے	۵۹	اوشاید وینیم کی کہ من بھی گئی کھی گئی ہے	+	۶۴
۱۵	دولت	+	سمرقند	۶۰	ماہی	+	۶۵
۱۶	رابرہ	+	اصفہان	۶۱	محترم	+	۶۶
۱۷	رابرہ	+	بلخ و شیراز	۶۲	محمی	+	۶۷
۱۸	زبیدہ	+	تہید گلشن نازین کیگو	۶۳	مخدومہ	+	۶۸
۱۹	زلیخا	+	دہلی	۶۴	مدینہ	+	۶۹
۲۰	زہرہ	+	امر اوجان غوث کھنٹو	۶۵	مستونہ	+	۷۰
۲۱	زینت	+	زینت النساء دہلی	۶۶	نظیر	+	۷۱
۲۲	سلیمہ	+	اگرہ	۶۷	نہانی	+	۷۲
۲۳	سید جوگ کاشش میں تخلص ہے۔ جوحان	+	ہما	۶۸	+	+	۷۳
۲۴	شہباز	+	نوا شہباز بیگم صید بھوپال	۶۹	یاسین بو	+	۷۴
۲۵	شادی	+	گیلان	۷۰	مجموعی تخلص لاسم	+	۷۵
۲۶	شرم	+	کھنٹو	۷۱	عذر گناہ باز نزار گناہ	+	۷۶
۲۷	شیرین	+	بیگا	۷۲	اگرچہ بوجہ سبب اس مش کے میرا عذ بھی ساعت کو	+	۷۷
۲۸	صرافی	+	محترم النساء مشہد	۷۳	قابل نہیں ہے مگر برکریان کا رادشوار نیست	+	۷۸
۲۹	فاطمہ	+	خراسان	۷۴	پر عمل نہا کر کوثری غبت سے اوقبول فرمائے	+	۷۹
۳۰	فاطمہ بی بی فاطمہ سلیم	+	دہلی	۷۵	بندہ سال ہا سال سے اس تکرہ کی فراہمی میں مصروف	+	۸۰
۳۱	نصیحہ	+	خانم چرت اصفیاء	۷۶	تھا۔ پس جب وقت کسی شاعر کا کلام ملا تو کسی پر صبر	+	۸۱
۳۲	فوز العین	+	اسم سکھ	۷۷	گھلایا۔ اس میں یہ خیال نہ ہو کہ یہ پرچہ کسی متعذر نقل تو تھا	+	۸۲
۳۳	کاملہ	+	دہلی	۷۸	اچھے اس کتاب کی بہت مجموعی پھیل چکا اور وہ ری دی	+	۸۳
۳۴	کینز فاطمہ	+	کابل	۷۹	پچھلے کا مباحثہ حوالہ ہوئے۔ تو بعض کا حال مگر	+	۸۴
۳۵	کوکب ستارہ بانو	+	شیراز	۸۰	لکھا گیا جیسے صراحی و محترم کے بیان کا ظہر ہوئے	+	۸۵
۳۶	کلبک	+	اگرہ	۸۱	پس یہ کہ کوئی حسب گمان انھوں میں کہ مولف نے	+	۸۶
۳۷	گلچہرہ	+	+	۸۲	شمارا سمار کے پڑا نیکو ایسا کیا ہے۔ بلکہ اس نقص	+	۸۷
۳۸	+	+	+	۸۳	کا باعث میری عدم فراموشی باجو اسکو نظر ثانی	+	۸۸

[illegible]

ہن۔ نواب بہن بیگم موت نواب صاحب فیض آباد۔ ۹۱				
دعوت	میران بہن دہلی	۹۲	طلب	ضیائی بیگم
ذلیل	نوبہار	۹۳	ظرافت	+
راویہ	رابعہ	۹۴	عابد	+
رعنائی	نواب سیر بیگم	۹۵	عالم	نواب مراد بیگم صاحبہ
زمرہ	نصیب	۹۶	عزت	جیپور
"	+	۹۷	عزیز	ککلتہ
"	مٹی جان	۹۸	عشرت	مظفرنگر
"	لطیف	۹۹	عصمت	دہلی
"	امراؤ جان عرف پھیر۔ ککھنو	۱۰۰	عفت	اودھ
ثراؤ	+	۱۰۱	علی	ککھنو
سردار	سردار بیگم	۱۰۲	عیدو	دہلی
سلطان	سلطان بیگم صاحبہ	۱۰۳	غریب	پٹنہ
شہارت	امیر جان	۱۰۴	فاطمہ	اگرہ
شرف	شرف جان	۱۰۵	"	فاطمہ سلطان بیگم موت نواب۔ دہلی
شرم	چوٹے صاحب	۱۰۶	فرت	فیض آباد
"	شمش النساء بیگم صاحبہ	۱۰۷	فرخ	پرب
شرر	جگن جان	۱۰۸	فرید	میرٹھ
شوخی	شوخی بیگم صاحبہ	۱۰۹	قادری	دہلی
شین	بیگما جان	۱۱۰	قمر	ککھنو
"	نواب بیگم صاحبہ	۱۱۱	کمن	قمر النساء
صاحب	شیرین صاحبہ	۱۱۲	کنیز	تنخا مین
صدا	نواب محل صاحبہ	۱۱۳	"	کنیز فاطمہ
عنبر	درگاہی	۱۱۴	کیفی	دہلی
منوب	بیون	۱۱۵	کنا	مخلص بہن
ضرورت	شراف النساء بیگم	۱۱۶	کوہ	کابل

۱۳۷	دہلی	گیتی آرا	۱۳۸	ناز	جینان جان متحرک کالی - کڑال	۱۳۹	دہلی	متخلص اسم برہیلی
۱۳۸	دہلی	امیر جان	۱۳۹	نازک	زینت جان	۱۴۰	دہلی	کھنہو
۱۳۹	دہلی	نقش جان	۱۴۰	نزدک	نقش جان	۱۴۱	دہلی	متخلص اسم
۱۴۰	دہلی	نقش جان	۱۴۱	نزدک	نقش جان	۱۴۲	دہلی	کھنہو
۱۴۱	دہلی	نقش جان	۱۴۲	نزدک	نقش جان	۱۴۳	دہلی	کھنہو
۱۴۲	دہلی	نقش جان	۱۴۳	نزدک	نقش جان	۱۴۴	دہلی	کھنہو
۱۴۳	دہلی	نقش جان	۱۴۴	نزدک	نقش جان	۱۴۵	دہلی	کھنہو
۱۴۴	دہلی	نقش جان	۱۴۵	نزدک	نقش جان	۱۴۶	دہلی	کھنہو
۱۴۵	دہلی	نقش جان	۱۴۶	نزدک	نقش جان	۱۴۷	دہلی	کھنہو
۱۴۶	دہلی	نقش جان	۱۴۷	نزدک	نقش جان	۱۴۸	دہلی	کھنہو
۱۴۷	دہلی	نقش جان	۱۴۸	نزدک	نقش جان	۱۴۹	دہلی	کھنہو
۱۴۸	دہلی	نقش جان	۱۴۹	نزدک	نقش جان	۱۵۰	دہلی	کھنہو
۱۴۹	دہلی	نقش جان	۱۵۰	نزدک	نقش جان	۱۵۱	دہلی	کھنہو
۱۵۰	دہلی	نقش جان	۱۵۱	نزدک	نقش جان	۱۵۲	دہلی	کھنہو
۱۵۱	دہلی	نقش جان	۱۵۲	نزدک	نقش جان	۱۵۳	دہلی	کھنہو
۱۵۲	دہلی	نقش جان	۱۵۳	نزدک	نقش جان	۱۵۴	دہلی	کھنہو
۱۵۳	دہلی	نقش جان	۱۵۴	نزدک	نقش جان	۱۵۵	دہلی	کھنہو
۱۵۴	دہلی	نقش جان	۱۵۵	نزدک	نقش جان	۱۵۶	دہلی	کھنہو
۱۵۵	دہلی	نقش جان	۱۵۶	نزدک	نقش جان	۱۵۷	دہلی	کھنہو
۱۵۶	دہلی	نقش جان	۱۵۷	نزدک	نقش جان	۱۵۸	دہلی	کھنہو
۱۵۷	دہلی	نقش جان	۱۵۸	نزدک	نقش جان	۱۵۹	دہلی	کھنہو
۱۵۸	دہلی	نقش جان	۱۵۹	نزدک	نقش جان	۱۶۰	دہلی	کھنہو
۱۵۹	دہلی	نقش جان	۱۶۰	نزدک	نقش جان	۱۶۱	دہلی	کھنہو
۱۶۰	دہلی	نقش جان	۱۶۱	نزدک	نقش جان	۱۶۲	دہلی	کھنہو
۱۶۱	دہلی	نقش جان	۱۶۲	نزدک	نقش جان	۱۶۳	دہلی	کھنہو
۱۶۲	دہلی	نقش جان	۱۶۳	نزدک	نقش جان	۱۶۴	دہلی	کھنہو
۱۶۳	دہلی	نقش جان	۱۶۴	نزدک	نقش جان	۱۶۵	دہلی	کھنہو
۱۶۴	دہلی	نقش جان	۱۶۵	نزدک	نقش جان	۱۶۶	دہلی	کھنہو
۱۶۵	دہلی	نقش جان	۱۶۶	نزدک	نقش جان	۱۶۷	دہلی	کھنہو
۱۶۶	دہلی	نقش جان	۱۶۷	نزدک	نقش جان	۱۶۸	دہلی	کھنہو
۱۶۷	دہلی	نقش جان	۱۶۸	نزدک	نقش جان	۱۶۹	دہلی	کھنہو
۱۶۸	دہلی	نقش جان	۱۶۹	نزدک	نقش جان	۱۷۰	دہلی	کھنہو
۱۶۹	دہلی	نقش جان	۱۷۰	نزدک	نقش جان	۱۷۱	دہلی	کھنہو
۱۷۰	دہلی	نقش جان	۱۷۱	نزدک	نقش جان	۱۷۲	دہلی	کھنہو
۱۷۱	دہلی	نقش جان	۱۷۲	نزدک	نقش جان	۱۷۳	دہلی	کھنہو
۱۷۲	دہلی	نقش جان	۱۷۳	نزدک	نقش جان	۱۷۴	دہلی	کھنہو
۱۷۳	دہلی	نقش جان	۱۷۴	نزدک	نقش جان	۱۷۵	دہلی	کھنہو
۱۷۴	دہلی	نقش جان	۱۷۵	نزدک	نقش جان	۱۷۶	دہلی	کھنہو
۱۷۵	دہلی	نقش جان	۱۷۶	نزدک	نقش جان	۱۷۷	دہلی	کھنہو
۱۷۶	دہلی	نقش جان	۱۷۷	نزدک	نقش جان	۱۷۸	دہلی	کھنہو
۱۷۷	دہلی	نقش جان	۱۷۸	نزدک	نقش جان	۱۷۹	دہلی	کھنہو
۱۷۸	دہلی	نقش جان	۱۷۹	نزدک	نقش جان	۱۸۰	دہلی	کھنہو
۱۷۹	دہلی	نقش جان	۱۸۰	نزدک	نقش جان	۱۸۱	دہلی	کھنہو
۱۸۰	دہلی	نقش جان	۱۸۱	نزدک	نقش جان	۱۸۲	دہلی	کھنہو
۱۸۱	دہلی	نقش جان	۱۸۲	نزدک	نقش جان	۱۸۳	دہلی	کھنہو
۱۸۲	دہلی	نقش جان	۱۸۳	نزدک	نقش جان	۱۸۴	دہلی	کھنہو
۱۸۳	دہلی	نقش جان	۱۸۴	نزدک	نقش جان	۱۸۵	دہلی	کھنہو
۱۸۴	دہلی	نقش جان	۱۸۵	نزدک	نقش جان	۱۸۶	دہلی	کھنہو
۱۸۵	دہلی	نقش جان	۱۸۶	نزدک	نقش جان	۱۸۷	دہلی	کھنہو
۱۸۶	دہلی	نقش جان	۱۸۷	نزدک	نقش جان	۱۸۸	دہلی	کھنہو
۱۸۷	دہلی	نقش جان	۱۸۸	نزدک	نقش جان	۱۸۹	دہلی	کھنہو
۱۸۸	دہلی	نقش جان	۱۸۹	نزدک	نقش جان	۱۹۰	دہلی	کھنہو
۱۸۹	دہلی	نقش جان	۱۹۰	نزدک	نقش جان	۱۹۱	دہلی	کھنہو
۱۹۰	دہلی	نقش جان	۱۹۱	نزدک	نقش جان	۱۹۲	دہلی	کھنہو
۱۹۱	دہلی	نقش جان	۱۹۲	نزدک	نقش جان	۱۹۳	دہلی	کھنہو
۱۹۲	دہلی	نقش جان	۱۹۳	نزدک	نقش جان	۱۹۴	دہلی	کھنہو
۱۹۳	دہلی	نقش جان	۱۹۴	نزدک	نقش جان	۱۹۵	دہلی	کھنہو
۱۹۴	دہلی	نقش جان	۱۹۵	نزدک	نقش جان	۱۹۶	دہلی	کھنہو
۱۹۵	دہلی	نقش جان	۱۹۶	نزدک	نقش جان	۱۹۷	دہلی	کھنہو
۱۹۶	دہلی	نقش جان	۱۹۷	نزدک	نقش جان	۱۹۸	دہلی	کھنہو
۱۹۷	دہلی	نقش جان	۱۹۸	نزدک	نقش جان	۱۹۹	دہلی	کھنہو
۱۹۸	دہلی	نقش جان	۱۹۹	نزدک	نقش جان	۲۰۰	دہلی	کھنہو
۱۹۹	دہلی	نقش جان	۲۰۰	نزدک	نقش جان	۲۰۱	دہلی	کھنہو
۲۰۰	دہلی	نقش جان	۲۰۱	نزدک	نقش جان	۲۰۲	دہلی	کھنہو
۲۰۱	دہلی	نقش جان	۲۰۲	نزدک	نقش جان	۲۰۳	دہلی	کھنہو
۲۰۲	دہلی	نقش جان	۲۰۳	نزدک	نقش جان	۲۰۴	دہلی	کھنہو
۲۰۳	دہلی	نقش جان	۲۰۴	نزدک	نقش جان	۲۰۵	دہلی	کھنہو
۲۰۴	دہلی	نقش جان	۲۰۵	نزدک	نقش جان	۲۰۶	دہلی	کھنہو
۲۰۵	دہلی	نقش جان	۲۰۶	نزدک	نقش جان	۲۰۷	دہلی	کھنہو
۲۰۶	دہلی	نقش جان	۲۰۷	نزدک	نقش جان	۲۰۸	دہلی	کھنہو
۲۰۷	دہلی	نقش جان	۲۰۸	نزدک	نقش جان	۲۰۹	دہلی	کھنہو
۲۰۸	دہلی	نقش جان	۲۰۹	نزدک	نقش جان	۲۱۰	دہلی	کھنہو
۲۰۹	دہلی	نقش جان	۲۱۰	نزدک	نقش جان	۲۱۱	دہلی	کھنہو
۲۱۰	دہلی	نقش جان	۲۱۱	نزدک	نقش جان	۲۱۲	دہلی	کھنہو
۲۱۱	دہلی	نقش جان	۲۱۲	نزدک	نقش جان	۲۱۳	دہلی	کھنہو
۲۱۲	دہلی	نقش جان	۲۱۳	نزدک	نقش جان	۲۱۴	دہلی	کھنہو
۲۱۳	دہلی	نقش جان	۲۱۴	نزدک	نقش جان	۲۱۵	دہلی	کھنہو
۲۱۴	دہلی	نقش جان	۲۱۵	نزدک	نقش جان	۲۱۶	دہلی	کھنہو
۲۱۵	دہلی	نقش جان	۲۱۶	نزدک	نقش جان	۲۱۷	دہلی	کھنہو
۲۱۶	دہلی	نقش جان	۲۱۷	نزدک	نقش جان	۲۱۸	دہلی	کھنہو
۲۱۷	دہلی	نقش جان	۲۱۸	نزدک	نقش جان	۲۱۹	دہلی	کھنہو
۲۱۸	دہلی	نقش جان	۲۱۹	نزدک	نقش جان	۲۲۰	دہلی	کھنہو
۲۱۹	دہلی	نقش جان	۲۲۰	نزدک	نقش جان	۲۲۱	دہلی	کھنہو
۲۲۰	دہلی	نقش جان	۲۲۱	نزدک	نقش جان	۲۲۲	دہلی	کھنہو
۲۲۱	دہلی	نقش جان	۲۲۲	نزدک	نقش جان	۲۲۳	دہلی	کھنہو
۲۲۲	دہلی	نقش جان	۲۲۳	نزدک	نقش جان	۲۲۴	دہلی	کھنہو
۲۲۳	دہلی	نقش جان	۲۲۴	نزدک	نقش جان	۲۲۵	دہلی	کھنہو
۲۲۴	دہلی	نقش جان	۲۲۵	نزدک	نقش جان	۲۲۶	دہلی	کھنہو
۲۲۵	دہلی	نقش جان	۲۲۶	نزدک	نقش جان	۲۲۷	دہلی	کھنہو
۲۲۶	دہلی	نقش جان	۲۲۷	نزدک	نقش جان	۲۲۸	دہلی	کھنہو
۲۲۷	دہلی	نقش جان	۲۲۸	نزدک	نقش جان	۲۲۹	دہلی	کھنہو
۲۲۸	دہلی	نقش جان	۲۲۹	نزدک	نقش جان	۲۳۰	دہلی	کھنہو
۲۲۹	دہلی	نقش جان	۲۳۰	نزدک	نقش جان	۲۳۱	دہلی	کھنہو
۲۳۰	دہلی	نقش جان	۲۳۱	نزدک	نقش جان	۲۳۲	دہلی	کھنہو
۲۳۱	دہلی	نقش جان	۲۳۲	نزدک	نقش جان	۲۳۳	دہلی	کھنہو
۲۳۲	دہلی	نقش جان	۲۳۳	نزدک	نقش جان	۲۳۴	دہلی	کھنہو
۲۳۳	دہلی	نقش جان	۲۳۴	نزدک	نقش جان	۲۳۵	دہلی	کھنہو
۲۳۴	دہلی	نقش جان	۲۳۵	نزدک	نقش جان	۲۳۶	دہلی	کھنہو
۲۳۵	دہلی	نقش جان	۲۳۶	نزدک	نقش جان	۲۳۷	دہلی	کھنہو
۲۳۶	دہلی	نقش جان	۲۳۷	نزدک	نقش جان	۲۳۸	دہلی	کھنہو
۲۳۷	دہلی	نقش جان	۲۳۸	نزدک	نقش جان	۲۳۹	دہلی	کھنہو
۲۳۸	دہلی	نقش جان	۲۳۹	نزدک	نقش جان	۲۴۰	دہلی	کھنہو
۲۳۹	دہلی	نقش جان	۲۴۰	نزدک	نقش جان	۲۴۱	دہلی	کھنہو
۲۴۰	دہلی	نقش جان	۲۴۱	نزدک	نقش جان	۲۴۲	دہلی	کھنہو
۲۴۱	دہلی	نقش جان	۲۴۲	نزدک	نقش جان	۲۴۳	دہلی	کھنہو
۲۴۲	دہلی	نقش جان	۲۴۳	نزدک	نقش جان	۲۴۴	دہلی	کھنہو
۲۴۳	دہلی	نقش جان	۲۴۴	نزدک	نقش جان	۲۴۵	دہلی	کھنہو
۲۴۴	دہلی	نقش جان	۲۴۵	نزدک	نقش جان	۲۴۶	دہلی	کھنہو
۲۴۵	دہلی	نقش جان	۲۴۶	نزدک	نقش جان	۲۴۷	دہلی	کھنہو
۲۴۶	دہلی	نقش جان	۲۴۷	نزدک	نقش جان	۲۴۸	دہلی	کھنہو
۲۴۷	دہلی	نقش جان	۲۴۸	نزدک	نقش جان	۲۴۹	دہلی	کھنہو
۲۴۸	دہلی	نقش جان	۲۴۹	نزدک	نقش جان	۲۵۰	دہلی	کھنہو
۲۴۹	دہلی	نقش جان	۲۵۰	نزدک	نقش جان	۲۵۱	دہلی	کھنہو
۲۵۰	دہلی	نقش جان	۲۵۱	نزدک	نقش جان	۲۵۲	دہلی	کھنہو
۲۵۱	دہلی	نقش جان	۲۵۲	نزدک	نقش جان	۲۵۳	دہلی	کھنہو
۲۵۲	دہلی	نقش جان	۲۵۳	نزدک	نقش جان	۲۵۴	دہلی	کھنہو
۲۵۳	دہلی	نقش جان	۲۵۴	نزدک	نقش جان	۲۵۵	دہلی	کھنہو
۲۵۴	دہلی	نقش جان	۲۵۵	نزدک	نقش جان	۲۵۶	دہلی	کھنہو
۲۵۵	دہلی	نقش جان	۲۵۶	نزدک	نقش جان	۲۵۷	دہلی	کھنہو
۲۵۶	دہلی	نقش جان	۲۵۷	نزدک	نقش جان	۲۵۸	دہلی	کھنہو
۲۵۷	دہلی	نقش جان	۲۵۸	نزدک	نقش جان	۲۵۹	دہلی	کھنہو
۲۵۸	دہلی	نقش جان	۲۵۹	نزدک	نقش جان	۲۶۰	دہلی	کھنہو
۲۵۹	دہلی	نقش جان	۲۶۰	نزدک	نقش جان	۲۶۱	دہلی	کھنہو
۲۶۰	دہلی	نقش جان	۲۶۱	نزدک	نقش جان	۲۶۲	دہلی	کھنہو
۲۶۱	دہلی	نقش جان	۲۶۲	نزدک	نقش جان	۲۶۳	دہلی	کھنہو
۲۶۲	دہلی	نقش جان	۲۶۳	نزدک	نقش جان	۲۶۴	دہلی	کھنہو
۲۶۳	دہلی	نقش جان	۲۶۴	نزدک	نقش جان	۲۶۵	دہلی	کھنہو
۲۶۴	دہلی	نقش جان	۲۶۵	نزدک	نقش جان	۲۶۶	دہلی	کھنہو
۲۶۵	دہلی	نقش جان	۲۶۶	نزدک	نقش جان	۲۶۷	دہلی	کھنہو
۲۶۶	دہلی	نقش جان	۲۶۷	نزدک	نقش جان	۲۶۸	دہلی	کھنہو
۲۶۷	دہلی	نقش جان	۲۶۸	نزدک	نقش جان	۲۶۹	دہلی	کھنہو
۲۶۸	دہلی	نقش جان	۲۶۹	نزدک	نقش جان	۲۷۰	دہلی	کھنہو
۲۶۹	دہلی	نقش جان	۲۷۰	نزدک	نقش جان	۲۷۱	دہلی	کھنہو
۲۷۰	دہلی	نقش جان	۲۷۱	نزدک	نقش جان	۲۷۲	دہلی	کھنہو
۲۷۱	دہلی	نقش جان	۲۷۲	نزدک	نقش جان	۲۷۳	دہلی	کھنہو
۲۷۲	دہلی	نقش جان	۲۷۳	نزدک	نقش جان	۲۷۴	دہلی	کھنہو
۲۷۳	دہلی	نقش جان	۲۷۴	نزدک	نقش جان	۲۷۵	دہلی	کھنہو
۲۷۴	دہلی	نقش جان	۲۷۵	نزدک	نقش جان	۲۷۶	دہلی	کھنہو
۲۷۵	دہلی	نقش جان	۲۷۶	نزدک	نقش جان	۲۷۷	دہلی	کھنہو

بصحت نامہ لکھ کر انہیں راوی کے واسطے دے دیتا ہوں جس کا باعث ہر سنگ سار کی مہربانی اگر
بیرا یا وفار سے پیدا ہو گا تو میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ وہ لکھ کر اپنے عزیزوں کے پاس بھیجے کہ

[illegible][illegible]

شہزاد احمد علی شاہ

دوینو لا ایک کتاب کا جواب مذکورہ لغت اور خاصہ عورتوں کے
 بیان میں ۱۹۸ صفحہ ۲۰۶-۲۰۷ کا قہر پرسی عمدہ چھپی ہے
 جسکی خوبی قلم کی زبان سے ادائیں ہو سکتی ہا اہل تر
 کے ہر صفحہ پر نقاشی ہے پھر موقعہ موقعہ پر لعل بھی نیت
 تین قسم کے کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ ولایتی کاغذ ۱۲-۱۲
 سریرام پورسی۔ ۱۰-۱۰۔ بادامی۔ ۸-۸۔ محصول ہر ایک کا
 فیس جٹری۔ ۲-۲۔ ولایتی کاغذ کی مجلد۔ مع۔ جو صفا
 چاہیں دہلی کے بڑے دربار کی دکان منشی درگاہ پر شائع ہوتا ہے
 دہلی میں دہلی بک سے سائٹی سے طلب فرمائیں۔ اس کتاب
 میں سو اٹھ سو سے زیادہ مستورات کا بیان ہے۔ اسکے
 دو حصہ ہیں۔ پہلا گلشن ناز گلچین فارسی زبان کی شعر گوئی کا
 ذکر ہے۔ دوسرا چمن انداز مع ضمیر۔ اس میں اردو کی سخن
 سراؤں کا بیان ہے غرضیکہ عورتوں کا قابل دید ہے
 ایک فصل اس میں تاریخ گوئی کے بیان کی بھی مذکور ہے۔

زیادہ طول فہول ہے

تجربہ تاریخ ۵ فروری ۱۸۸۲ء روز جمعہ

التماس مولفہ کے واسطے

واقعہ اسے ناظرین پر تکیں ہو کہ۔ احتقر العباد و درگاہ پر شاہ و کمری سرسبز ہی متوطن علی پیش یات رشتہ تعلیم
 اعلیٰ پنجاب غیرہ میزبان کی کتاب ساجی لکھنٹ دفتر کلید انجمن دلی جملہ کمیشن ایجنٹ مصنفہ یونیورسٹی
 دہلی ایک ہفتہ سالہ ہر ہفتہ اپنی کتاب اردو مولفہ نہ کرہ شہر کے دکن۔ و نکات اعلیٰ شہر کے و انجمن
 مترجم رسالہ خود فاری صہبائی و خواجہ مصری مع ترجمہ و رنگ جسے راقمہ نوادہ اعلیٰ درگاہ اعلیٰ صہبائی ہے
 وغیرہ وغیرہ۔ دسمبر ۱۹۰۵ء سے دلی کے بازار و درگاہ کلاں میں کتابوں کی تجارت کے لئے دکان کھول
 بیٹھا ہے۔ پنجاب کے شہر تعلیم کی انگریزی فاری کتابیں اور جہاں بہتر تھی انگریزی کتابیں کی کتب یا فیلڈ
 لاٹری صہبائی فاریس کی کتابیں وغیرہ اکثر موجود رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ دلی شہر کے سرسبز کے خواجہ لالہ
 نیشن سٹریٹ کے شجرہ عالم۔ لالہ جرجی لال کی سنگھ سہیل و پیدیاں محمود المطالع کی کتابیں وغیرہ
 اپنے پاس رکھتا ہے۔ جو صاحب خفیہ پانچوہویں کی یا اس کے زیادہ کی کتابیں خریدیں انکو دیکھ دیکھ ایک آنہ
 کمیشن بھی دیتا ہے۔ اور بعض پر مین فیصدی۔ پس بنا بارگاہی ہر فاضل عالم چند کتابوں کے نام مع
 قیمت و محصول ڈاک منتر کرتا ہے ہر ملکہ کی جسٹری مدت دو آنہ پر ہو سکتی ہے۔ بلا جسٹری ملکہ
 کا جواب دہ بندہ نہیں ہوگا۔ نیز جو صاحب قیمت کتب خلاف ضابطہ ڈاکہ اٹھانچات ارسال فرمائیں اس کی
 کمیشن کی کا دفتر بندہ نہ ہوگا۔ جو صاحب کتب ڈاک بھیجیں جسٹری کے خط میں روانہ کریں اور پھر
 ایک آنہ کمیشن کا دین و دیننی اور رعایت کریں یا دہلوی اسے علی پارس کے ذریعہ سے طلبہ مابین
 جس قیمت نقد پارس سے بھیجیں ہر ڈاک گھر میں داخل کرنی ہوگی تھا۔

ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کتابیں صرف دہلی شہر کے واسطے ہیں

فہرست کتب دلی کی ساجی لکھنٹ دفتر کلید انجمن		نمبر	تفصیل	نمبر	تفصیل
۱	۶	۱	تہذیب و تمدن	۱	۱
۲	۸	۲	تہذیب و تمدن	۲	۲
۳	۵	۳	تہذیب و تمدن	۳	۳
۴	۷	۴	تہذیب و تمدن	۴	۴
۵	۹	۵	تہذیب و تمدن	۵	۵
۶	۱۰	۶	تہذیب و تمدن	۶	۶
۷	۱۱	۷	تہذیب و تمدن	۷	۷
۸	۱۲	۸	تہذیب و تمدن	۸	۸
۹	۱۳	۹	تہذیب و تمدن	۹	۹
۱۰	۱۴	۱۰	تہذیب و تمدن	۱۰	۱۰
۱۱	۱۵	۱۱	تہذیب و تمدن	۱۱	۱۱
۱۲	۱۶	۱۲	تہذیب و تمدن	۱۲	۱۲
۱۳	۱۷	۱۳	تہذیب و تمدن	۱۳	۱۳
۱۴	۱۸	۱۴	تہذیب و تمدن	۱۴	۱۴
۱۵	۱۹	۱۵	تہذیب و تمدن	۱۵	۱۵
۱۶	۲۰	۱۶	تہذیب و تمدن	۱۶	۱۶
۱۷	۲۱	۱۷	تہذیب و تمدن	۱۷	۱۷
۱۸	۲۲	۱۸	تہذیب و تمدن	۱۸	۱۸
۱۹	۲۳	۱۹	تہذیب و تمدن	۱۹	۱۹
۲۰	۲۴	۲۰	تہذیب و تمدن	۲۰	۲۰
۲۱	۲۵	۲۱	تہذیب و تمدن	۲۱	۲۱
۲۲	۲۶	۲۲	تہذیب و تمدن	۲۲	۲۲
۲۳	۲۷	۲۳	تہذیب و تمدن	۲۳	۲۳
۲۴	۲۸	۲۴	تہذیب و تمدن	۲۴	۲۴
۲۵	۲۹	۲۵	تہذیب و تمدن	۲۵	۲۵
۲۶	۳۰	۲۶	تہذیب و تمدن	۲۶	۲۶
۲۷	۳۱	۲۷	تہذیب و تمدن	۲۷	۲۷
۲۸	۳۲	۲۸	تہذیب و تمدن	۲۸	۲۸
۲۹	۳۳	۲۹	تہذیب و تمدن	۲۹	۲۹
۳۰	۳۴	۳۰	تہذیب و تمدن	۳۰	۳۰

ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کتابیں صرف دہلی شہر کے واسطے ہیں

ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کتابیں صرف دہلی شہر کے واسطے ہیں

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱	۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱	۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱	۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱	۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱	۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸	۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳	۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷	۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲	۵۵۳	۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷	۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱	۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳	۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷	۵۷۸	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸	۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳	۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷	۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲	۶۱۳	۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷	۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱	۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳	۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷	۶۳۸	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸	۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳	۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷	۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲	۶۷۳	۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷	۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱	۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳	۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷	۶۹۸	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸	۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳	۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷	۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲	۷۳۳	۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷	۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱	۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳	۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷	۷۵۸	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸	۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳	۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷	۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲	۷۹۳	۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱	۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷	۸۰۸	۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳	۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷	۸۱۸	۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵	۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸	۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲	۸۳۳	۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷	۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱	۸۴۲	۸۴۳	۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲	۸۵۳	۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷	۸۵۸	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱	۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷	۸۶۸	۸۶۹	۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳	۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷	۸۷۸	۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵	۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸	۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲	۸۹۳	۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷	۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱	۹۰۲	۹۰۳	۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶	۹۰۷	۹۰۸	۹۰۹	۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲	۹۱۳	۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷	۹۱۸	۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱	۹۲۲	۹۲۳	۹۲۴	۹۲۵	۹۲۶	۹۲۷	۹۲۸	۹۲۹	۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲	۹۳۳	۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷	۹۳۸	۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱	۹۴۲	۹۴۳	۹۴۴	۹۴۵	۹۴۶	۹۴۷	۹۴۸	۹۴۹	۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲	۹۵۳	۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷	۹۵۸	۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱	۹۶۲	۹۶۳	۹۶۴	۹۶۵	۹۶۶	۹۶۷	۹۶۸	۹۶۹	۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲	۹۷۳	۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷	۹۷۸	۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱	۹۸۲	۹۸۳	۹۸۴	۹۸۵	۹۸۶	۹۸۷	۹۸۸	۹۸۹	۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲	۹۹۳	۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷	۹۹۸	۹۹۹	۱۰۰۰
---	---	---	---	---	---	---	---	---	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	------

